مشقی سوالات وتمرینات سے مزین جدید ایڈیشن

تقویۃ الایمان (درسی)

www.KitaboSunnat.com

شاہ اسماعیل شہید

دارالسلام
DARUSSALAM

www.KitaboSunnat.com

تقویۃ الایمان (درسی)

www.KitaboSunnat.com

OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پرنس عبدالعزیز بن جلاوی سٹریٹ پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب

فون: 00966 1 4043432-4033962 فیکس: 4021659 www.darussalamksa.com

Email: darussalam@awalnet.net.sa info@darussalamksa.com

الریاض ● العلیا فون: 00966 1 4614483 فیکس: 4644945 ● الملز فون: 00966 1 4735220 فیکس: 4735221
● سویدی فون: 00966 1 4286641 ● سویلم فون/فیکس: 00966 1 2860422

جدہ فون: 00966 2 6879254 فیکس: 6336270 مدینہ منورہ فون: 00966 4 8234446,8230038 فیکس: 04 8151121

الخبر فون: 00966 3 8692900 فیکس: 00966 3 8691551 خمیس مشیط فون/فیکس: 00966 7 2207055

ینبع البحر فون: 0500887341 فیکس: 8691551 قصیم (بریدہ) فون: 0503417156 فیکس: 00966 6 3696124

امریکہ ● نیویارک فون: 001 718 625 5925 ● ہوسٹن: 001 713 722 0419 کینیڈا ● نصیر الدین الخطاب فون: 001 416 4186619

لندن ● دارالسلام انٹرنیشنل لیٹن اسٹون لندن فون: 0044 20 85394885-0044 20 77252246 ● دارالسلام برمنگھم: 0044 0121 7739309

متحدہ عرب امارات ● شارجہ فون: 00971 6 5632623 فیکس: 5632624 فرانس فون: 0033 01 480 52928 فیکس: 0033 01 480 52997

انڈیا ● دارالسلام انڈیا فون: 0091 44 45566249 موبائل: 0091 98841 12041 ● اسلامک بکس انٹرنیشنل فون: 0091 22 2373 4180
● ہدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرز فون: 0091 40 2451 4892 موبائل: 0091 98493 30850 ● ایم اے ایس ڈسٹری بیوٹرز فون: 0091 44 42157847

سری لنکا ● دارالکتاب فون: 0094 115 358712 ● دارالایمان ٹرسٹ فون: 0094 114 2669197

پاکستان ہیڈ آفس و مرکزی شوروم

لاہور 36۔ لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ لاہور فون: 0092 42 373 240 34,372 400 24,372 32 4 00 فیکس: 042 373 540 72

● غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 0092 42 371 200 54 فیکس: 042 373 207 03

● Y بلاک، گول کمرشل مارکیٹ، دکان: Y2، لاہور ڈیفنس، لاہور فون: 0092 42 356 926 10

کراچی مین طارق روڈ، ڈالمین مال سے (بہادر آباد کی طرف) دوسری گلی کراچی فون: 0092 21 343 939 36 فیکس: 0092 21 343 939 37

اسلام آباد F-8 مرکز، ایوب مارکیٹ، شاہ ولی مرکز: 0092 51 22 815 13

info@darussalampk.com | www.darussalampk.com

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

تقویۃ الایمان (درسی)

شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ

دار السلام
DARUSSALAM

التبیان
OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے (شروع) جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

فہرست

- ترتیب نو کے اصول ---------- 25
- تمہید ---------- 27
- حمد وصلوۃ ---------- 27
- بندہ اور بندگی ---------- 27
- زمانے کی حالت ---------- 27
- سب سے بہتر راہ ---------- 27
- دین کو سمجھنا مشکل نہیں ---------- 28
- رسول کیوں آئے؟ ---------- 28
- حکیم اور بیمار کی مثال ---------- 28
- توحید و رسالت ---------- 29
- رسالہ تقویۃ الایمان ---------- 29
  - مشقی سوالات و تمرینات ---------- 30
  - کثیر الانتخابی خالی جگہ ---------- 30

توحید کا بیان ---------- 32

- عوام کی بے خبری ---------- 32
- شرک کے کام ---------- 32
- دعوی ایمان کا، کام شرک کے ---------- 32
- قرآن کا فیصلہ ---------- 33
- اللہ کے سوا کوئی قادر نہیں ---------- 33
- اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہیں ---------- 34
- اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں ---------- 34
- شرک کی حقیقت ---------- 35
  - مشقی سوالات و تمرینات ---------- 37
  - کثیر الانتخابی خالی جگہ ---------- 37

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

فہرست

شرک کی قسمیں ---------- 38

- علم میں شرک ---------- 38
- تصرف میں شرک ---------- 38
- عبادت میں شرک ---------- 39
- روزمرہ کے کاموں میں شرک ---------- 40
- مشقی سوالات وتمرینات ---------- 42
- کثیر الانتخابی خالی جگہ ---------- 42

شرک کی برائی اور توحید کی خوبیاں ---------- 44

- شرک کی مثال ---------- 44
- شرک سب سے بڑا عیب ہے ---------- 45
- توحید ہی راہ نجات ہے ---------- 46
- اللہ تعالیٰ شرک سے بیزار ہے ---------- 46
- ازل میں توحید کا اقرار ---------- 46
- شرک سند نہیں بن سکتا ---------- 48
- بھول کا عذر قبول نہیں ہوگا ---------- 49
- رسولوں اور کتابوں کی بنیادی تعلیم ---------- 49
- سب سے پہلی ترجیح ایمان کی حفاظت ---------- 49
- غیر اللہ کو پکارنا ---------- 50
- توحید اور مغفرت ---------- 51
- مشقی سوالات وتمرینات ---------- 52
- کثیر الانتخابی خالی جگہ ---------- 52

شرک فی العلم کی تردید ---------- 53

- علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو ہے ---------- 53
- علم غیب کا مدعی جھوٹا ہے ---------- 54

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

فہرست

- غیب کی باتیں ---------- 55
- اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو ---------- 56
- نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ ہے ---------- 56
- انبیاء کا اصل کام ---------- 57
- انبیاء غیب دان نہیں ---------- 57
- علم غیب کے متعلق ارشاداتِ نبوی ---------- 58
- مشقی سوالات وتمرینات ---------- 60
- کثیر الانتخابی خالی جگہ ---------- 60

شرک فی التصرف کی تردید ---------- 62
- نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ ہے ---------- 62
- اللہ کے سوا کوئی رازق نہیں ---------- 63
- صرف اللہ کو پکارو ---------- 63
- اذن الٰہی کے بغیر شفاعت نہیں ---------- 64
- شفاعت کے معنی اور اقسام ---------- 65
- شفاعتِ وجاہت ---------- 65
- ''شفاعتِ محبت'' ممکن نہیں ---------- 66
- ''شفاعت بالاذن'' ممکن ہے ---------- 66
- صراط مستقیم ---------- 67
- اللہ سب سے نزدیک ہے ---------- 68
- صرف اللہ پر بھروسہ کرو ---------- 69
- قرابت کام نہیں دے سکتی ---------- 70
- مشقی سوالات وتمرینات ---------- 72
- کثیر الانتخابی خالی جگہ ---------- 72

عبادات میں شرک کی حرمت ---------- 4

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

فہرست

- عبادت کی تعریف ---------- 74
- عبادت صرف اللہ ہی کے لیے ہے ---------- 74
- سجدہ صرف اللہ کے لیے ہے ---------- 74
- غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے ---------- 75
- شعائر اللہ کی تعظیم کی جائے ---------- 76
- غیر اللہ کے نام کی چیز حرام ہے ---------- 77
- حکم صرف اللہ کے لیے ہے ---------- 78
- من گھڑت نام شرک ہیں ---------- 78
- خودساختہ رسمیں شرک ہیں ---------- 79
- لوگوں کو تعظیماً سامنے کھڑا رکھنا ممنوع ہے ---------- 79
- بتوں اور تھانوں کی پوجا شرک ہے ---------- 80
- ذبح لغیر اللہ لعنت کا باعث ہے ---------- 80
- قرب قیامت کی علامتیں ---------- 81
- تھان پوجا بدترین لوگوں کا کام ہے ---------- 82
- بتوں کا طواف ---------- 83
  - مشقی سوالات وتمرینات ---------- 85
  - کثیر الانتخابی خالی جگہ ---------- 85

رسم ورواج میں شرک کی حرمت ---------- 87

- شیطان کی وسوسہ اندازی ---------- 87
- اولاد کے سلسلے میں شرک کی رسمیں ---------- 88
- کھیتی باڑی میں شرک کی رسمیں ---------- 89
- چوپایوں میں شرک کی رسمیں ---------- 90

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

فہرست

- حلال وحرام میں اللہ پر افترا ---------- 91
- ستاروں میں تاثیر ماننا شرک ہے ---------- 92
- نجوم اور رمل پر اعتقاد کا گناہ ---------- 93
- شگون اور فال کفر کی رسمیں ہیں ---------- 93
- اللہ کے نام کے ساتھ کنیت نہ رکھو ---------- 98
- صرف ماشاء اللہ کہو ---------- 99
- غیر اللہ کی قسم شرک ہے ---------- 99
- نذروں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ---------- 100
- اللہ کو سجدہ اور پیغمبر علیہ السلام کی تعظیم ---------- 101
- کسی کو اپنا بندہ اور بندی کہنا جائز نہیں ---------- 102
- تعظیم رسول ﷺ کی بابت اسوہ حسنہ ---------- 102
- لفظ "سید" کے دو معنی ---------- 104
- تصویر کے متعلق ارشادات نبوی ---------- 105
- پانچ سخت ترین گناہ ---------- 106
- اپنے متعلق نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ---------- 107
- مشقی سوالات وتمرینات ---------- 109
- کثیر الانتخابی خالی جگہ ---------- 109

الـتبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

"تقویۃ الایمان" شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی گراں مایہ تصنیف ہے۔ اس کی بہت سی خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ "اسم بامسمیٰ" کی مصداق ہے۔ اسے پڑھ کر توحید وسنت کا صحیح مفہوم اور اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے اور دوسری طرف توحید وسنت کے منافی عقائد واعمال کی نشاندہی ہوتی ہے۔ یوں اس کتاب کا مطالعہ ایمان میں مزید پختگی اور تقویت کا باعث بنتا ہے۔

مؤلف رحمہ اللہ اور ان کی زیرنظر کتاب سمیت دیگر تالیفات کا تعارف مقدمے میں تفصیلی طور پر دیا گیا ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ یہ مختصر مگر جامع کتاب جب سے منظر عام پر آئی ہے اس وقت سے برابر توجہ کا مرکز بنی رہی ہے اور علماء وعوام کے درمیان متداول ہے۔ اس کے سیکڑوں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور یہ سلفی مدارس میں شامل نصاب بھی ہے۔

دارالسلام نے بھی اس کے کئی ایڈیشن شائع کیے ہیں۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ شامل نصاب اس کتاب کا درسی ایڈیشن تیار کیا جائے تاکہ طلبائے کرام محنت اور لگن کے ساتھ ساتھ جدید طریقہ تعلیم کے مطابق اس سے استفادہ کر سکیں۔ دارالسلام نے اس ضرورت کو پورا کرنے اور اسے عمدہ انداز سے شائع کرنے کی کوشش کی ہے۔

یہ کام دارالسلام ریسرچ سنٹر کے ذیلی شعبے شعبہ نصاب سازی کے اراکین محمد نعمان فاروقی، حافظ عبدالاحد اور مولانا عمران صارم نے انجام دیا ہے۔ امید ہے تعلیمی حلقوں سے یہ کتاب داد تحسین وصول کرے گی اور عقیدہ وعمل کی اصلاح میں ایک سنگِ میل ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ

خادم کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد

مینیجنگ ڈائریکٹر دارالسلام

اگست 2013ء

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

تقویۃ الایمان کے مصنف شاہ محمد اسماعیل رحمہ اللہ، شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ کے اکلوتے فرزند، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے پوتے اور شاہ عبدالعزیز محدث رحمہ اللہ، شاہ رفیع الدین محدث رحمہ اللہ اور شاہ عبدالقادر محدث رحمہ اللہ کے بھتیجے تھے۔ پاک و ہند کی وسیع سرزمین میں علم و فضل، درس و تدریس، تصنیف و تالیف، وعظ و ارشاد، تجدید دین، احیائے اسلامیت اور اصلاح امت کی ایسی بلند نسبتیں شاید ہی کسی کے حصے میں آئی ہوں، جن سے شاہ اسماعیل رحمہ اللہ مشرف ہوئے، اور ایسی گراں بہا میراث بھی بہت کم لوگوں کو ملی ہوگی۔ شاہ اسماعیل رحمہ اللہ نے ان نسبتوں کی بلندی اور اس میراث کی گراں بہائی نہ صرف قائم رکھی، بلکہ عملاً ان کی زینت و زیبائی بدرجہا درخشاں تر بنا دی۔

شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ مستند روایت کے مطابق 12 ربیع الاول 1193ھ (26 اپریل 1779ء) کو پیدا ہوئے۔ گویا اپنے پیر و مرشد امیر المومنین سید احمد شہید بریلوی [1] رحمہ اللہ سے کم و بیش سات سال بڑے تھے، والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ تھا۔ [2]

تعلیم و تربیت: شاہ صاحب نے ابتدائی تعلیم والد ماجد سے پائی، آٹھ سال کی عمر میں حافظ قرآن بن گئے۔ 16 رجب 1203 ہجری (12 اپریل 1789ء) کو جب شاہ شہید صرف دس برس کے تھے آپ کے والد شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ نے وفات پائی۔ آپ کے تینوں چچا (شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر رحمہم اللہ) یتیم بھتیجے کو آغوش محبت

---

[1] بریلی شہر کی طرف نسبت ہے۔

[2] میر شہامت علی نے ''تقویۃ الایمان'' کے انگریزی ترجمے کے دیباچے میں شاہ شہید کی تاریخ ولادت 28 شوال 1195ھ لکھی ہے، اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فضیلت النساء (بنت مولوی علاء الدین پھلتی) بتایا ہے۔ بلاشبہ شاہ صاحب کی ننھیال پھلت ہی میں تھی اور ان کی ہمشیرہ بی بی رقیہ کی پہلی شادی پھلت ہی میں ان کے ماموں کے بیٹے مولوی کمال الدین سے ہوئی، لیکن شاہ صاحب کی تاریخ ولادت اور والدہ ماجدہ کے نام سے متعلق مستند بیان وہی ہے جو متن میں درج ہوا۔ میر شہامت علی کی روایت کا ماخذ ہمیں معلوم نہیں ہو سکا۔ انہوں نے شاہ صاحب کے حالات میں اور بھی کئی باتیں ایسی درج کر دی ہیں، جو صحیح نہیں۔

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

میں لینے کے لیے یکساں تیار تھے۔ لیکن رسماً یہ ذمہ داری شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے اٹھائی' جن کی اپنی اولاد میں صرف ایک لڑکی تھی۔ شاہ اسماعیل نے درسی کتابیں انہی سے پڑھیں اور تمام مروجہ علوم میں وہ درجہ حاصل کر لیا جو ان کے عہد میں تعلیم و تدریس کا آخری درجہ سمجھا جاتا تھا۔ آخر شاہ عبدالعزیز سے حدیث کی سند لی اور 15، 16 سال ہی کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔

سرسید احمد خان کے بیان کے مطابق ابتدا میں استغناء (بے فکری) کا یہ عالم تھا کہ یاد ہی نہ رہتا تھا کہ سبق کہاں سے شروع ہوگا۔ چنانچہ کبھی اصل مقام سے بعد کی عبارت شروع کر دیتے۔ شاہ عبدالقادر ٹوکتے تو جواب میں کہہ دیتے کہ مطلب آسان سمجھ کر نہ پڑھا۔ شاہ عبدالقادر متروکہ حصے میں سے کچھ پوچھتے تو شاہ شہید ایسی تقریر فرماتے کہ سب لوگ سن کر حیران رہ جاتے۔ اسی طرح کبھی اصل مقام سے پہلے سبق کا آغاز کر دیتے' شاہ عبدالقادر متنبہ فرماتے تو شاہ شہید ایسے شبہات وارد کر دیتے کہ فاضل استاد کو بھی ان کے جواب میں خاصی توجہ مبذول کرنا پڑتی۔

غیر معمولی ذہانت کی دھوم شہر بھر میں تھی' فارغ التحصیل ہونے کے بعد لوگ امتحاناً' بر سر راہ سوالات پیش کر دیتے۔ خیال یہ ہوتا کہ کتاب پاس نہیں' اس لیے شافی جواب نہ دے سکیں گے۔ لیکن شاہ شہید رحمہ اللہ بلا تامل تقریر شروع کر دیتے اور مسئلے کی ایسی تشریح فرماتے کہ پوچھنے والے کو اپنی جرأت پر خجالت ہوتی۔

مولانا محمد خان عالم مدراسی رحمہ اللہ نے مولانا سید محمد علی رام پوری رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق لکھا ہے کہ شاہ شہید متبحر عالم دین اور حافظ قرآن تھے۔ تیس ہزار حدیثیں ان کی نوک زبان پر تھیں۔[1]

سید صاحب کی بیعت: شاہ شہید رحمہ اللہ کے علم و فضل کی شہرت اگرچہ عام تھی' لیکن اس کے ساتھ طبیعت میں اک گونہ بے پروائی سی پائی جاتی تھی۔ یعنی انہوں نے کوئی مستقل مشغلہ اختیار نہ کیا تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ خاندان میں جن مشاغل کا رواج تھا' انہیں وہ مقاصد اصلاح کے لیے کافی نہ سمجھتے تھے اور کوئی نیا مشغلہ سر دست پیش نظر نہ تھا۔ یا یہ سمجھ لیجیے کہ وہ اپنے دل میں الگ لائحہ عمل کا فیصلہ کر چکے تھے اور رفقاء و معاونین کی تلاش میں متوقف تھے۔

یہ حالت تھی کہ 1234 ہجری (1819ء) میں امیر المومنین سید احمد بریلوی رحمہ اللہ ' نواب امیر خاں والی ٹونک کی رفاقت چھوڑ کر راجپوتانہ سے دہلی پہنچے اور مسجد اکبر آبادی میں مقیم ہوئے۔ پہلے مولانا محمد یوسف پھلتی رحمہ اللہ نے' جو غالباً شاہ ولی اللہ کے بھائی شاہ اہل اللہ کے پوتے تھے' پھر شاہ عبدالعزیز کے داماد مولانا عبدالحئی نے اور ان کے بعد شاہ شہید

---

[1] تنبیہ الضالین عن طریق سید المرسلین' قلمی نسخہ' ص:16۔

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

نے سید صاحب سے بیعت کی۔ ① اسی وقت سے شاہ شہید کی زندگی بالکل بدل گئی اور وہ رات دن اصلاح وارشاد میں مصروف رہنے لگے۔ منگل اور جمعہ کو شاہی مسجد میں بالالتزام وعظ فرماتے۔ سرسید نے لکھا ہے کہ نماز جمعہ کے لیے لوگ اس کثرت سے آنے لگے' جیسے عیدین کی نمازوں میں آتے تھے اور سامعین کا شمار نہ ہو سکتا تھا۔ وعظ کا طریقہ ایسا تھا کہ جو کچھ فرماتے' دلوں میں پیوست ہو جاتا۔ اگر کسی بات پر کوئی خلش پیدا بھی ہوتی تو آگے چل کر بالکل رفع ہو جاتی۔ احیائے سنت اور رد شرک و بدعت' وعظوں کا خاص موضوع ہوتا۔ یہی دور تھا جس میں احیائے دین کا کام پوری سرگرمی سے شروع ہوا' اور یہی دور تھا جس کے متعلق مولانا ابوالکلام آزاد نے "تذکرہ" میں تحریر فرمایا:

"دعوت و اصلاح امت کے جو بھید' پرانی دہلی کے کھنڈروں اور کوٹلہ کے حجروں میں دفن کر دیے گئے تھے' اب اس سلطان وقت اور سکندر اعظم (شاہ اسماعیل رحمہ اللہ) کی بدولت شاہجہان آباد کے بازاروں اور جامع مسجد کی سیڑھیوں پر ان کا ہنگامہ مچ گیا اور ہندوستان کے کناروں سے بھی گزر کر' نہیں معلوم کہاں کہاں تک' چرچے اور افسانے پھیل گئے۔ جن باتوں کے کہنے کی بڑوں بڑوں کو بند حجروں کے اندر بھی تاب نہ تھی' وہ اب بر سر بازار کی جا رہی اور ہو رہی تھیں' اور خون شہادت کے چھینٹے' حرف و حکایت کے نقوش صفحۂ عالم پر ثبت کر رہے تھے۔" ②

سفر حج: شوال 1236 ہجری (جولائی 1821ء) میں امیر المومنین سید احمد رحمہ اللہ نے حج کا قصد کیا۔ سمندری سفر میں متوقع ہلاکت کی بنا پر مختلف علماء نے فرضیت حج کے سقوط کا فتوی دیا ہوا تھا۔ اور بعض اصحاب تو یہ کہنے لگے تھے کہ ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ ③ کی رو سے حج کا مقصد (معاذ اللہ) معصیت ہے۔

اس فتنے کے سدباب کی ایک صورت یہ تھی کہ تحریر و تقریر کے ذریعے سے اس کا رد کیا جاتا۔ سید صاحب' شاہ اسماعیل' مولانا عبدالحی' شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ اور دوسرے علمائے حق نے اس فریضے کی بجا آوری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ دوسری صورت یہ تھی کہ ایک عملی اقدام سے اس وسیع ملک کی فضا میں ادائے حج کا عام غلغلہ پیدا کر دیا جاتا' تاکہ لوگوں کے دلوں میں شوق و رغبت کے ولولے بیدار ہو جاتے۔ حضرت سید احمد رحمہ اللہ صاحب عزم و ہمت تھے' انہوں نے مردانہ وار دوسرے راستے میں بھی قدم اٹھا لیا اور کمال یہ کیا کہ حج کے لیے ملک کے تمام مسلمانوں کو دعوت دے دی کہ کسی کے پاس راستے کا خرچ ہو یا نہ ہو وہ تیار ہو جائے' میں ذمہ لیتا ہوں کہ اسے حج کرا لاؤں گا۔ گویا نہ صرف

① نبی اکرم ﷺ کے بعد قبول اسلام' خلافت اور جہاد کی بیعت باقی ہے۔ مذکورہ بیعت' سلسلہ ہائے تصوف والی بیعت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

② تذکرہ' طبع اول۔ ③ البقرۃ 195:2۔

التبیان OPEN UNIVERSITY Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

فرضیت حج کو اصل صورت میں محفوظ کیا' بلکہ عملاً سب پر آشکارا کر دیا کہ یہ فرض بہ سہولت ادا ہو سکتا ہے' شرط یہ ہے کہ اسے حکم الٰہی سمجھ کر ایک سچے مسلمان کی طرح بجالانے کا ارادہ کر لیا جائے۔

چنانچہ سید صاحب ساڑھے سات سو مسلمانوں کے قافلے کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئے۔ شاہ شہید' ان کی والدہ ماجدہ اور ہمشیرہ محترمہ بھی ساتھ تھے۔ دس جہاز کرائے پر لیے' ہر جہاز کی جماعت کے لیے ایک امیر مقرر فرمایا۔ کلکتہ سے روانہ ہوئے اور حج وزیارت کے بعد شعبان 1239 ہجری (اپریل 1824ء) میں واپس تشریف لائے۔ اس سفر میں ایک جہاز کی جماعت کے امیر شاہ اسماعیل رحمہ اللہ تھے۔

دعوت جہاد: حج سے واپسی کے بعد شاہ شہید رحمہ اللہ اپنے مرشد کے فرمان کے مطابق ہمہ تن' جہاد کی دعوت کے لیے وقف ہو گئے۔ سرسید نے لکھا ہے:

> ''بموجب ارشاد سید اصفیاء یعنی پیر طریق ہدیٰ' اس طرح سے تقریر و وعظ کی بنیاد ڈالی کہ مسائل جہاد فی سبیل اللہ بیشتر بیان ہوتے اور یہاں تک کہ آپ کی صیقل تقریر سے مسلمانوں کا آئینۂ باطن مصفیٰ ومجلی (صاف و شفاف) ہو گیا۔ اور وہ اس طرح سے راہ حق میں سرگرم ہوئے کہ ہر شخص بے اختیار چاہنے لگا کہ سر اس کا راہ حق میں فدا اور جان اس کی اعلاء لواء دین محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں صرف ہو''

ہجرت: کم وبیش پونے دو سال اس دعوت میں صرف ہوئے۔ جب جا بجا مجاہدین کی جماعتیں تیار ہو گئیں تو غور وفکر کے بعد (صوبہ) سرحد سے آغاز جہاد کا فیصلہ ہوا' جہاں پنجاب کی سکھ حکومت نے یورشیں شروع کی ہوئی تھیں۔ 7 جمادی الاخری 1241ھ (17 جنوری 1826ء) کو سید صاحب کے ساتھ بغرض جہاد راہ ہجرت میں قدم رکھا۔ اس وقت صرف پانچ چھ سو آدمی ساتھ لیے تھے۔ اور فیصلہ یہ تھا کہ تجویز کردہ مرکز میں پہنچ کر حالات کے جائزے کے بعد باقی جماعتوں کو بلا لیں گے۔ شاہ شہید اس سفر کے دوران عام تنظیمی اور تبلیغی امور کے کفیل خاص تھے۔

یہ جماعت رائے بریلی سے براستہ بندھیل کھنڈ' گوالیار' ٹونک' اجمیر' صحرائے مارواڑ' عمرکوٹ' حیدر آباد (سندھ) شکارپور' کوئٹہ' قندھار' غزنی اور کابل ہوتی ہوئی پشاور پہنچی۔ یہ کم وبیش تین ہزار میل کا سفر تھا۔ اس میں تپتے ہوئے صحرا بھی تھے' جہاں میلوں تک پانی کا نشان نہ ملتا تھا۔ بڑے بڑے دریا بھی تھے' دشوار گزار پہاڑ اور برفستان بھی۔ دس مہینے اس مسافت کو طے کرنے میں صرف ہوئے۔

جہاد: 20 جمادیٰ الاولیٰ 1242ھ (20 دسمبر 1826ء) کو جہاد بالسیف کا آغاز ہوا۔ اس سلسلے میں شاہ شہید رحمہ اللہ نے

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

مخصوص وممتاز کارناموں کی اجمالی کیفیت ذیل میں درج ہے:

1. انھی کی کوششوں سے اہل سرحد نے سید صاحب کے ہاتھ پر امارت جہاد کے لیے بیعت کی اور سرحد میں علماء یا اکابر سے جتنی گفتگوئیں ہوئیں' ان میں سے اکثر شاہ شہید ہی نے کیں۔

2. ضلع ہزارہ میں جہاد کی تنظیم انھی نے فرمائی۔ شنکیاری کی جنگ میں ان کے ساتھ اگرچہ صرف دس گیارہ مجاہد تھے' تاہم غیر معمولی استقامت سے سکھوں کے خاصے بڑے لشکر کو شکست فاش دی۔ اس جنگ میں شاہ شہید کی قبا گولیوں سے چھلنی ہوگئی اور ایک انگلی پر گولی کا زخم لگا۔ بعد میں اس انگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مزاحاً فرمایا کرتے تھے کہ یہ ہماری انگشت شہادت ہے۔

3. انھی کی کوششوں سے بیعت اقامت شریعت کا انتظام ہوا اور اہل سرحد پہلی مرتبہ صحیح شرعی حکومت کی برکات سے متمتع ہوئے۔

4. انھی کی قیادت میں امب' عشرہ' مردان اور مایار کی جنگوں میں نمایاں فتوحات حاصل ہوئیں۔ فتح پشاور کے بعد سلطان محمد خان بارک زئی سے گفت وشنید کے لیے بھی سید صاحب نے انھی کو نامزد فرمایا تھا۔

5. جب مفاد پرستوں کی عناد آرائی کے باعث علاقہ سرحد میں حالات نازک صورت اختیار کر گئے اور سید صاحب نے اس مرکز کو چھوڑ کر دشوار گزار پہاڑی راستوں سے کشمیر کا قصد فرمایا تو شاہ شہید رحمہ اللہ بھی ساتھ تھے۔

6. سفر کشمیر ہی کے دوران 24 ذی قعدہ 1246ھ (6 مئی 1831ء) کو بالاکوٹ کی جنگ پیش آئی' جس میں سید صاحب' شاہ شہید اور بیشتر مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔

بنا کردند خوش رسے بہ خاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

سیرت کی ایک جھلک: جہاں تک معلوم ہو سکا ہے شاہ شہید رحمہ اللہ نے امور معیشت میں تکلفات کو کبھی پسند نہ فرمایا۔ سید صاحب سے وابستگی کے بعد تو وہ معیشت کے ادنیٰ مدارج (مراتب) ہی میں اس طرح سے خوش تھے گویا تخت شاہی پر بیٹھے ہوں۔

سفر حج میں کلکتہ پہنچے تو ایسٹ انڈیا کمپنی کے وکیل منشی امین الدین احمد ملاقات کے لیے آئے جو اس زمانے میں کلکتہ کے بہت بڑے رئیس مانے جاتے تھے۔ سید صاحب سے ملنے کے بعد انہوں نے پوچھا کہ شاہ اسماعیل رحمہ اللہ

التبیان OPEN UNIVERSITY Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

کہاں ہیں۔ شاہ صاحب ایک کشتی سے اتر کر سید صاحب کی کشتی کی طرف آ رہے تھے' کپڑے میلے ہو چکے تھے' لوگوں نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ منشی امین الدین نے سمجھا' یہ کوئی اور اسماعیل ہوں گے اور کہا' میں شاہ اسماعیل کا پوچھتا ہوں' جو شاہ عبدالعزیز کے بھتیجے ہیں۔ جب انہیں بتایا گیا کہ شاہ صاحب یہی ہیں تو ان کی سادگی اور بے تکلفی دیکھ کر منشی صاحب بے اختیار آبدیدہ ہو گئے۔

سید صاحب نے سواری کے لیے شاہ صاحب کو گھوڑا دے رکھا تھا' لیکن جب کسی کام پر جاتے تو اپنے گھوڑے پر کسی ساتھی کو سوار کر دیتے اور خود پیدل چلتے کہ دین کا کام ہے' جتنی زیادہ مشقت اٹھائیں گے' زیادہ ثواب ملے گا۔

حق گوئی: سید صاحب سے ان کی عقیدت شہرۂ آفاق ہے۔ لوگوں نے اس سلسلے میں بہت سی داستانیں وضع کر رکھی ہیں۔ وہ صحیح ہوں یا نہ ہوں' لیکن اس میں شبہ نہیں کہ شاہ صاحب کو سید صاحب سے غیر معمولی عقیدت تھی۔ بایں ہمہ یہ عقیدت شاہ صاحب کی حق گوئی پر کبھی اثر انداز نہ ہو سکی۔ ایک موقع پر قلعہ امب کے لیے خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ اس میں سید صاحب کی اہلیہ اور دوسری مستورات بھی تھیں۔ سید صاحب نے شاہ صاحب کو لکھا کہ خواتین دوسرے محفوظ مقام پر بھیج دی جائیں تاکہ لڑائی کے وقت مجاہدین کے لیے پریشانی کا کوئی امکان باقی نہ رہے۔ شاہ صاحب سمجھتے تھے کہ خواتین کو نکالا گیا تو گردوپیش کے عوام پر برا اثر پڑے گا اور وہ یہ سمجھیں گے کہ خطرہ سر پر آ گیا ہے' لہٰذا سید صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ اقدام خلاف مصلحت ہے۔ سید صاحب نے اپنے حکم کا اعادہ کیا تو شاہ صاحب نے صاف صاف لکھ دیا کہ اس حکم کی تعمیل سے مسلمانوں کو گزند پہنچا تو قیامت کے دن آپ اس کے جواب دہ ہوں گے۔ سید صاحب نے حکم واپس لے لیا۔ [1]

عمر اگرچہ زیادہ نہ تھی لیکن خدمت دین کی راہ میں مسلسل مشقتیں اٹھاتے اٹھاتے جسم نہایت کمزور ہو گیا تھا۔ آخری دور کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک موقع پر توپ اٹھوا کر' اس غرض سے بہ اصرار اپنے کندھے پر رکھوائی کہ لوگوں میں روح عزیمت پیدا ہو' مگر بوجھ سے پاؤں لڑکھڑانے لگے۔ پہاڑ پر چڑھتے تھے تو چند قدم چلنے سے سانس پھول جاتا تھا۔ اس حالت کے باوجود آخری دم تک کوئی ایسا موقع نہ آیا کہ وہ جنگ یا سفر میں کسی سے پیچھے رہے ہوں یا مقاصد جنگ کے سلسلے میں انہوں نے ضرورت کے وقت دو دو منزلیں ایک دن میں طے نہ کی ہوں۔

سرحد میں مختلف مواقع پر نہایت اہم دینی' جنگی اور سیاسی مسائل پیش آئے۔ شاہ صاحب بے تکلف انہیں حل کرتے

---

[1] بیعت اور عقیدت اپنی جگہ مگر اسے حقیقت پسندی میں رکاوٹ نہیں بننے دیا۔

التبیان OPEN UNIVERSITY Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

رہے۔ مشہور ہے کہ ایک موقع پر وہ گھوڑے کو کھریرا [1] کر رہے تھے تو بعض لوگوں نے ان سے چند دینی امور کے متعلق سوال کیا' انہوں نے کھریرا جاری رکھا اور مستفسرین (پوچھنے والے) کو شافی جواب دے دیا۔

سید جعفر علی نقوی نے لکھا ہے کہ میں نے بالاکوٹ میں ان کے پیچھے دوگانہ ادا کیا۔ انہوں نے دونوں رکعتوں میں پوری سورت بنی اسرائیل پڑھی اور اس کیفیت سے پڑھی کہ ابتدائے عمر سے آج تک (تادم تحریر) کسی امام کے پیچھے کسی نماز میں وہ لذت نصیب نہ ہوئی اور یہ نماز عمر بھر نہ بھولے گی۔ [2]

فھل من مدکر: یہ شاہ اسماعیل رحمہ اللہ تھے' جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اعلائے کلمۃ الحق اور احیائے اسلام میں صرف ہوا' جنہوں نے دنیا کی ہر راحت کو بلا توقف خدمت دین کے لیے قربان کر دیا اور اپنے اخلاص کے محضر (کاغذ) پر خون شہادت سے مہر ثبت کی۔ اس ترازو میں ہم اپنے ایمان باللہ اور اپنی حمیت دین کو تولیں تو نتیجہ کیا نکلے گا؟ پھر اس سے بڑھ کر بد بختی اور حرمان نصیبی کیا ہو سکتی ہے کہ سینکڑوں مسند نشینان اور سینکڑوں سجادہ گستران (گدی نشین پیران) طریقت اس بزرگ مجاہد کو سوا سو برس تک گوناگوں کھوکھلے اعتراضات کا ہدف بناتے رہے' اور نہ صرف اس کی حب اسلام کو' بلکہ اس کے اسلام کو بھی محل نظر بناتے رہے۔ ہم سب نے ان مطاعن کو اس شوق و لذت سے سنا' گویا یہ حفظ دین اور پارسائی کا ایک یگانہ کارنامہ تھا۔

اولاد: شاہ عبدالقادر نے اپنی نواسی بی بی کلثوم سے شاہ شہید کا نکاح کر دیا تھا۔ صرف ایک بچہ ہوا جس کا نام شاہ محمد عمر تھا' اس کی پوری زندگی نیم مجذوبیت (دیوانگی) کی حالت میں گزری۔

تصانیف: شاہ شہید کی متعدد تصانیف ہیں' مثلاً:

1. اصول فقہ میں ایک رسالہ جو چھپ چکا ہے۔
2. منطق میں ایک رسالہ جس کا ذکر سر سید احمد خاں نے کیا ہے۔
3. ''ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح'': محققین کا بیان ہے کہ حقیقت بدعت میں ایسی کوئی کتاب کسی زبان میں نہیں لکھی گئی۔ افسوس یہ مکمل نہ ہو سکی۔ اردو ترجمے کے ساتھ دو تین مرتبہ چھپ چکی ہے۔
4. ''منصب امامت'' یہ بھی نہایت عمدہ کتاب ہے۔ فارسی نسخے اب کم یاب ہیں' البتہ اردو ترجمہ ملتا ہے۔
5. ''تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین'' اس میں وہ احادیث جمع کر دی گئی ہیں' جن سے رفع یدین کا سنت

[1] آہنی کنگھے سے گھوڑے کے بال صاف کر رہے تھے۔ [2] منظورہ' ص: 1143۔

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

ہونا ثابت ہے۔ اردو ترجمے کے ساتھ کئی مرتبہ چھپ چکی ہے۔

6 ''صراط مستقیم'' اس کتاب کے چار باب ہیں' جن میں سے صرف پہلا باب شاہ شہید کا لکھا ہوا ہے۔ مضامین سید صاحب کے ہیں۔ صرف عبارت اور اسلوب بیان شاہ صاحب کا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ بھی چھپ چکا ہے۔ فارسی زبان میں ایک مرتبہ چھپی اور بہت کمیاب ہے۔

7 ''تقویۃ الایمان'': اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

8 ''یک روزی'': مختصر سا رسالہ ہے جس میں ''تقویۃ الایمان'' پر مولوی فضل حق خیر آبادی کے بعض اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ شاہ صاحب نماز کے لیے مسجد کی طرف جا رہے تھے' راستے میں انہیں مولوی فضل حق کا رسالہ ملا۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی جواب لکھنے بیٹھ گئے اور ایک نشست میں اسے پورا کر دیا۔ اسی وجہ سے ''یک روزی'' نام پایا۔

9 ''مکاتیب'' (خطوط) بہت بڑا مجموعہ ہے' جن میں سے بعض ان کے نام سے مشہور ہوئے' اکثر انہوں نے سید صاحب کے ایماء پر لکھے۔

10 ''منظومات'' ان کی کیفیت یہ ہے:

ا ایک فارسی قصیدہ نعت میں۔

ب ایک فارسی قصیدہ سید صاحب کی مدح میں۔

ج ایک فارسی مثنوی موسوم بہ سلک نور۔ توحید کے مضمون پر۔

د ایک اردو مثنوی موسوم بہ سلک نور۔ توحید ہی کے مضمون پر۔

ہ ایک مثنوی بہ زبان فارسی۔ ایک حدیث کی شرح میں۔

تقویۃ الایمان کی سرگزشت: ''تقویۃ الایمان'' پہلی مرتبہ 1243ھ (27-1826ء) میں چھپی تھی' جب شاہ شہید امیر المومنین سید احمد بریلوی رحمہ اللہ اور جماعت مجاہدین کے ہمراہ وطن مالوف سے ہجرت کر کے جا چکے تھے اور ہندوستان کی آزادی و تطہیر کے لیے جہاد بالسیف کا آغاز ہو رہا تھا۔ اب 1410ھ (1989ء) ہے' گزشتہ ایک سو ستاسٹھ برس کی مدت دراز میں اللہ ہی بہتر جانتا ہے' یہ کتاب کتنی مرتبہ طبع ہوئی۔ سرسری اندازہ ہے کہ چالیس پچاس لاکھ سے کم نہ چھپی ہوگی۔ کروڑوں آدمیوں نے اسے پڑھا اور ہدایت کی روشنی حاصل کی۔ یہ ایسا شرف ہے' جو ''تقویۃ الایمان'' کے سوا اردو کی کسی دوسری کتاب کو شاید ہی نصیب ہوا ہو۔

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

اس کے خلاف غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کے جو ہنگامے برپا ہوئے اور برپا کیے گئے' وہ بھی غالباً کسی دوسری کتاب کو پیش نہ آئے۔ آج ''تقویۃ الایمان'' کی سرگزشت پر نظر بازگشت ڈالی جائے تو چشم تصور کے سامنے ایک عجیب منظر آتا ہے۔

گویا ایک سمندر ہے جس پر طوفان کا بحران طاری ہے۔ اس کی سطح' موجوں کے جوش' ہیجان' ٹکراؤ اور کشاکش سے عرصہ محشر کا نمونہ بن رہی ہے۔ بڑے بڑے جہازوں کے ناخداؤں پر خوف و ہراس کے بادل چھائے ہیں اور وہ لنگر ڈال کر دامن ساحل کو مضبوطی سے تھامے کھڑے ہیں۔ صرف ایک صاحب عزم' ملاح اپنے کمزور و نازک سفینے کے بادبان کھولے ہوئے مصروف سفر ہے۔ طوفان کی ہلاکت خیزیاں اور موجوں کی ہیبت انگیزیاں اس کی جبین یقین و ہمت' پر اضطراب کی شکن پیدا نہیں کر سکیں۔ جو مصلحتیں' اپنی دل ربائیوں اور معذرت آرائیوں کے جال دوسروں کے سامنے بچھا کر انہیں پابند ساحل بنا چکی تھیں' وہ اس ملاح کی دامن کشی و عناں گیری میں بھی پوری قوت سے سرگرم رہیں' لیکن سلطان فرض کے حکم کی بجا آوری میں اس نے ہر مصلحت کو ٹھکرا دیا۔ وہ آگے بڑھتا گیا اور اپنی بے مثال عزیمت سے ہر مخالف قوت کو ناکام اور ہر معاندانہ اقدام کو نامراد بنا دیا۔ وہ اس مقام پر جا پہنچا جو صرف بزرگان عزیمت ہی کے حصے میں آتا ہے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

کتاب کے ممتاز خصائص: ''تقویۃ الایمان'' کا موضوع توحید ہے' جو دین کی بنیاد و اساس ہے۔ اس موضوع پر اللہ جانے اب تک کتنی کتابیں اور رسالے لکھے جا چکے ہیں' شاہ شہید کا انداز بحث اور طرز استدلال سب سے نرالا اور سراسر مصلحانہ ہے' علمائے حق کی طرح انہوں نے صرف کتاب وسنت کو مدار بنایا ہے۔ آیات و احادیث پیش کر کے نہایت سادہ اور سلیس انداز میں ان کی تشریح فرما دیتے ہیں اور توحید کو نقصان پہنچانے والی جتنی غیر مشروع رسمیں معاشرے میں مروج تھیں' ان کی حقیقی حیثیت دل نشین طریقے سے آشکارا کر دیتے ہیں۔

انھوں نے عقیدہ وعمل کی ان تمام خوفناک غلطیوں کو' جو اسلام کی تعلیم توحید کے خلاف تھیں' مختلف عنوانوں کے تحت جمع کر دیا' مثلاً شرک فی العلم، شرک فی التصرف، شرک فی العادت اور شرک فی العبادت۔ اس طرح ''تقویۃ الایمان'' توحید کے موضوع پر ایک جامع اور یگانہ کتاب بن گئی۔ علاوہ بریں:

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

1 یہ کتاب شاہ شہید ؒ کے زمانے کے علمی، عملی اور ثقافتی حالات کا ایک نہایت عجیب مرقع ہے۔ اگر کوئی شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ آج سے سوا سو سال پیشتر اس وسیع ملک کے مسلمان کن کن اعتقادی، عملی اور اخلاقی امراض میں مبتلا تھے تو "تقویۃ الایمان" اس کے لیے مستند معلومات کا ایک نہایت اچھا ذخیرہ ثابت ہوگی۔

2 شاہ شہید نے محض توحید کی نظری تشریح اور اس کے لیے دعوت ہی پر اکتفا نہ کیا، بلکہ ایسا رنگ اختیار کیا کہ گویا پڑھنے والا اس معاشرے اور ماحول میں جا پہنچا ہے، جس میں یہ کتاب لکھی گئی۔ اس طرح دعوت کی تاثیر ونفوذ میں بہت اضافہ ہوگیا۔

3 اگرچہ یہ کتاب نہایت اہم موضوع پر ہے، لیکن شاہ شہید نے طریق استدلال ایسا اختیار کیا کہ معمولی پڑھا لکھا آدمی اور متبحر عالم اپنے اپنے ذہنی مدارج کے مطابق اس سے یکساں مستفید ہوسکتے ہیں، اور مستفید ہوتے رہے۔

4 اگرچہ یہ اس زمانے میں لکھی گئی تھی، جب اردو نثر بالکل ابتدائی دور میں تھی، لیکن شاہ صاحب کی عبارت ایسی سادہ، سلیس، شگفتہ اور دلکش ہے کہ چند مخصوص الفاظ ومحاورات سے قطع نظر آج بھی ایسی دلکش کتاب لکھنا سہل نہیں۔ یقیناً اردو زبان، نشو وارتقاء کے مزید مدارج طے کرنے کے بعد بھی "تقویۃ الایمان" کو بلحاظ اسلوب اپنا ایک گراں بہا سرمایہ تصور کرے گی۔

اعتناء (1) اور عدم اعتناء کے متضاد مناظر: یہ امر حد درجہ تعجب انگیز ہے کہ "تقویۃ الایمان" اپنے گوناگوں محاسن کے باوجود عقیدت مندوں کے دائرے میں بھی بیک وقت اعتناء اور عدم اعتناء کے متضاد مناظر کا مرجع بنی رہی۔ اس کی طباعت واشاعت میں دلچسپی کا یہ حال کہ اردو کی کوئی دوسری کتاب اس کی برابری کا دم نہیں مار سکتی۔ بہت سے اشخاص اور اداروں کا دستور ہی یہ رہا کہ ہر سال اس کے ہزاروں نسخے چھاپتے اور مفت یا تقریباً مفت تقسیم کر دیتے۔ لیکن بے اعتنائی کی یہ کیفیت کہ نہ کتاب کے متن کی تصحیح وتنقیح پر کوئی قابل ذکر توجہ کی گئی، نہ زمانے کے ذوق مطالعہ میں ارتقاء کے ساتھ ساتھ اس کی تبویب وتہذیب کا کوئی سروسامان کیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے، عقیدت مندوں نے بھی اسے زیادہ سے زیادہ "تبرک" کا درجہ دے دیا تھا اور اس متاع عزیز سے مخصوص ربط وضبط کا تقاضا صرف یہ سمجھ لیا تھا کہ یہ جس صورت میں آئی اسی صورت میں آئندہ نسلوں کے حوالے کر دی جائے۔ راقم الحروف کے علم کے مطابق تصحیح متن اور تبویب مطالب کی صرف دو کوششیں مختلف اوقات میں ہوئیں، لیکن وہ بھی ادھوری رہ گئیں۔

(1) اعتناء: توجہ، اہتمام۔

التبیان OPEN UNIVERSITY Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

ضروری کام: اس سلسلے میں کئی ضروری کام تھے جو تصنیف و تالیف کا سلجھا ہوا ذوق رکھنے والے اصحاب کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہ سکتے تھے۔ ''تقویۃ الایمان'' کے مطالعے سے بیک نظر واضح ہو سکتا ہے کہ شاہ شہید رحمہ اللہ نے اپنی دوسری تصانیف کی طرح اسے بھی قلم برداشتہ (فوراً بے ساختہ) لکھ ڈالا تھا۔ اس سرزمین میں احیائے اسلامیت کے جن عظیم القدر مقاصد کی خاطر وہ اپنی حیات عزیز کے بیش بہا اوقات وقف فرما چکے تھے' ان میں غیر معمولی اشتغال و انہماک کے باعث بظاہر ''تقویۃ الایمان'' کے مسودے پر نظر ثانی کی بھی مہلت نہ مل سکی۔ کتاب کے سلسلے میں جو ضروری کام شاہ شہید خود انجام نہ دے سکے تھے' عقیدت مندوں کا فرض تھا کہ انہیں خود پورا کرتے۔ مثلاً:

1. کتاب میں جا بجا ذیلی عنوانات لگائے جاتے۔ تاکہ اس کا مطالعہ زیادہ سے زیادہ سہل اور نفع بخش بن جاتا۔
2. شاہ شہید نے حسب ضرورت احادیث کی عبارات نقل کر دی ہیں۔ ضروری تھا کہ حواشی میں احادیث کی تخریج کی جاتی اور مطبوعہ کتابوں کے حوالے دیے جاتے۔
3. شاہ شہید نے اپنے گردو پیش جن غیر شرعی رسوم و مشاغل کا ہجوم دیکھا' ان کا ذکر اجمالاً کر دیا۔ بعد کے زمانے میں وہ رسوم و رواج آہستہ آہستہ ناپید ہوتے گئے۔ ضروری تھا کہ ان کی کیفیت مختصراً بیان کر دی جاتی تاکہ پڑھنے والوں پر ان کا غیر مشروع ہونا مخفی نہ رہتا اور وہ اس نوع کی دوسری رسموں سے احتراز کرتے' جن کی ہیئت ہر دائرے میں مختلف تھی۔
4. شاہ شہید کے زمانے میں طریق املاء مختلف تھا۔ خصوصاً علامات اوقاف کے استعمال کا کوئی دستور نہ تھا۔ بعد میں طریق املاء تدریجاً اصلاح پاتا رہا۔ ضروری تھا کہ پرانا طریق املاء چھوڑ کر نیا طریق اختیار کیا جاتا اور جا بجا اوقاف لگا دیئے جاتے تاکہ عبارت آسان فہم بن جاتی اور کتاب کی افادیت بڑھ جاتی۔
5. جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے' ''تقویۃ الایمان'' اپنی سادگی' سلاست' عبارت کی پختگی اور دل نشینی کے اعتبار سے آج بھی ایک نادر کتاب ہے' تاہم اس کے بعض الفاظ و فقرات کا مطلب زیادہ واضح نہ تھا اور ان کی تشریح ضروری تھی۔

افسوس! ان میں سے کوئی بھی کام نہ ہو سکا۔ بعض اصحاب نے اس طرف توجہ فرمائی تو وہ ان کاموں کو بقدر ضرورت پورا نہ کر سکے۔ انھی مقاصد کی تکمیل کے لیے ''تقویۃ الایمان'' کی تبویب اور تخریج کی گئی۔

موجودہ دور: آج اس کتاب سے استفادہ کا دائرہ بظاہر بہت وسیع ہو گیا ہے۔ آج شاہ شہید عرف عام کے مطابق ''وہابیت'' نہیں' بلکہ احیائے اسلامیت کے علم بردار مانے جاتے ہیں۔ آپ نے پاک و ہند کی وسیع سرزمین پر صحیح

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

اسلامی حکومت کے قیام کے لیے اس وقت علم جہاد بلند کیا' جب مسلمانوں کی ہزار سالہ حکمرانی کے تمام نقوش مٹ رہے تھے۔ آپ نے اس دور میں یہاں تطہیر و آزادی کا چراغ جلایا' جب ہر طرف بے چارگی اور مایوسی کی ظلمت چھائی ہوئی تھی۔ اس حالت میں مسلمانوں کو عزم و ہمت کی راہ دکھائی' جب ان کی شان فاتحیت پر نزع (قریب المرگ) کی سی کیفیت طاری تھی۔ آج ان کے مجاہدانہ کارناموں کا تذکرہ دین کی خدمت اور ملت کی صحیح تعلیم و تربیت کا ایک نہایت مؤثر ذریعہ سمجھا جاتا ہے' لہٰذا ''تقویۃ الایمان'' کو زیادہ سے زیادہ جاذب اور مطالعۂ عام کے شایان شان بنانا ایک بہت بڑی خدمت ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ شاہ شہید نے سوا سو سال پیشتر جو کچھ فرمایا تھا' اس کی اہمیت و برتری کا ٹھیک ٹھیک اندازہ جس طرح موجودہ دور کر سکتا ہے' پہلے ادوار نہ کر سکتے تھے۔

''تقویۃ الایمان'' کی ترتیب: شاہ شہید نے ''تقویۃ الایمان'' کی ترتیب سے پہلے توحید کے اثبات اور شرک و بدعات کی تردید کے لیے آیات و احادیث جمع کی تھیں اور اس مجموعے کا نام ''رد الاشراک'' رکھا تھا۔ نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے ان احادیث کی تخریج کی اور مجموعے کو ''الادراك لتخريج احاديث رد الاشراك'' کے نام سے شائع کر دیا۔ شاہ شہید نے اس مجموعے کے صرف ابتدائی حصے کو اردو کا جامہ پہنایا اور یہی ''تقویۃ الایمان'' ہے۔ بقیہ حصے کو مولوی سلطان محمد مرحوم نے ''تذکیر الاخوان'' کے نام سے اردو میں شائع کیا۔

زمانہ تالیف: یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ ''تقویۃ الایمان'' کس زمانے میں لکھی گئی۔ البتہ اس میں ایک مقام پر کعبہ مقدسہ کے صحن کا منظر پیش کیا گیا ہے' جس سے دل پر اثر پڑتا اور محسوس ہوتا ہے کہ یہ منظر چشم دید ہے' لہٰذا سمجھا جا سکتا ہے کہ کتاب سفر حج سے واپس آ کر لکھی گئی۔ اس طرح ملا صاحب بغدادی نے بعض اصحاب کی انگیخت سے ''تقویۃ الایمان'' پر کچھ اعتراضات کیے تھے' شاہ شہید نے اس کے جواب میں ایک خط کانپور سے لکھا تھا' جس پر 1240ھ کی تاریخ درج ہے۔ اس سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے کہ کتاب سفر حج سے مراجعت پر 1240ھ کے اوائل میں لکھی گئی۔ اس زمانے میں شاہ شہید رحمہ اللہ دعوت و تنظیم جہاد کے لیے ہمہ تن وقف ہو چکے تھے اور ۷ جمادی الاخری 1241ھ کو جہاد کے لیے روانہ ہو گئے۔ ملا صاحب بغدادی نے تو شاہ شہید کا مکتوب پڑھ کر اپنی غلطی تسلیم کر لی لیکن علمائے دہلی میں جس شخص نے شاہ شہید کی مخالفت میں زیادہ نمایاں حیثیت حاصل کی' وہ مولوی فضل حق خیر آبادی ہیں' جن کے متعلق اب عام طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ علم و فضل میں بلند مرتبہ ہونے کے باوجود ان کے اعتقادی نظریے عوامی تھے۔ انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نظیر کے امکان و امتناع کا مسئلہ چھیڑ دیا اور قدرت و مشیت کا فرق پیش نظر نہ رکھا۔ شاہ شہید نے رسالہ ''یک روزی'' میں ان تمام اعتراضات کو بے بنیاد ثابت کر دیا۔ یہ بحثیں تفصیلاً یہاں د

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

نہیں کی جاسکتیں۔

"تقویۃ الایمان" کے مختلف نسخے: کتاب کی از سرنو ترتیب وتہذیب کے سلسلے میں سب سے پہلا کام یہ تھا کہ ایسے نسخے فراہم کیے جاتے' جن پر بظاہر زیادہ اعتماد کی گنجائش تھی۔ جو نسخے پیش نظر رہے' ان کی کیفیت یہ ہے:

1. قلمی نسخہ مکتوبہ 7 ذوالقعدۃ 1225ھ (13 فروری 1837ء) کل 114 صفحات' فی صفحہ 14 سطر' فی سطر 16 الفاظ۔ راقم کے علم میں یہ سب سے پرانا مخطوطہ ہے۔ بعض اوراق قدرے کرم خوردہ ہیں' ابتدائی آٹھ صفحے غائب ہیں۔

2. قلمی نسخہ صفحات 237' فی صفحہ 8 سطر' فی سطر 14 الفاظ' کتابت عمدہ' کاغذ اچھا' تاریخ کتابت درج نہیں۔ یہ دونوں نسخے خلیل الرحمن صاحب داؤدی نے مرحمت فرمائے۔

3. تقویۃ الایمان مطبوعہ مطبع دارالعلوم دہلی 1847ء' کل 92 صفحات۔ معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ کونسا ایڈیشن ہے۔ ہمیں اب تک اس سے پیشتر کا مطبوعہ نسخہ نہیں مل سکا۔

4. نستعلیق ٹائپ کا نسخہ۔ یہ مولانا محمد حسن صاحب رحمہ اللہ کی تصحیح' مولوی عبداللطیف اور مولوی کامل کے زیر اہتمام منشی غلام مولا' منشی واجد صاحب کی نگرانی میں مطبع محسنی کلکتہ میں طبع ہوا تھا۔ تاریخ اتمام طباعت 1854ء ہے۔ اس میں متن کی تصحیح کا خاص اہتمام کیا گیا تھا لیکن عبارت کے تقابل سے معلوم ہوا کہ تصحیح کرنے والے نے کچھ عبارتیں بدل دی ہیں۔

ان کے علاوہ مختلف ایڈیشن پیش نظر رہے' جن میں سے بطور خاص قابل ذکر "جمعیت دعوت وتبلیغ" کا شائع کردہ ایڈیشن ہے' جو مولانا محی الدین احمد قصوری نے مرتب فرمایا تھا۔

ترتیب نو کے اصول: کتاب کی از سرنو ترتیب وتہذیب کے اصول وحدود کے متعلق ان اصحاب علم وفضل سے مفصل گفتگو ہوئی' جو اس بارے میں رائے دینے کے اہل تھے۔ بعض کا خیال تھا کہ غیر متداول الفاظ ومحاورات بدل دیے جائیں اور بعض پیچیدہ عبارتوں میں اتنی ترمیم ضرور کر دی جائے کہ ان کا مفہوم عہد حاضر کی کتابوں کے مطالعے کی عادی طبیعتوں پر آسانی سے واضح ہو جائے۔ اس قسم کی جزوی ترمیمیں پہلے بھی ہو چکی تھیں' لیکن عمیق غور وفکر کے بعد یہی مناسب معلوم ہوا کہ کسی حصے میں کوئی ترمیم نہ کی جائے اور متن کو انتہائی تحقیق وکاوش سے درست کر کے بجنسہ چھاپ دیا جائے۔ صرف اتنا کیا کہ شاہ شہید کے عہد کا طریق املاء چھوڑ کر مروجہ طریق اختیار کر لیا۔ مثلاً:

التبیان OPEN UNIVERSITY Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

1. شاہ شہید کے زمانے میں بعض الفاظ ملا کر لکھنے کا دستور تھا' مثلاً: ''ملکر'' 'ہمکو' پیش نظر کتاب میں ہر لفظ الگ الگ لکھا گیا ہے۔
2. شاہ شہید کے زمانے میں 'ہو' اور 'جائے'' کو 'ہووے'' اور 'جاوے'' لکھتے تھے' پیش نظر کتاب میں موجودہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔
3. پوری کتاب میں جا بجا اوقاف لگا دیے ہیں تا کہ فقرے اور جملے ممتاز رہیں۔ اس سلسلے میں بعض مقامات سے ''اور'' یا اس قسم کے دوسرے الفاظ حذف کر دیے' جو دراصل الٹی واوَ (کوما) اور وقفے (ڈیش) کا بدل تھے۔ ہمارے نزدیک ان میں سے کسی بھی چیز کو متن میں تبدیلی قرار نہیں دیا جا سکتا اور یہ صرف طریق املاء کا اختلاف ہے۔
4. جن الفاظ یا فقرات کا مفہوم توضیح طلب تھا' ان کی توضیح حاشیے میں کر دی گئی ہے' یا متن میں قوسین کے اندر ایک لفظ یا چند الفاظ بڑھا دیے گئے۔
5. جو احادیث متن میں جزوی طور پر نقل ہوئی تھیں' انہیں حاشیے میں مکمل کر دیا گیا ہے۔
6. شاہ شہید نے بعض آیات کے ترجمے کی بجائے عالمانہ انداز سے ان کا صرف مفہوم بیان کر دیا تھا۔ ایسی آیات کے لفظی ترجمے کے سلسلے میں شاہ عبدالقادر محدث کا ترجمہ درج کر دیا گیا ہے۔

آخری گزارش: اپنی ناچیز بساط کے مطابق انتہائی کوشش کی کہ کتاب کا مطالعہ زیادہ سے زیادہ سہل جاذب نظر اور دلچسپ بن جائے۔ اگر اس سلسلے میں کچھ کامیابی حاصل ہوئی تو اسے اللہ تعالیٰ کے فضل لایزال کا کرشمہ سمجھتے ہیں۔ اگر کہیں فروگزاشت ہوئی تو اسے اپنے فکر و نظر کی لغزش تصور کرتے ہوئے قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں۔ مقصود اس کے سوا کچھ نہیں کہ شاہ شہید کے اس اہم دینی کارنامے سے استفادہ کا دائرہ زیادہ سے زیادہ وسیع ہو اور مسلمان حقیقی معنی میں مسلمان بن جائیں۔

1410ھ/1989ء

غلام رسول مہر

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

تمہید

حمد وصلوٰۃ: الٰہی تیرا ہزار بار شکر ہے کہ تو نے ہم پر بے شمار نعمتیں برسائیں' ہمیں اپنے سچے دین کی رہبری فرمائی' سیدھی راہ پر چلایا' موحد بنایا' پیغمبر اسلام ﷺ کا امتی بنایا' دین کا شوق دیا اور دینداروں کی محبت عطا فرمائی۔ اے رب! ہماری طرف سے اپنے پیارے پیغمبر ﷺ پر' ان کے اہل وعیال پر' ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اور ان کے جانشینوں پر' اپنی رحمت وسلامتی کی بارش نازل فرما۔ ہمیں بھی ان میں شامل فرما اور اسلامی زندگی بسر کرنے کی توفیق دے اور اسلام پر ہمارا خاتمہ فرما اور ان کے متبعین [1] کی فہرست میں ہمارا بھی نام لکھ لے' آمین ثم آمین!

بندہ اور بندگی: امابعد۔ تمام انسان اللہ کے بندے ہیں۔ بندے کا کام بندگی بجالانا ہے۔ جو بندگی سے جی چرائے وہ بندہ نہیں۔ بندگی کا دارومدار ایمان کی اصلاح پر ہے۔ جس کے ایمان میں خلل ہے' اس کی بندگی غیر مقبول ہے۔ اور جس کا ایمان درست ہے' اس کی تھوڑی سی بندگی بھی قابل قدر ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایمان کو درست کرنے کی کوشش کرے اور اصلاح ایمان کو تمام چیزوں پر مقدم رکھے۔

زمانے کی حالت: اس زمانے میں لوگوں نے مختلف راہیں اختیار کر رکھی ہیں۔ بعض باپ دادا کی رسموں پر چلتے ہیں' بعض بزرگوں کے طریقوں کو اچھا سمجھتے ہیں' بعض علماء کی خود تراشیدہ [2] باتوں کو بطور سند [3] پیش کرتے ہیں۔ اور بعض عقلی گھوڑے دوڑاتے ہیں اور دینی باتوں میں عقل کو دخل دیتے ہیں۔

سب سے بہتر راہ: بہترین راہ یہی ہے کہ قرآن وحدیث کو معیار بنایا جائے۔ شرعی امور میں عقل کو دخل نہ دیا جائے اور انہی دو چشموں (قرآن وحدیث) سے روح کو سیراب کیا جائے۔ بزرگوں کی جو بات' علماء کا جو مسئلہ اور برادری کی جو رسم قرآن وحدیث کے موافق ہو' اس کو مان لیا جائے۔ اور جو اس کے خلاف ہو' اسے چھوڑ دیا جائے۔

---

[1] پیروکاروں۔ [2] من گھڑت۔ [3] دلیل۔

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

دین کو سمجھنا مشکل نہیں: عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ قرآن وحدیث کا سمجھنا بڑا مشکل ہے' اس کے لیے بڑے علم کی ضرورت ہے' ہم جاہل کس طرح سمجھ سکتے ہیں اور کس طرح اس کے موافق عمل کر سکتے ہیں۔ اس پر عمل بھی صرف ولی اور بزرگ ہی کر سکتے ہیں۔ ان کا یہ خیال قطعی بے بنیاد ہے' کیونکہ حق تعالی نے فرمایا کہ قرآن پاک کی باتیں صاف صاف اور سلجھی ہوئی ہیں:

''بلاشبہ ہم نے آپ ﷺ کی طرف صاف صاف آیتیں اتاری ہیں' ان کا انکار فاسق ہی کرتے ہیں۔''

یعنی ان کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں' نہایت آسان ہے۔ (1) البتہ ان پر عمل کرنا مشکل ہے' کیونکہ نفس کو فرماں برداری مشکل معلوم ہوتی ہے' اسی لیے نافرمان ان کو نہیں مانتے۔

رسول کیوں آئے؟: قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے کچھ زیادہ علم کی ضرورت نہیں' کیونکہ پیغمبر علیہ السلام ناداتوں کو راہ بتانے کے لیے' جاہلوں کو سمجھانے کے لیے' اور بے علموں کو علم سکھانے ہی کے لیے آئے تھے۔ فرمایا:

''اسی نے ناخواندوں (2) میں انھی میں سے ایک رسول بھیجا' جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے' انہیں (شرک و کفر سے) پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یقیناً پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔''

یعنی حق تعالی کی یہ بڑی زبردست نعمت ہے کہ اس نے ایسا رسول (ﷺ) مبعوث فرمایا جس نے ناواقفوں کو واقف' ناپاکوں کو پاک' جاہلوں کو عالم' نادانوں کو دانا اور گمراہوں کو راہ یافتہ بنا دیا۔ اس آیت کو سمجھنے کے بعد اب بھی اگر کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ قرآن سمجھنا عالموں کا اور اس پر عمل کرنا بڑے بڑے بزرگوں ہی کا کام ہے' تو اس نے اس آیت کو ٹھکرا دیا اور رب کی اس جلیل الشان نعمت (قرآن پاک) کی ناقدری کی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس کو سمجھ کر جاہل عالم' اور گمراہ (عمل کر کے) بزرگ بن جاتے ہیں۔

حکیم اور بیمار کی مثال: مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ ایک دانا حکیم ہے اور ایک شخص کسی بڑی بیماری میں مبتلا ہے۔ ایک شخص اس بیمار سے ازراہ ہمدردی کہتا ہے کہ تم فلاں حکیم کے پاس جا کر اپنا علاج کرالو۔ لیکن بیمار کہتا ہے کہ اس کے پاس جانا اور اس سے علاج کرانا ان تندرستوں کا کام ہے' جن کی صحت بہت ہی اچھی ہو۔ میں تو سخت بیمار ہوں' بھلا میں کس طرح جا کر علاج کرا سکتا ہوں۔ کیا تم اس بیمار کو خبطی (3) نہ سمجھو گے کہ نادان اس حاذق (4) حکیم کی حکمت کو نہیں مانتا۔ کیونکہ حکیم تو بیماروں ہی کے لیے ہوتا ہے۔ جو تندرستوں کا علاج کرے' حکیم کیسے ہوا؟

(1) اخلاص ومحبت اور دلیل کے ساتھ سمجھا اور سمجھایا جائے تو ہر ایک کو سمجھ آ جاتا ہے۔ (2) ان پڑھوں۔ (3) پاگل۔ (4) دانا' سیانا اور ماہر۔

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ کہ جاہل اور گناہ گار کو بھی قرآن و حدیث کے سمجھنے اور احکام شرعیہ پر انتہائی سرگرمی سے عمل کرنے کی اتنی ہی ضرورت ہے، جتنی کہ ایک عالم اور بزرگ کو۔ لہٰذا ہر خاص و عام کا فرض ہے کہ کتاب و سنت ہی کی تحقیق میں لگا رہے، انہی کو سمجھنے کی کوشش کرے، انہی پر عمل کرے، انہی کے سانچوں میں ایمان ڈھالے۔ (1)

توحید و رسالت: یاد رکھو ایمان کے دو اجزا ہیں۔

1 اللہ تعالیٰ کو الٰہ مطلق سمجھنا۔ 2 رسول کو رسول تسلیم کرنا۔

اللہ کو الٰہ مطلق سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ اور رسول کو رسول تسلیم کرنا یہ ہے کہ انہی کی راہ اختیار کی جائے۔ پہلا حصہ توحید ہے اور دوسرا حصہ اتباع سنت ہے۔ توحید کی ضد شرک ہے اور سنت کی ضد بدعت ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ توحید اور اتباع سنت پر مضبوطی سے قائم رہے۔ انہیں سینے سے لگائے رکھے اور شرک و بدعت سے بچتا رہے۔ شرک و بدعت ہی متاع ایمان کے گھن (2) ہیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے جبکہ دوسرے گناہوں سے صرف اعمال میں خلل پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے جو شخص موحد اور متبع سنت ہو، شرک و بدعت سے متنفر ہو اور اس کے پاس بیٹھنے سے توحید و اتباع سنت کا شوق پیدا ہوتا ہے، اسی کو استاد و پیر سمجھنا چاہیے۔

رسالہ تقویۃ الایمان: ہم نے اس رسالہ میں چند آیتیں اور حدیثیں، جن میں توحید اور اتباع سنت کا بیان ہے اور شرک و بدعت کی برائی ہے، جمع کر دی ہیں۔ جن کا ترجمہ شگفتہ اور سلیس اردو میں کر دیا گیا ہے اور ان پر مختصر نوٹ بھی وضاحت کے لیے دے دیے گئے ہیں، تاکہ ہر خاص و عام اس سے فائدہ اٹھا سکے اور جس کو اللہ تعالیٰ چاہے، سیدھی راہ پر لے آئے۔ اللہ کرے ہمارا یہ کام ہماری اخروی نجات کا سبب بن جائے، آمین۔ اس کا نام "تقویۃ الایمان" ہے۔ اس میں دو باب ہیں، پہلے باب میں توحید کا بیان اور شرک کی برائی ہے اور دوسرے باب میں اتباع سنت کا بیان اور بدعت کی برائی ہے۔ (3)

---

(1) اور انہی کی اتباع کا اللہ سے سوال کرے۔ (2) گھن پر پیش ایک کیڑا جو لکڑی اور غلے میں ہوتا ہے۔ (3) یہ تعارف شاہ شہید رحمہ اللہ کی کتاب "رد الاشراک" پر صادق آتا ہے۔ "تقویۃ الایمان" اس کا ایک باب ہے۔ واللہ اعلم۔

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

مشقی سوالات وتمرینات

1. تقویۃ الایمان کے مصنف کا کیا نام ہے اور وہ کن کے صاحبزادے ہیں؟
2. تقویۃ الایمان کے مصنف کب پیدا ہوئے؟
3. شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی عمر کتنی تھی جب وہ حافظ قرآن بن گئے؟
4. برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کے سوا سوسال پہلے کے اعتقادی، عملی اور اخلاقی امراض جاننے کے لیے کونسی کتاب پڑھنی چاہیے؟
5. کائنات کے تمام انسان کس کے بندے ہیں؟

کثیر الانتخابی خالی جگہ

دیے گئے چار انتخابات میں سے درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

1. شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ .... کو پیدا ہوئے۔

(ا) 12 ربیع الاوّل 1193ھ (ب) 10 ربیع الاوّل 1193ھ

(ج) 2 ربیع الاوّل 1193ھ (د) ان میں سے کوئی بھی نہیں

2. شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی والدہ کا نام .... تھا۔

(ا) آمنہ (ب) بی بی فاطمہ (ج) خدیجہ (د) ارفع

3. ''تقویۃ الایمان'' پہلی مرتبہ .... میں چھپی تھی۔

(ا) 1043ھ (ب) 1143ھ (ج) 1243ھ (د) 1543ھ

4. تقویۃ الایمان کا موضوع .... ہے۔

(ا) سنت رسول ﷺ (ب) فقہ (ج) توحید (د) تاریخ ہند

5. شاہ شہید رحمہ اللہ نے ''تقویۃ الایمان'' کی ترتیب سے پہلے توحید کے اثبات اور شرک وبدعات کی تردید کے لیے آیات واحادیث جمع کی تھیں اور اس مجموعے کا نام .... رکھا تھا۔

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

(ا) تقویۃ الایمان (ب) الادراک

(ج) ردّ الاشراک (د) تذکیر الاخوان

6 نبی اکرم ﷺ کے بعد قبول اسلام، خلافت اور جہاد کی بیعت باقی ہے لیکن سلسلہ ہائے تصوف والی بیعت .... ہے۔

(ا) فرض (ب) سنت (ج) ناجائز (د) ضروری

7 دین .... کے ساتھ سمجھایا جائے تو ہر ایک کو سمجھ آ جاتا ہے۔

(ا) اخلاص ومحبت اور دلیل (ب) سختی اور مار

(ج) نفرت اور تشدد (د) گالی اور گولی

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

توحید کا بیان

عوام کی بے خبری: عام طور پر لوگوں میں شرک پھیلا ہوا ہے، توحید نایاب ہے۔ اکثر ایمان کے دعوے دار توحید و شرک کے معنی نہیں سمجھتے۔ مسلمان ہیں، مگر بے شعوری میں شرک میں گرفتار ہیں۔ لہٰذا پہلے توحید وشرک کے معانی سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے، تا کہ قرآن اور حدیث سے ان کی بھلائی اور برائی معلوم ہو سکے۔

شرک کے کام: عموماً لوگ آڑے وقت پیروں کو، پیغمبروں کو، اماموں کو، شہیدوں کو، فرشتوں کو اور پریوں کو پکارا کرتے ہیں، انھی سے مرادیں مانگتے ہیں، انھی کی منتیں مانتے ہیں۔ مرادیں بر لانے کے لیے انھی پر نذر و نیاز چڑھاتے ہیں اور بیماریوں سے بچنے کے لیے اپنے بیٹوں کو انھی کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ کسی کا نام عبدالنبی، کسی کا علی بخش، کسی کا حسین بخش، کسی کا پیر بخش، کسی کا مدار بخش، کسی کا سالار بخش، کسی کا غلام محی الدین اور کسی کا غلام معین الدین وغیرہ ہے۔ کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے، کوئی کسی کے نام کے جانور ذبح کرتا ہے، کوئی مشکل پڑنے پر کسی کو پکارتا ہے اور کوئی کسی کی قسم کھاتا ہے۔ غیر مسلم جو معاملہ دیوی دیوتاؤں سے کرتے ہیں، وہی یہ نام نہاد مسلمان انبیاء، اولیاء، ائمہ، شہداء، ملائکہ اور پریوں سے کرتے ہیں۔ اس کے باوجود مسلمان ہونے کا دعوی کرتے ہیں، اللہ پاک نے سچ فرمایا:

﴿ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ۝ ﴾

"اکثر لوگ اللہ پر ایمان لا کر بھی شرک کرتے ہیں۔"[1]

دعوی ایمان کا، کام شرک کے: یعنی ایمان کے اکثر دعویدار شرک کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی ان سے کہے کہ تم دعوی تو ایمان کا کرتے ہو مگر شرک میں گرفتار رہتے ہو، کیوں شرک و ایمان کی متضاد راہوں کو ملا رہے ہو؟ تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم شرک نہیں کر رہے، بلکہ انبیاء اور اولیاء سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے عقیدت مند ہیں۔

---

[1] یوسف 12:106.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

شرک تو تب ہوتا، جب ہم انھیں اللہ کے برابر سمجھتے۔ ہم تو انھیں اللہ کے بندے اور مخلوق ہی سمجھتے ہیں، اللہ نے انھیں قدرت وتصرف بخشا ہے۔ یہ اللہ ہی کی مرضی سے دنیا میں تصرف کرتے ہیں، ان کو پکارنا اللہ ہی کو پکارنا ہے اور ان سے مدد مانگنا اللہ ہی سے مدد مانگنا ہے۔ یہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں، جو چاہیں کریں۔ یہ ہمارے سفارشی اور وکیل ہیں، ان کے ملنے سے رب مل جاتا ہے اور ان کے پکارنے سے رب کا تقرب حاصل ہوتا ہے۔ جتنا ہم انھیں مانیں گے، اسی نسبت سے ہم اللہ کے نزدیک ہوتے جائیں گے۔ اور اسی قسم کی فضول باتیں کی جاتی ہیں۔

قرآن کا فیصلہ: ان سب باتوں کا واحد سبب یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن وحدیث چھوڑ بیٹھے اور شریعت میں عقل سے کام لیا، یہ جھوٹے افسانوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور غلط رسموں کو دلیلوں میں پیش کرتے ہیں۔ اگر ان کے پاس قرآن وحدیث کا علم ہوتا تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ پیغمبر ﷺ کے سامنے بھی مشرک اسی قسم کی دلیلوں کو پیش کیا کرتے تھے۔ اللہ پاک کا ان پر غصہ نازل ہوا، اور اس نے انھیں جھوٹا بتایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ ﴾

''اور وہ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کو پوجتے ہیں جو انھیں نہ نقصان پہنچا سکیں اور نہ نفع، اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ فرما دیں کیا تم اللہ کو وہ خبر دے رہے ہو، جسے وہ آسمان وزمین میں نہیں جانتا (جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے)؟ وہ ان کے شریکوں سے پاک وبرتر ہے۔'' [1]

اللہ کے سوا کوئی قادر نہیں: یعنی مشرک جن چیزوں کے پرستار ہیں، وہ بالکل بے بس ہیں۔ ان میں نہ کسی کو فائدہ پہنچانے کی قدرت ہے اور نہ نقصان کی۔ اور ان کا یہ کہنا کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کریں گے، غلط ہے۔ کیونکہ اللہ نے یہ بات بتائی نہیں! پھر کیا تم آسمان وزمین کی باتوں کو اللہ سے زیادہ جانتے ہو، جو تم کہتے ہو کہ وہ ہمارے سفارشی ہوں گے؟

معلوم ہوا کہ کائنات میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں کہ اگر اس کو مانا جائے تو وہ فائدہ پہنچائے، اگر نہ مانا جائے تو نقصان پہنچائے بلکہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کی سفارش بھی اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ آڑے وقت ان کے پکارنے یا نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو اپنا سفارشی سمجھ کر پوجے، وہ بھی مشرک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] یونس 10:18.

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ ﴾

"دیکھو اللہ ہی کے لیے خالص دین ہے۔ اور جو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو حمایتی بناتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی صرف اس لیے عبادت کرتے ہیں کہ وہ ہم کو مرتبہ میں اللہ کے نزدیک کر دیں، یقیناً اللہ ان کے اختلافات میں فیصلہ فرمائے گا۔ یاد رکھو کہ اللہ جھوٹے اور ناشکرے کی رہبری نہیں فرماتے۔"[1]

اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہیں: یعنی حق بات تو یہ تھی کہ اللہ انسان سے بہت ہی قریب ہے۔ لیکن اس کو چھوڑ کر یہ بات تراشی کہ بت ہمیں اللہ سے قریب کر دیں گے اور ان کو اپنا حمایتی سمجھا اور اللہ کی اس نعمت کو کہ وہ براہ راست سب کی سنتا اور سب کی امیدیں برلاتا ہے، ٹھکرا دیا۔ اور غیروں سے دعائیں کرنے لگے کہ وہ ان کی امیدیں برلائیں۔ اور پھر طرہ یہ کہ غلط اور نامعقول راہ سے اللہ کا قرب بھی تلاش کیا جاتا ہے۔ بھلا ان احسان فراموشوں اور جھوٹوں کو کیسے ہدایت ہوسکتی ہے۔ یہ تو اس ٹیڑھی راہ پر جس قدر چلیں گے، اسی قدر سیدھی راہ سے دور ہوتے جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی غیروں کو یہ سمجھ کر پوجے کہ ان کے پوجنے سے اللہ کی نزدیکی مل جائے گی، وہ مشرک، جھوٹا اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ٹھکرا دینے والا ہے۔

اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ ﴾

"آپ فرما دیں کہ ایسا شخص کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا تصرف و اختیار ہے اور وہ پناہ دینے والا بھی ہو اور اس کے مقابلے پر کسی کو پناہ نہ مل سکے۔ اگر تمہیں علم ہے (تو جواب دو!) وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے۔ آپ (ﷺ) فرما دیں کہ پھر تم کہاں سے دیوانے بنائے جاتے ہو۔"[2]

یعنی اگر مشرکوں سے بھی پوچھا جائے کہ کائنات عالم میں وہ کون ہے جس کا ہر چیز پر تصرف و اختیار ہے اور جس کے مقابلے پر کوئی کھڑا نہیں ہوسکتا، تو وہ اللہ ہی کو بتائیں گے۔ پھر غیروں کا (تصرف) ماننا دیوانگی نہیں تو اور کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ نے کسی کو کائنات میں (اپنے جیسا) تصرف کرنے کی قدرت نہیں بخشی اور نہ ہی کوئی کسی کا حمایتی ہوسکتا ہے۔ علاوہ ازیں عہد رسالت کے مشرک بھی بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے، بلکہ انھیں اسی کے بندے

[1] الزمر 39:3. [2] المومنون 23:88، 89.

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

اور مخلوق سمجھتے تھے۔ اور یہ بھی جانتے تھے کہ ان میں الٰہی قوتیں نہیں ہیں .... مگر انھیں پکارنا، ان کی منتیں ماننا، ان پر بھینٹ چڑھانا اور انھیں وکیل اور سفارشی سمجھنا ہی ان کا شرک تھا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی سے ایسا ہی برتاؤ کرے، اگرچہ اسے بندہ اور مخلوق ہی سمجھتا ہو، وہ اور ابوجہل دونوں شرک میں برابر ہیں۔

شرک کی حقیقت: شرک یہی نہیں ہے کہ کسی کو اللہ کے برابر یا اس کے مقابلے کا مانا جائے، بلکہ شرک یہ بھی ہے کہ جو چیزیں اللہ پاک نے اپنی ذات والا صفات کے لیے مخصوص فرمائی ہیں اور بندوں پر بندگی کی علامتیں قرار دی ہیں، انھیں غیروں کے آگے بجالایا جائے، مثلاً: سجدہ، اللہ کے نام کی قربانی، منت، مشکل کے وقت پکارنا، اللہ تعالیٰ کو بذاتہ ہر جگہ حاضر سمجھنا، قدرت وتصرف وغیرہ میں دوسروں کا بھی کچھ حصہ جاننا، سب شرک ہی کی مختلف شکلیں ہیں۔ سجدہ صرف اللہ ہی کی ذات اقدس کے لیے مخصوص ہے، قربانی اسی کے لیے کی جاتی ہے، منت اسی کی مانی جاتی ہے، مشکل کے وقت اسی کو پکارا جاتا ہے، وہی ہر جگہ حاوی ونگران ہے اور ہر طرح کا تصرف واختیار اسی کے قبضے میں ہے۔ اگر ان میں سے کوئی صفت غیر اللہ میں بھی مانی جائے تو شرک ہے، گو اس کو اللہ سے چھوٹا ہی سمجھا جائے اور اللہ کی مخلوق اور اس کا بندہ ہی مانا جائے۔ پھر اس معاملہ میں نبی، ولی، جن، شیطان، بھوت، پریت اور پری وغیرہ سب برابر ہیں۔ جس سے بھی یہ معاملہ کیا جائے، شرک ہوگا اور کرنے والا مشرک ہو جائے گا۔

چنانچہ اللہ پاک نے بت پرستوں کی طرح یہودیوں اور عیسائیوں پر بھی عتاب کیا ہے، حالانکہ وہ بت پرست نہ تھے۔ البتہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء سے ایسا ہی معاملہ رکھتے تھے۔ فرمایا:

﴿ اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ ﴾

”انھوں نے اللہ کی بجائے اپنے علماء اور درویشوں کو رب بنالیا اور مسیح ابن مریم کو بھی! حالانکہ انھیں ایک ہی الٰہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا، جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، جو مشرکوں کے شرک سے پاک اور بلند و برتر ہے۔“[1]

یعنی (یہود و نصاریٰ) اللہ پاک کو تو سب سے بڑا مالک جانتے ہیں اور اس سے چھوٹے دوسرے مالکوں کے بھی قائل ہیں، جو ان کے مولوی اور درویش ہیں، حالانکہ انھیں اس بات کا حکم نہیں ملا، وہ (سراسر) شرک کر رہے ہیں۔ اللہ پاک تو تن تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا، سب اس کے بے بس بندے ہیں۔

[1] التوبة 9:31.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ إِن كُلُّ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ أَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ اٰتِيهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝ ﴾[1]

''آسمان و زمین کا ایک ایک شخص رحمان کے سامنے غلامانہ حیثیت میں آنے والا ہے۔ رب نے انھیں شمار کر رکھا ہے اور ایک ایک کو گن رکھا ہے اور سارے اس کے سامنے فرداً فرداً آنے والے ہیں۔''

یعنی انسان ہو یا فرشتہ، اللہ کا غلام ہے۔ اللہ کے سامنے اس کا اس سے زیادہ رتبہ نہیں، یہ اللہ کے قبضے میں ہے اور عاجز و بے بس ہے۔ اس کے اختیار میں کچھ نہیں، سب کچھ مالک الملک کے اختیار میں ہے۔ وہی سب پر قابض و متصرف ہے۔ کسی کو کسی کے قبضے میں نہیں دیتا۔ اس کے سامنے حساب و کتاب کے لیے ہر شخص حاضر ہونے والا ہے۔ وہاں نہ کوئی کسی کا وکیل بنے گا اور نہ حمایتی۔ قرآن پاک میں ان مضامین کے سلسلے میں سینکڑوں آیتیں ہیں، لیکن ہم نے نمونے کے طور پر چند آیتیں لکھ دی ہیں۔ جس شخص نے انھیں سمجھ لیا، وہ ان شاء اللہ شرک اور توحید کو اچھی طرح سمجھ جائے گا۔

www.KitaboSunnat.com

[1] مریم 19:93-95۔

التبیان OPEN UNIVERSITY Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

مشقی سوالات و تمرینات

1. کیا کسی بچے کا نام عبدالنبی، عبدالرسول، علی بخش، حسین بخش اور پیر بخش وغیرہ رکھنا درست ہے؟
2. ''اکثر لوگ اللہ پر ایمان لا کر بھی شرک کرتے ہیں'' یہ کس آیت مبارکہ کا ترجمہ ہے اور وہ قرآن پاک کی کس سورت میں واقع ہے؟
3. اولیاء کرام (رحمہم اللہ) کے حوالے سے برصغیر کے لوگوں میں پایا جانے والا شرکیہ عقیدہ بیان کریں۔
4. اللہ تعالیٰ نے بتوں (وغیرہ) کو اللہ کے ہاں سفارشی بنانے والوں کے اس عقیدے کا رد سورۂ یونس کی کس آیت میں کیا ہے؟ آیت مبارکہ اور اس کا ترجمہ بتائیں۔
5. اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ اس ضمن میں ایک آیت اور اس کا ترجمہ بتائیں۔

کثیر الانتخابی خالی جگہ

دیے گئے چار انتخابات میں سے درست کے گرد دائرہ لگائیں

1. شرک صرف بت پرستی کا نام نہیں اگر ایسا ہوتا تو یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ کا عتاب نہ آتا کیونکہ وہ .... نہیں تھے۔

(ا) بت پرست (ب) کافر (ج) مشرک (د) منافق

2. اللہ کے سامنے ہر کوئی .... ہے، وہ کسی کی مرضی پر چلنے کا پابند نہیں ہے۔

(ا) طاقتور (ب) جاندار (ج) بے پروا (د) عاجز و بے بس

3. شرک صرف یہ ہی نہیں کہ کسی کو اللہ کے برابر ماننا بلکہ اس کی خاص صفات کو اس کے بندوں میں تلاش کرنا بھی .... ہے۔

(ا) شرک (ب) بدعت (ج) شرک و بدعت (د) ان میں سے کوئی بھی نہیں

4. صدقِ دل سے قرآن و حدیث کا مطالعہ کرنے سے بندہ .... بن جاتا ہے۔

(ا) کافر (ب) منافق (ج) موحد (د) مشرک

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

شرک کی قسمیں

اب یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ پاک نے کون کون سی چیزیں اپنی ذات کے لیے مخصوص فرمائی ہیں، تاکہ ان میں کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ ایسی چیزیں بے شمار ہیں، ہم یہاں چند چیزوں کو بیان کر کے قرآن وحدیث سے ثابت کریں گے، تاکہ لوگ ان کی مدد سے دوسری باتیں بھی سمجھ لیں۔

علم میں شرک: پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بحیثیت علم ہر جگہ حاضر و ناظر ہے، یعنی اس کا علم ہر چیز کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر چیز سے ہر وقت باخبر ہے۔ خواہ وہ چیز دور ہو یا قریب، پوشیدہ ہو یا ظاہر، آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہو یا سمندر کی تہ میں۔ یہ اللہ ہی کی شان ہے، کسی اور کی یہ شان نہیں۔

اگر کوئی اٹھتے بیٹھتے کسی غیر اللہ کا نام لے، یا دور و نزدیک سے اسے پکارے کہ وہ اس کی مصیبت رفع کر دے، یا دشمن پر اس کا نام پڑھ کر حملہ کرے، یا اس کے نام کا ختم پڑھے، یا اس کے نام کا ورد رکھے، یا اس کا تصور ذہن میں جمائے اور یہ عقیدہ رکھے کہ جس وقت میں زبان سے اس کا نام لیتا ہوں یا دل میں اس کا تصور یا اس کی صورت کا خیال کرتا ہوں یا اس کی قبر کا دھیان کرتا ہوں تو اس کو خبر ہوتی ہے، میری کوئی بات اس سے چھپی ہوئی نہیں۔ اور مجھ پر جو حالات گزرتے ہیں، جیسے بیماری وصحت، فراخی وتنگی، موت وحیات اور غم ومسرت، اس کو ان سب کی ہر وقت خبر رہتی ہے۔ جو بات میری زبان سے نکلتی ہے، وہ اسے سن لیتا ہے۔ اور میرے دل کے خیالات اور تصورات سے واقف رہتا ہے، ان تمام باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے...... یہ شرک فی العلم ہے۔ یعنی حق تعالیٰ جیسا علم غیر اللہ کے لیے ثابت کرنا، بلاشبہ اس عقیدے سے انسان مشرک ہو جاتا ہے، خواہ یہ عقیدہ کسی بڑے سے بڑے انسان کے متعلق رکھے، یا مقرب سے مقرب فرشتے کے بارے میں، چاہے ان کا یہ علم ذاتی سمجھا جائے یا اللہ کا عطا کیا ہوا، ہر صورت میں شرکیہ عقیدہ ہے۔

تصرف میں شرک: کائنات میں ارادے سے تصرف واختیار کرنا، حکم چلانا، خواہش سے مارنا اور زندہ کرنا، فراخی و تنگی، تندرستی و بیماری، فتح وشکست، اقبال وادبار، (عروج وزوال) مرادیں برلانا، بلائیں ٹالنا، مشکل میں دستگیری کرنا

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

اور وقت پڑنے پر مدد کرنا، یہ سب کچھ اللہ ہی کی شان ہے۔ کسی غیر اللہ کی یہ شان نہیں، خواہ وہ کتنا ہی بڑا انسان یا فرشتہ کیوں نہ ہو۔

پھر جو شخص اللہ کی بجائے کسی اور میں ایسا تصرف ثابت کرے، اس سے مرادیں مانگے اور اسی غرض سے اس کے نام کی منت مانے یا قربانی کرے اور مصیبت کے وقت اس کو پکارے کہ وہ اس کی بلائیں ٹال دے، ایسا شخص مشرک ہے اور اس کو شرک فی التصرف کہا جاتا ہے۔ یعنی اللہ کا سا تصرف غیر اللہ میں مان لینا شرک ہے، خواہ وہ ذاتی مانا جائے یا اللہ کا دیا ہوا، ہر صورت میں یہ عقیدہ شرکیہ ہے۔

عبادت میں شرک: اللہ تعالیٰ نے بعض کام اپنی عبادت کے لیے مخصوص فرما دیے ہیں، جن کو عبادت کہا جاتا ہے، جیسے سجدہ، رکوع، ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، اللہ کے نام پر خیرات کرنا، اس کے نام کا روزہ رکھنا اور اس کے مقدس گھر کی زیارت کے لیے دور دور سے سفر کر کے آنا، اور ایسی ہیئت میں آنا کہ لوگ پہچان جائیں کہ یہ زائرین حرم ہیں۔ راستے میں اللہ ہی کا نام پکارنا، نامعقول باتوں سے اور شکار سے بچنا، پوری احتیاط سے جا کر اس کے گھر کا طواف کرنا، اس کی طرف سجدہ کرنا، اس کی طرف قربانی کے جانور لے جانا، وہاں منتیں ماننا، کعبہ پر غلاف چڑھانا، کعبہ کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعائیں مانگنا، دین و دنیا کی بھلائیاں طلب کرنا، حجر اسود کو چومنا، کعبہ کی دیوار سے منہ اور چھاتی لگانا، اس کا غلاف پکڑ کر دعائیں مانگنا، اس کے چاروں طرف روشنی کرنا، اس میں خادم بن کر رہنا، جھاڑو دینا، حاجیوں کو پانی پلانا، وضو کے لیے اور غسل کے لیے پانی مہیا کرنا، آب زمزم کو تبرک سمجھ کر پینا، بدن پر ڈالنا، سیر ہو کر پینا، آپس میں تقسیم کرنا، عزیز و اقارب کے لیے لے جانا، اس کے آس پاس کے جنگل کا ادب و احترام کرنا، وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اکھاڑنا، جانور نہ بھگانا، یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے طور پر مسلمانوں کو بتائے ہیں۔

پھر اگر کوئی شخص نبی کو یا ولی کو یا بھوت و پریت کو یا جن و پری کو یا کسی سچی یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان یا چلے کو یا کسی کے مکان و نشان کو یا کسی کے تبرک و تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے لیے روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جائے یا چڑھاوا چڑھائے یا ان کے نام کا جھنڈا لگائے یا جاتے وقت الٹے پاؤں چلے یا قبر کو چومے یا قبروں یا دیگر مقامات کی زیارت کے لیے دور سے سفر کر کے جائے یا وہاں چراغ جلائے اور روشنی کا انتظام کرے یا ان کی دیواروں پر غلاف چڑھائے یا قبر پر چادر چڑھائے یا مور چھل جھلے یا شامیانہ تانے یا ان کی چوکھٹ کا بوسہ لے یا ہاتھ باندھ کر دعائیں مانگے یا مرادیں مانگے یا مجاور بن کر خدمت کرے یا اس کے آس پاس کے جنگل کا ادب کرے،

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

غرض اس قسم کا کوئی کام کرے تو اس نے کھلا شرک کیا...... اس کو شرک فی العبادت کہتے ہیں۔ یعنی غیر اللہ کی تعظیم اللہ کی سی کرنا، خواہ یہ عقیدہ ہو کہ وہ ذاتی اعتبار سے ان تعظیموں کے لائق ہے، یا اللہ اس کی اس طرح تعظیم کرنے سے خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ ہر صورت میں یہ شرکیہ عقیدہ ہے۔

روزمرہ کے کاموں میں شرک: حق تعالیٰ نے بندوں کو یہ ادب سکھایا ہے کہ وہ دنیوی کاموں میں اللہ کو یاد رکھیں اور اس کی تعظیم بجا لائیں، تاکہ ایمان بھی سنور جائے اور کاموں میں برکت بھی ہو جیسے مصیبت کے وقت اللہ کی نذر مان لینا اور مشکل کے وقت اسی کو پکارنا اور کام شروع کرتے وقت برکت کے لیے اسی کا نام لینا۔ اگر اولاد ہو تو اس نعمت کے شکریے کے لیے اس کے نام پر جانور ذبح کرنا۔ اولاد کا نام عبداللہ، عبدالرحمٰن، الٰہی بخش، اللہ دیا، امت اللہ اور اللہ دی وغیرہ رکھنا۔ کھیتی کی پیداوار میں سے تھوڑا سا غلہ اس کے نام کا نکالنا۔ پھلوں میں سے کچھ پھل اس کے نام کے نکالنا۔ جانوروں میں سے کچھ جانور اللہ کے نام کے مقرر کرنا اور اس کے نام کے جو جانور بیت اللہ کو لے جائیں، ان کا ادب و احترام بجا لانا۔ یعنی نہ ان پر سوار ہونا، نہ انھیں لادنا۔ کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے میں اللہ کے حکم پر چلنا۔ جن چیزوں کے استعمال کا حکم ہے، صرف انھیں استعمال کرنا۔ اور جن کی ممانعت ہے، ان سے باز رہنا۔ دنیا میں گرانی اور ارزانی، صحت و بیماری، فتح و شکست، اقبال و ادبار (عروج و زوال) اور رنج و مسرت جو کچھ بھی پیش آتا ہے، سب کو اللہ کے اختیار میں سمجھنا۔ ہر (اچھے) کام کا ارادہ کرتے وقت ان شاء اللہ کہنا، مثلاً یوں کہنا کہ ان شاء اللہ ہم فلاں کام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کو اس عظمت کے ساتھ لینا جس سے اس کی تعظیم نمایاں ہو اور اپنی غلامی کا اظہار ہوتا ہو، جیسے یوں کہنا: ہمارا رب، ہمارا مالک، ہمارا خالق، ہمارا معبود وغیرہ۔ اگر کسی موقع پر قسم کھانے کی ضرورت پڑ جائے تو اسی کے نام کی قسم کھانا، یہ تمام باتیں اور اسی قسم کی دیگر باتیں اللہ پاک نے اپنی تعظیم ہی کے واسطے مقرر فرمائی ہیں۔

پھر جو کوئی اسی قسم کی تعظیم غیر اللہ کی کرے، مثلاً کام رکا ہوا ہو یا بگڑ رہا ہو، اس کو چالو کرنے یا سنوارنے کیلئے غیر اللہ کی نذر مان لی جائے۔ اولاد کا نام عبدالنبی، امام بخش، پیر بخش رکھا جائے۔ کھیت و باغ کی پیداوار میں ان کا حصہ رکھا جائے۔ جب پھل تیار ہو کر آئیں تو پہلے ان کے نام کا حصہ الگ کر دیا جائے، تب اسے استعمال میں لایا جائے۔ جانوروں میں ان کے نام کے جانور مقرر کر دیئے جائیں، پھر ان کا ادب و احترام بجا لایا جائے۔ انھیں پانی یا چارے سے نہ ہٹایا جائے، انھیں لکڑی یا پتھر سے نہ مارا جائے۔ اور کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے میں رسموں کا خیال رکھا جائے

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

کہ فلاں فلاں لوگ فلاں فلاں کھانا نہ کھائیں، فلاں فلاں کپڑا نہ پہنیں، ''بی بی کی صحنک، مرد نہ کھائیں، لونڈی نہ کھائے اور شوہر والی عورت نہ کھائے، شاہ عبدالحق کا توشہ حقہ پینے والا نہ کھائے، دنیا کی بھلائی برائی کو، ان کی طرف منسوب کیا جائے کہ فلاں فلاں ان کی لعنت میں گرفتار ہے، (اسی لیے) پاگل ہو گیا ہے۔ فلاں محتاج ہے، انہی کا دھتکارا ہوا ہے۔ اور دیکھو فلاں کو انھوں نے نوازا تھا، آج سعادت و اقبال اس کے پاؤں چوم رہے ہیں۔ (فلاں جگہ) فلاں تارے کی وجہ سے قحط آیا۔ فلاں کام فلاں دن فلاں ساعت میں شروع کیا گیا تھا اس لیے پورا نہ ہوا۔ یا یہ کہا جائے کہ اللہ اور رسول چاہے گا تو میں آؤں گا۔ یا پیر صاحب کی مرضی ہوگی تو یہ بات ہوگی۔ یا گفتگو میں (غیر اللہ کے لیے) داتا، بے پرواہ، خداوند خدایگان، مالک الملک اور شہنشاہ جیسے الفاظ استعمال کیے جائیں۔ قسم کی ضرورت پڑ جائے تو نبی ﷺ کی یا قرآن کی یا علی کی یا امام و پیر کی یا ان کی قبروں یا اپنی جان کی قسم کھائی جائے۔ ان تمام باتوں سے شرک پیدا ہوتا ہے اور اس کو شرک فی العادت کہتے ہیں۔ [1] یعنی عام کاموں میں جیسی اللہ کی تعظیم کرنی چاہیے، ویسی غیر اللہ کی تعظیم کی جائے۔ شرک کی ان چاروں قسموں کا قرآن و حدیث میں صراحت کے ساتھ بیان آیا ہے، لہٰذا ہم نے یہ مسائل آئندہ ابواب میں ذکر دیے ہیں۔

---

[1] قرآن کی قسم کھانا شرک میں داخل نہیں بلکہ جائز ہے کیونکہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام اللہ کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

مشقی سوالات وتمرینات

1. اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ فلاں پیر یا ولی اللہ میری زبان سے نکلنے والی ہر بات کو سن لیتا ہے یا جان لیتا ہے اور میرے دل کے خیالات اور تصورات تک سے واقف رہتا ہے ان تمام باتوں سے شرک کی کونسی قسم ثابت ہوتی ہے؟
2. عام طور پر شرک کی کتنی اقسام ہیں؟
3. جو شخص اللہ کی بجائے کسی اور میں غیبی تصرف ثابت کرے، اس سے مرادیں مانگے اور اسی غرض سے اس کے نام کی منت مانے یا قربانی کرے یا مصیبت کے وقت اس کو پکارے تاکہ وہ اس کی بلائیں ٹال دے۔ یہ شرک کی کونسی قسم ہے؟
4. شرک فی العبادت کو مختصراً بیان کریں۔
5. شرک فی العادت کو واضح کریں۔
6. کیا کسی نبی یا ولی کی قسم کھائی جا سکتی ہے؟

کثیر الانتخابی خالی جگہ

دیے گئے چار انتخابات میں سے درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

1. شرک کی .... اقسام ہیں۔

(ا) تین　　(ب) چار　　(ج) پانچ　　(د) دس

2. اللہ نبی وارث کہنا یا اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا یہ سب کچھ .... ہے۔

(ا) شرک فی العادت　　(ب) شرک فی العبادت

(ج) شرک فی الذات　　(د) شرک فی التصرف

3. پیر صاحب کی قبر کے پاس لگے درخت سے مسواک بنانے پر نقصان ہو جانے کا عقیدہ رکھنا .... ہے۔

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

(ا) شرک فی العبادت (ب) شرک فی العادت

(ج) شرک فی التصرف (د) ان میں سے کوئی بھی نہیں

4 جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ بابا فرید نے آسمانی بجلی کو اپنے لوٹے میں قید کر لیا تھا وہ شخص .... کا مرتکب ہے۔

(ا) شرک فی العبادت (ب) شرک فی العادت

(ج) شرک فی التصرف (د) ان میں سے کوئی بھی نہیں

5 اللہ بحیثیت ذات .... پر ہے۔

(ا) عرش (ب) زمین

(ج) ہر مقام (د) ان میں سے کوئی بھی نہیں

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

شرک کی برائی اور توحید کی خوبیاں

شرک معاف نہیں ہو سکتا: ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝﴾

''بے شک اللہ پاک اپنے ساتھ شرک کیے جانے کو معاف نہیں فرماتا اور اس کے سوا جسے چاہے معاف فرما دے۔ اور جس نے شرک کیا وہ (سیدھی راہ سے) بہت دور بھٹک گیا۔'' [1]

یعنی اللہ کی راہ سے بھٹکنا یہ بھی ہے کہ انسان حلال و حرام میں تمیز نہ کرے، چوری کرے، بیکاری میں مبتلا رہے، نماز روزہ چھوڑ بیٹھے، بیوی بچوں کی حق تلفی کرنے لگے، ماں باپ کی نافرمانی پر تلا رہے...... لیکن جو شرک کی دلدل میں پھنس گیا وہ راہ سے زیادہ بھٹک گیا، کیونکہ وہ ایک ایسے گناہ میں مبتلا ہو گیا جس کو حق تعالیٰ بلا توبہ کبھی معاف نہیں فرمائے گا جبکہ دوسرے گناہوں کو شاید اللہ تعالیٰ بلا توبہ معاف فرما دے۔

معلوم ہوا کہ شرک نا قابل معافی جرم ہے، اس کی سزا قطعی مل کر رہے گی۔ اگر انتہائی درجے کا شرک ہے جس سے انسان کافر ہو جاتا ہے، تو اس کی سزا ابدی جہنم ہے۔ نہ اس سے نکالا جائے گا اور نہ اس میں اسے چین اور آرام میسر آئے گا۔ اور جو کم درجے کے شرک ہیں، ان کی سزا حق تعالیٰ کے ہاں جو مقرر ہے وہ ضرور ملے گی۔ جبکہ دیگر گناہوں کی، حق تعالیٰ کے ہاں جو سزائیں مقرر ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہیں، خواہ دے یا نہ دے۔

شرک کی مثال: یہ بھی معلوم ہوا کہ شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔ اس کو اس مثال سے سمجھو، مثلاً بادشاہ کے یہاں رعیت کے لیے ہر قسم کی سزائیں مقرر ہیں۔ مثلاً چوری، ڈکیتی، پہرہ دیتے دیتے سو جانا، دربار میں دیر سے پہنچنا، میدان جنگ سے بھاگ آنا، اور سرکار کے پیسے پہنچانے میں کوتاہی کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ان سب جرموں کی سزائیں مقرر

[1] النسآء، 106:4۔

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اب بادشاہ کی مرضی ہے، چاہے تو سزا دے اور چاہے تو معاف کر دے۔ لیکن بعض جرائم ایسے ہوتے ہیں جن سے بغاوت ظاہر ہوتی ہے مثلاً کسی امیر کو یا وزیر کو یا چودھری کو یا رئیس کو یا بھنگی کو یا چمار کو بادشاہ کی موجودگی میں بادشاہ بنا دیا جائے، تو اس قسم کی حرکت بغاوت ہے۔ یا ان میں سے کسی کے واسطے تاج یا تخت شاہی بنایا جائے، یا اسے ظل سبحانی کہا جائے یا اس کے سامنے شاہانہ آداب بجالائے جائیں، یا اس کے لیے ایک جشن کا دن ٹھہرایا جائے اور بادشاہ کی سی نذر دی جائے۔ یہ جرم تمام جرموں سے بڑا ہے اور اس جرم کی سزا یقیناً ملنی چاہیے۔ جو بادشاہ اس قسم کے جرائم کی سزاؤں سے غفلت برتتا ہے، اس کی سلطنت کمزور ہوتی ہے۔ ارباب دانش اس قسم کے بادشاہ کو نا اہل کہتے ہیں۔ لوگو! اس مالک الملک غیرت مند بادشاہ سے ڈر جاؤ، جس کی طاقت کا حد و شمار نہیں۔ وہ اعلیٰ درجے کا غیرت والا ہے۔ بھلا وہ مشرکوں کو کیوں سزا نہ دے گا اور بلا سزا، انھیں کیونکر چھوڑ دے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں پر رحم فرمائے اور انھیں شرک جیسی خطرناک آفت سے محفوظ رکھے۔ آمین!

شرک سب سے بڑا عیب ہے: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾

''اور جب لقمان (علیہ السلام) نے نصیحت کرتے وقت اپنے بیٹے سے کہا، بیٹا! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، یقیناً شرک بڑا (بھاری) ظلم ہے۔'' [1]

یعنی اللہ پاک نے حضرت لقمان علیہ السلام کو بصیرت عطا فرمائی تھی۔ انھوں نے عقل سے معلوم کیا کہ کسی کا حق کسی کو دے دینا بڑی بے انصافی ہے۔ پھر جس نے اللہ کا حق اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو دے دیا، اس نے بڑے سے بڑے کا حق ذلیل سے ذلیل شخص کو دے دیا۔ کیونکہ اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے مقابلے میں اس کی مخلوق کی غلامانہ حیثیت ہے، جیسے کوئی تاج شاہی ایک چمار کے سر پر رکھ دے، بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا بے انصافی ہوگی۔ یقین مانو کہ ہر شخص، خواہ وہ بڑے سے بڑا انسان ہو یا مقرب فرشتہ، اس کی حیثیت شان الوہیت کے مقابلے پر ایک چمار کی حیثیت سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ [2]

معلوم ہوا کہ جس طرح شریعت نے شرک کو بڑا بھاری گناہ بتایا، اسی طرح عقل بھی اس کو بڑا گناہ مانتی ہے۔ شرک تمام عیبوں سے بڑا عیب ہے۔ سچی بات یہی ہے، کیونکہ انسان میں سب سے بڑا عیب یہی ہے کہ وہ اپنے بڑوں کی

---

[1] لقمٰن 13:31. [2] یقیناً شان الوہیت کے مقابلے میں بڑے سے بڑے انسان کی بھی کوئی حیثیت نہیں، کہاں خالق و معبود اور کہاں مخلوق و عابد، لیکن مذکورہ اسلوب محل نظر ہے۔

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

بے ادبی کرے۔ پھر اللہ سے بڑھ کر بڑا کون ہوسکتا ہے۔ اور شرک اس کی شان میں (بدترین) بے ادبی ہے۔

توحید ہی راہ نجات ہے: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ۝﴾

''اور آپ سے پہلے ہم نے جو رسول بھی بھیجا، ہم نے اس کو یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی عبادت کا حق دار نہیں، لہٰذا میری ہی عبادت کرو۔'' (1)

یعنی تمام رسول، اللہ کے پاس سے یہی حکم لے کر آئے کہ صرف اللہ ہی کو (الٰہ) مانا جائے، اور اس کے سوا کسی کو (الٰہ) نہ مانا جائے۔ معلوم ہوا کہ توحید کا حکم اور شرک سے ممانعت تمام شریعتوں کا ایک متفقہ مسئلہ ہے۔ اس لیے صرف یہی راہ نجات ہے، باقی تمام راہیں غلط ہیں۔

اللہ تعالیٰ شرک سے بیزار ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي، تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ [فَأَنَا مِنْهُ بَرِيءٌ وَهُوَ لِلَّذِي أَشْرَكَ]»

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں شریکوں میں سب سے زیادہ شرک سے بے پروا ہوں۔ جس نے کوئی ایسا عمل کیا، جس میں اس نے میرے ساتھ غیر کو شریک کیا، تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں اور اس سے بیزار ہو جاتا ہوں۔ اور وہ عمل اسی کے لیے ہوتا ہے جسے اس نے میرا شریک ٹھہرایا۔'' (2)

یعنی جس طرح اور لوگ اپنی مشترک چیز آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں، میں اس طرح نہیں کرتا۔ کیونکہ میں (ہر قسم کے اشتراک سے) بے نیاز و بے پروا ہوں۔ جس نے میرے لیے عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ میرے غیر کو بھی شریک کر لیا، تو میں اپنا حصہ بھی نہیں لیتا، بلکہ سارا عمل دوسرے ہی کے لیے چھوڑ دیتا ہوں اور اس سے بیزار ہو جاتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ کے واسطے کوئی عمل کرے اور وہی عمل کسی غیر اللہ کے واسطے کرے، تو اس نے شرک کیا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرکوں کی عبادت، جو اللہ کے لیے کی جائے، نا قابل قبول ہے...... حق تعالیٰ اس سے بیزار ہے۔

ازل میں توحید کا اقرار: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

(1) الأنبياء 21:25. (2) صحيح مسلم، الزهد، حديث: 2985، وسنن ابن ماجه، الزهد، بإسناد صحيح، حديث: 4202.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ ۝ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ۝ ﴾

''اور جب آپ کے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد نکالی اور انھیں ان کی جانوں پر گواہ بنایا (اور ان سے پوچھا) کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ وہ کہنے لگے، ہاں! کیوں نہیں؟! ہم گواہ ہیں (کہ تو ہمارا رب ہے) یہ اقرار ہم نے اس لیے لیا، کہیں تم قیامت کے روز کہنے لگو کہ ہم تو اس بات سے غافل تھے۔ یا کہنے لگو کہ ہمارے باپ دادا نے (ہم سے) پہلے شرک کیا تھا اور ہم تو ان کے بعد ان کی اولاد تھے، تو کیا جو کام اہل باطل کرتے رہے، اس کے بدلے تو ہمیں ہلاک کرتا ہے؟''[1]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

«جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ أَرْوَاحًا، ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ فَتَكَلَّمُوا، ثُمَّ أَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ، وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ: أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ قَالَ: «فَإِنِّي أُشْهِدُ عَلَيْكُمُ السَّمَاوَاتِ السَّبْعَ، وَالْأَرَضِينَ السَّبْعَ، وَأُشْهِدُ عَلَيْكُمْ أَبَاكُمْ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ نَعْلَمْ بِهٰذَا، اِعْلَمُوا أَنَّهُ لَا إِلٰهَ غَيْرِي، وَلَا رَبَّ غَيْرِي، فَلَا تُشْرِكُوا بِي شَيْئًا، وَإِنِّي سَأُرْسِلُ إِلَيْكُمْ رُسُلِي يُذَكِّرُونَكُمْ عَهْدِي وَمِيثَاقِي، وَأُنْزِلُ عَلَيْكُمْ كُتُبِي» قَالُوا: شَهِدْنَا بِأَنَّكَ رَبُّنَا وَإِلٰهُنَا، لَا رَبَّ غَيْرُكَ، فَأَقَرُّوا بِذٰلِكَ، وَرَفَعَ عَلَيْهِمْ آدَمَ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، فَرَأَى الْغَنِيَّ وَالْفَقِيرَ وَحَسَنَ الصُّورَةِ وَدُونَ ذٰلِكَ، فَقَالَ: رَبِّ لَوْلَا سَوَّيْتَ بَيْنَ عِبَادِكَ؟ قَالَ: «إِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ أُشْكَرَ». وَرَأَى الْأَنْبِيَاءَ فِيهِمْ مِثْلَ السُّرُجِ عَلَيْهِمُ النُّورُ، وَخُصُّوا بِمِيثَاقٍ آخَرَ فِي الرِّسَالَةِ وَالنُّبُوَّةِ، وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ﴾

''اللہ پاک نے اولاد آدم کو جمع فرمایا، پھر ان کو روحیں عطا کیں پھر ان کی صورتیں بنائیں، پھر انھیں قوت گویائی بخشی، پھر وہ بولنے لگے تو ان سے عہد و پیمان لیا اور انھیں ان کی جانوں پر گواہ بنا کر فرمایا: ''کیا میں

[1] الأعراف 7:172، 173.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

تمھارا رب نہیں ہوں؟'' فرمایا: ''میں ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو تم پر گواہ بناتا ہوں اور تمھارے باپ آدم کو بھی، کہیں قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہم اس سے بے خبر تھے۔ جان لو! کہ نہ میرے سوا کوئی معبود ہے اور نہ کوئی رب۔ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا، میں تمھارے پاس اپنے رسول بھیجتا رہوں گا، جو تمھیں میرا یہ عہد و پیمان یاد دلائیں گے اور تم پر اپنی کتابیں اتاروں گا۔'' سب نے جواب دیا کہ ہم اقرار کر چکے ہیں کہ آپ ہمارے رب اور معبود ہیں۔ آپ کے سوا ہمارا کوئی رب نہیں ہے، پس انھوں نے اس بات کا اقرار کیا۔ اور ان پر سیدنا آدم علیہ السلام کو بلند کیا جو ان سب کو دیکھ رہے تھے۔ انھوں نے دیکھا کہ ان میں دولت مند بھی ہیں اور فقیر بھی۔ خوبصورت بھی ہیں اور بدصورت بھی۔ تو سوال کیا: اے پروردگار! تو نے اپنے بندوں کو یکساں کیوں نہیں بنایا؟ فرمایا: ''میں پسند کرتا ہوں کہ میرا شکر کیا جائے۔'' سیدنا آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان لوگوں میں انبیاء کرام علیہم السلام بھی ہیں، وہ چراغوں کی طرح روشن ہیں اور ان (کے چہروں) پر نور ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ نے رسالت و نبوت کے سلسلے میں الگ اقرار بھی لیا۔ اس سے مراد وہ اقرار ہے، جس کا ذکر قرآن پاک میں یوں آیا ہے: ''(اور وہ وقت بھی تھا) جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا: آپ سے، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے۔'' [1]

شرک سند نہیں بن سکتا: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اولاد آدم کو ایک جگہ جمع فرمایا، پھر ان کے جسموں میں روحیں ڈالیں۔ مثلاً پیغمبروں کو، اولیاء کو، شہیدوں کو، نیک لوگوں کو، فرمانبرداروں کو، نافرمانوں کو اور سب کو علیحدہ علیحدہ کیا۔ اسی طرح یہودیوں کو، عیسائیوں کو، مشرکوں کو اور ہر ایک دین والے کو جدا جدا کیا۔ پھر جس کسی کو دنیا میں جو صورت دینی تھی، اسی صورت میں اسے وہاں ظاہر فرمایا۔ کسی کو خوبصورت، کسی کو بدصورت' کسی کو بینا، کسی کو نابینا، کسی کو ناطق (بولنے والا)، کسی کو گونگا اور کسی کو لنگڑا، پھر انھیں قوت گویائی بخشی اور ان سے پوچھا: ''کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟'' وہاں سب نے اس کے رب ہونے کا اقرار کیا۔ پھر ان سے یہ عہد و پیمان لیا کہ میرے سوا کسی کو حاکم اور مالک نہ سمجھنا، اور میرے سوا کسی کو معبود نہ ماننا، ان سب نے عہد و پیمان کیا۔ تو حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام، ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو گواہ بنایا اور فرمایا کہ تمھارے اس اقرار کو یاد دلانے کے لیے پیغمبر آئیں گے اور اپنے ساتھ آسمانی کتابیں بھی لائیں گے۔ گویا ہر شخص عالم ارواح میں تنہا تنہا توحید کا اقرار اور شرک سے انکار کر آیا ہے، لہٰذا شرک میں کسی کو نظیر کے طور پر پیش نہ کیا جائے...... نہ پیر و فقیر کو، نہ شیخ کو، نہ

[1] مسند أحمد: 135/5.

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

باپ دادا کو، نہ بادشاہ کو، نہ مولوی کو اور نہ بزرگ کو۔

بھول کا عذر قبول نہیں ہوگا: اگر کوئی یہ خیال کرے کہ دنیا میں آ کر ہمیں وہ اقرار یاد نہیں رہا، اب اگر ہم شرک کریں تو ہماری پکڑ نہ ہوگی، کیوں کہ بھول میں پکڑ نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کو بہت سی باتیں یاد نہیں رہتیں، لیکن معتبر انسانوں کے یاد دلانے پر یقین آ جاتا ہے۔ مثلاً کسی کو اپنی تاریخ ولادت یاد نہیں، پھر لوگوں سے سن کر کہتا ہے کہ میری تاریخ ولادت فلاں سن، فلاں دن اور فلاں گھڑی ہے۔ لوگوں سے سن کر ہی ماں باپ کو پہچانتا ہے، کسی اور کو ماں نہیں سمجھتا۔ اگر کوئی اپنی ماں کا حق ادا نہ کرے اور کسی اور کو ماں بتا دے، تو دنیا اس پر تھوکے گی۔ اور اگر وہ یہ جواب دے کہ بھلے آدمیو! مجھے تو اپنا پیدا ہونا یاد نہیں کہ میں اس کو ماں سمجھوں، تم بلا وجہ مجھے برا کہہ رہے ہو تو لوگ اسے پرلے درجے کا بے وقوف اور بڑا ہی بے ادب سمجھیں گے۔ معلوم ہوا کہ جب عوام کے کہنے سے انسان کو بہت سی باتوں کا یقین ہو جاتا ہے تو نبیوں کی تو شان ہی بڑی ہے، ان کے بتانے سے کس طرح یقین نہیں آ سکتا۔

رسولوں اور کتابوں کی بنیادی تعلیم: یہ بھی معلوم ہوا کہ توحید اختیار کرنے کی اور شرک سے بچنے کی عالم ارواح میں سب کو فرداً فرداً تاکید کر دی گئی ہے۔ تمام پیغمبر اسی کو یاد دلانے اور اسی عہد کی تجدید کے لیے بھیجے گئے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا فرمان عالی شان اور ایک سو چار الہامی کتابوں کا مرکزی علم اسی ایک نکتہ میں ہے کہ خبردار! توحید میں خلل نہ آنے دو اور شرک کے پاس بھی نہ پھٹکو، اللہ کے سوا کسی کو حاکم و متصرف نہ سمجھو۔ نہ غیر اللہ کو مالک مانو کہ اس کے پاس مرادیں لے آؤ اور اس سے اپنی مرادیں مانگو۔

سب سے پہلی ترجیح ایمان کی حفاظت: مندرجہ ذیل حدیث کے معلوم ہونے کے بعد تو کسی حالت میں بھی شرک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس کلمات کی وصیت فرمائی، فرمایا:

«لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُتِلْتَ وَ حُرِّقْتَ......»

''اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کر، خواہ تجھے مار ڈالا جائے اور جلا دیا جائے......'' [1]

یعنی اللہ کے سوا کسی کو اپنا معبود تسلیم نہ کر اور اس بات کی پروا نہ کر کہ کوئی جن یا شیطان تجھے ستائے گا۔ جس طرح مسلمانوں کو ظاہری مصائب پر صبر کرنا چاہیے اور ان کے ڈر سے اپنا ایمان نہیں بگاڑنا چاہیے، اسی طرح باطنی تکلیفوں (جن اور بھوت وغیرہ کی ایذاؤں) پر بھی صبر سے کام لینا چاہیے۔ ان سے ڈر کر اپنے ایمان کو بگاڑنا نہیں چاہیے۔ بلکہ

① مسند أحمد: 238/5، و سنن ابن ماجه، حديث: 4034.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ ہر چیز، خواہ تکلیف ہو یا آرام، اللہ کے اختیار میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی ایمان والوں کی آزمائش فرماتا ہے۔ مومن کو بقدر ایمان آزمایا جاتا ہے۔ کبھی بروں کے ہاتھوں سے نیکوں کو تکلیفیں پہنچائی جاتی ہیں، تاکہ مخلصوں اور منافقوں میں تمیز ہو جائے۔ لہٰذا جس طرح بظاہر پارساؤں کو نافرمانوں سے اور مسلمانوں کو کافروں سے اللہ کے ارادے سے تکلیفیں پہنچ جاتی ہیں اور وہ صبر ہی سے کام لیتے ہیں، تکلیفوں سے گھبرا کر ایمان نہیں بگاڑتے، اس طرح کبھی کبھی نیک لوگوں کو جنوں اور شیطانوں سے اللہ کے ارادے سے تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ لہٰذا اس پر صبر و تحمل سے کام لیا جائے اور تکلیف کے اندیشے سے انھیں ہرگز ہرگز نہیں ماننا چاہیے۔ معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص شرک سے متنفر ہو کر غیر اللہ کو چھوڑ دے، ان کی نذر و نیاز کی مذمت کرے اور غلط رسموں کو مٹائے، پھر اس راہ میں اس کو کچھ مالی یا جانی نقصان پہنچ جائے یا کوئی شیطان اسے کسی پیر و شہید کے نام سے ستانے لگے، تو وہ یہ سمجھ لے کہ اللہ پاک میرا ایمان آزما رہا ہے۔ اس لیے اسے خندہ پیشانی سے سہ لینا چاہیے اور ایمان پر قائم رہنا چاہیے۔ یاد رکھو! جس طرح اللہ تعالیٰ ظالموں کو ڈھیل دے کر پکڑتا اور مظلوموں کو ان کے پنجۂ استبداد سے چھڑاتا ہے، اسی طرح ظالم جنوں کو بھی وقت آنے پر پکڑے گا اور پرستاران توحید کو ان کے ظلم سے نجات بخشے گا۔

غیر اللہ کو پکارنا: امام بخاری رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑا گناہ کون سا ہے، آپ نے فرمایا:

«أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ......»

''تو کسی کو اللہ جیسا سمجھ کر پکارے، حالانکہ اس (اللہ) نے تجھے پیدا کیا......'' [1]

یعنی جس طرح اللہ کو (اس کے علم و قدرت کے لحاظ سے) حاضر و ناظر سمجھا جاتا ہے، کائنات کا تصرف اسی کے قبضے میں بتایا جاتا ہے اور اسی وجہ سے ہر مشکل کے وقت اسے پکارا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر یہی صفات غیر اللہ میں مان کر اسے پکارا جائے تو یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔ اس لیے کہ کسی میں بھی ہر جگہ حاضر و ناظر رہنے کی اور حاجت برلانے کی صلاحیت نہیں ہے۔

علاوہ ازیں جب ہمارا خالق اللہ ہے تو ہمیں اپنے مشکل اوقات میں اسی کو پکارنا چاہیے، کسی اور سے ہمیں کیا واسطہ۔ جیسے کوئی کسی بادشاہ کا غلام ہو گیا تو وہ اپنی ہر ضرورت اپنے بادشاہ ہی کے پاس لے جائے گا، اسے دوسرے بادشاہوں سے کیا واسطہ۔ کسی بھنگی، چمار کا تو ذکر ہی کیا ہے! اور یہاں تو کوئی دوسرا ہے ہی نہیں، جو اللہ کے مقابلے کا ہو، پھر دوسرے کے پاس ضرورت کو لے جانا نادانی نہیں تو اور کیا ہے؟

[1] صحيح البخاري، الديات، حديث: 6861.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

توحید اور مغفرت: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى: يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا، ثُمَّ لَقِيْتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً»

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے آدم کے بیٹے! اگر تو دنیا بھر کے گناہ ساتھ لے کر مجھ سے ملے، مگر میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا ہو، تو میں دنیا بھر کی بخشش کے ساتھ تجھ سے ملوں گا۔'' [1]

یعنی دنیا میں بڑے بڑے گنہگار گزرے ہیں، جن میں فرعون و ہامان وغیرہ تھے، اور شیطان بھی اس دنیا میں ہے۔ ان تمام گناہ گاروں سے دنیا میں جس قدر گناہ ہوئے اور قیامت تک ہوں گے...... اگر بفرض محال ایک شخص کر گزرے، لیکن شرک سے پاک ہو...... (اگر اللہ چاہے) تو جس قدر اس کے گناہ ہیں، اسی قدر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت ومغفرت اس پر نازل ہو جائے گی۔

معلوم ہوا کہ توحید کی برکت سے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، جس طرح شرک کی نحوست سے سارے اچھے عمل غارت کر دیے جاتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب انسان شرک سے ہر طرح پاک وصاف ہوگا اور اس کا یہ عقیدہ ہوگا کہ اللہ کے سوا کوئی مالک نہیں، اس کی حکومت سے کہیں بھاگ کر جانے کی جگہ نہیں، اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کو کوئی پناہ دینے والا نہیں، اس کے سامنے سب بے بس ہیں، اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا، اس کے سامنے کسی کی حمایت کام نہیں آتی اور اس کی اجازت کے بغیر کوئی کسی کی سفارش نہیں کر سکے گا۔ ان عقائد کے بعد اس سے جس قدر گناہ سرزد ہوں گے، بتقاضائے بشریت ہوں گے یا بھول چوک کر...... پھر ان گناہوں کے بوجھ میں وہ دبا جا رہا ہوگا اور سخت بیزار ہوگا، ندامت کے مارے سر نہ اٹھا سکے گا...... بلاشبہ ایسے شخص پر رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے، جیسے جیسے یہ گناہ بڑھتے جائیں گے، ویسے ویسے اس کی ندامت کی کیفیت بڑھتی جائے گی۔ اور جوں جوں یہ کیفیت بڑھے گی، اللہ کی رحمت بڑھتی جائے گی۔ یہ نکتہ یاد رکھو کہ جو توحید میں پکا ہے، اس کا گناہ بھی وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کی عبادت نہیں کرتی۔ ایک فاسق موحد، متقی مشرک سے ہزار درجے اچھا ہے، جیسے ایک مجرم رعیتی، باغی، خوشامدی سے ہزار درجے اچھا ہے۔ کیونکہ پہلا اپنے قصور پر نادم ہے اور دوسرا مغرور۔

[1] جامع الترمذي، الدعوات، حديث: 3540، و مسند أحمد: 5/172.

التبيان OPEN UNIVERSITY Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

مشقی سوالات وتمرینات

1. وہ کونسا گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا؟ آیت سے وضاحت کریں۔
2. شرک کے بارے میں حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کیا نصیحت کی تھی؟ آیت مع ترجمہ لکھیں۔
3. "اللہ تعالیٰ شرک سے بیزار ہے۔" حدیث کا عربی متن لکھیں اور حوالہ دیں۔
4. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو شرک کے بارے میں کیا نصیحت فرمائی تھی؟ حدیث کا ترجمہ مع متن لکھیں۔
5. صحیح بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جس کے راوی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں، اس حدیث میں کس گناہ کو سب سے بڑا بتایا گیا ہے؟
6. ظلِ سبحانی پرانے وقتوں میں کن کو کہا جاتا تھا اور اس کا مطلب کیا ہے؟

کثیر الانتخابی خالی جگہ

دیے گئے چار انتخابات میں سے درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

1. شرک .... جرم ہے۔

(ا) معمولی سا (ب) نا قابل بیان (ج) معافی کے قابل (د) نا قابل معافی

2. .... سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے۔

(ا) بدعت (ب) قتل (ج) شرک (د) زنا

3. .... سے ممانعت تمام شریعتوں کا ایک متفقہ مسئلہ ہے۔

(ا) سنت کا حکم اور بدعت (ب) جنگ کا حکم اور امن
(ج) امن کا حکم اور جنگ (د) توحید کا حکم اور شرک

4. ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں اور ساری الہامی کتابوں کا مرکزی نقطہ .... ہے۔

(ا) اسلامی حکومت کا قیام (ب) آسمان کی حقیقت (ج) زمینوں کی حقیقت (د) توحید

5. ایک فاسق موحد، .... سے ہزار درجے اچھا ہے۔

(ا) کافر (ب) متقی مشرک (ج) یہودی (د) بدعتی

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

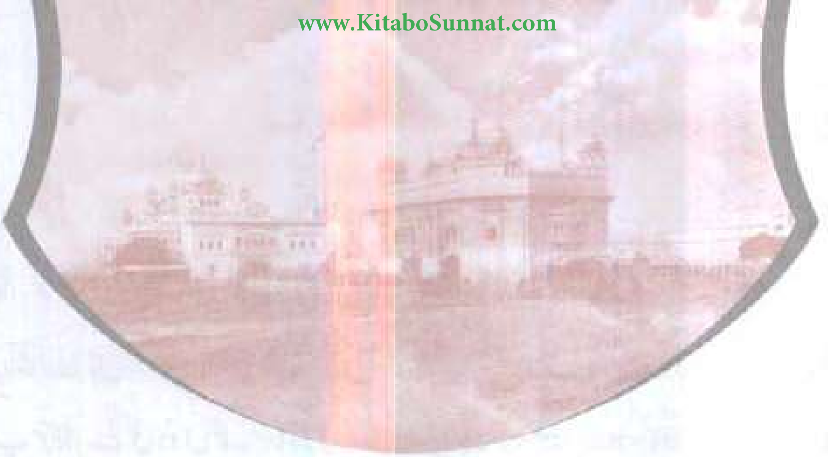

شرک فی العلم کی تردید

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○﴾

''اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جنھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جو کچھ خشکی اور تری میں ہے، اسے بھی جانتا ہے۔ اور نہیں کوئی پتا گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے۔ اور زمین کے نیچے اندھیروں میں کوئی دانہ ایسا نہیں اور کوئی تر اور خشک چیز ایسی نہیں، جو واضح (اور روشن) کتاب میں لکھی ہوئی نہ ہو۔'' [1]

یعنی اللہ پاک نے انسان کو ظاہری چیزیں معلوم کرنے کے لیے کچھ چیزیں دی ہیں، مثلاً دیکھنے کو آنکھ، سننے کو کان، سونگھنے کو ناک، چکھنے کو زبان، ٹٹولنے کو ہاتھ اور سمجھنے کو عقل بخشی ہے۔ پھر یہ چیزیں انسان کے قبضہ و اختیار میں دے دی ہیں کہ جب چاہے ان سے کام لے۔ آنکھ سے دیکھنا چاہا، آنکھ کھول دی، نہ چاہا بند کر لی۔ اسی پر ہر ایک عضو کو قیاس کر لیں تو گویا اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ظاہری چیزیں معلوم کرنے کی کنجیاں دے دی ہیں، جیسے کنجی والے ہی کے اختیار میں تالے کو کھولنا یا نہ کھولنا ہے، اس طرح ظاہری چیزوں کا معلوم کرنا انسان کے اختیار میں ہے، چاہے معلوم کرے یا نہ کرے۔

علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو ہے: اس کے برعکس غیب کا معلوم کرنا انسان کے اختیار سے باہر ہے، اس کی کنجیاں حق تعالیٰ نے اپنے پاس رکھی ہیں۔ کسی بڑے سے بڑے انسان یا مقرب ترین فرشتے کو بھی غیب کے معلوم کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا کہ جب چاہیں اپنی مرضی سے غیب معلوم کر لیں اور جب چاہیں نہ کریں۔ بلکہ اللہ پاک اپنی مرضی سے کبھی کسی کو غیب کی جس قدر بات بتانا چاہتا ہے، بتا دیتا ہے۔ یہ غیب کا بتا دینا اللہ کے ارادے پر موقوف ہے، کسی کی

[1] الأنعام 6:59.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

خواہش پر نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ آپ ﷺ کو کوئی بات دریافت کرنے کی خواہش ہوئی مگر وہ بات آپ ﷺ کو معلوم نہ ہو سکی، پھر جب ارادۂ الٰہی ہوا تو فوراً بتا دی گئی۔

چنانچہ عہد رسالت میں منافقوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگایا، اس سے آپ ﷺ کو سخت صدمہ ہوا۔ آپ ﷺ نے کئی دنوں تک معاملہ کی کرید کی، مگر کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا۔ پھر جب حق تعالیٰ نے چاہا تو وحی بھیج کر بتا دیا کہ منافق کذاب ہیں، صدیقہ پاک دامنہ ہیں۔

اب ایک مسلمان موحد کا یہ عقیدہ ہونا ضروری ہے کہ اللہ نے غیب کے خزانوں کی کنجیاں اپنے ہی پاس رکھی ہیں، ان خزانوں کا کسی کو خزانچی نہیں بنایا۔ وہ خود اپنے ہاتھ سے قفل کھول کر جو (چیز) کسی کو جس قدر چاہے دے دے، اس کا ہاتھ کون پکڑ سکتا ہے؟

علم غیب کا مدعی جھوٹا ہے: اس سے معلوم ہوا کہ جو یہ دعویٰ کرے کہ میں ایسا علم جانتا ہوں جس سے غیب معلوم کر لیتا ہوں اور ماضی و مستقبل کی باتیں بتا سکتا ہوں، وہ جھوٹا ہے اور الوہیت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اگر کسی نبی، ولی، جن، فرشتے، امام، بزرگ، پیر، شہید، نجومی، رمال، جفار، فال کھولنے والے یا پنڈت یا گرو، بھوت پریت یا پریوں کو ایسا مان لیا جائے، تو ماننے والا مشرک ہوتا ہے اور مذکورہ آیت کا انکار کرتا ہے۔ اگر اتفاق سے کسی نجومی وغیرہ کی بات صحیح بھی ہو جائے تو اس سے ان کی غیب دانی ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ زیادہ تر ان کی باتیں غلط ہی ہوتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ علم غیب ان کے بس کی بات نہیں، انکل کبھی ٹھیک اور کبھی غلط بھی ہو جاتا ہے۔ کہانت، کشف اور قرآن پاک سے فال لینے کا بھی یہی حال ہے، لیکن وحی کبھی غلط نہیں ہوتی اور وہ ان کے قابو (اختیار) میں نہیں۔ اللہ پاک اپنی مرضی کے مطابق جو چاہتا ہے بتا دیتا ہے، کسی کی خواہش پر وحی کا دارومدار نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝﴾

''آپ فرما دیں! اللہ کے سوا آسمان و زمین میں جو کوئی بھی ہے، غیب کی باتیں نہیں جانتا۔ بلکہ وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ (قبروں سے) کب اٹھائے جائیں گے۔'' [1]

یعنی غیب کو جاننا کسی کے بس کی بات نہیں، خواہ وہ بڑے سے بڑا انسان یا فرشتہ ہی کیوں نہ ہو۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ دنیا جانتی ہے کہ قیامت آئے گی، لیکن یہ کسی کو خبر نہیں کہ کب آئے گی۔ اگر ہر چیز کا معلوم کرنا ان کے بس میں

[1] النمل 27:65.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

ہوتا تو (وہ) قیامت کے آنے کی تاریخ بھی معلوم کر لیتے۔

غیب کی باتیں: فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝﴾

''بلا شبہ اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ وہی بارش برساتا ہے، وہی پیٹ کے بچے کو جانتا ہے۔ کسی کو معلوم نہیں کہ کل کیا کمائے گا اور نہ یہ معلوم کہ کہاں مرے گا۔ (یاد رکھو) اللہ خوب جاننے والا اور بڑا خبردار ہے۔''[1]

یعنی غیب کی باتوں کی خبر اللہ ہی کو ہے، اس کے سوا کوئی غیب دان نہیں۔ چنانچہ قیامت کی خبر بھی، جس کا آنا عوام میں مشہور ہے اور یقینی ہے، کسی کو نہیں معلوم کہ کب آئے گی؟ پھر اور چیزوں کا تو کیا کہنا، مثلاً فتح و شکست کا، صحت و مرض کا اور اسی قسم کی دوسری باتوں کا کسی کو بھی علم نہیں۔ یہ باتیں نہ تو قیامت کی طرح مشہور ہیں اور نہ یقینی ہیں۔

اسی طرح بارش کی کسی کو خبر نہیں کہ کب ہوگی۔ حالانکہ موسم بھی مقرر ہے اور اکثر موسم میں بارش ہوتی بھی ہے۔ (پھر) اکثر لوگوں کو اس کی خواہش بھی رہتی ہے۔ اگر اس کا وقت کسی طرح معلوم ہو سکتا تو کسی نہ کسی کو ضرور معلوم ہو جاتا۔ پھر جو بے موسم کی چیزیں ہیں اور تمام لوگوں کی خواہش ان سے وابستہ بھی نہیں، مثلاً کسی شخص کی موت و حیات، یا اولاد کا ہونا یا نہ ہونا، یا مالدار و نادار ہونا، یا فتح و شکست کا ہونا۔ ان چیزوں کی بھلا کسی کو کیسے خبر ہو سکتی ہے؟

پیٹ کے بچے کو بھی کوئی نہیں جانتا کہ ایک ہے یا ایک سے زیادہ، نر ہے یا مادہ، کامل ہے یا ناقص اور خوبصورت ہے یا بدصورت۔[2] حالانکہ حکماء ان تمام باتوں کے اسباب بتاتے ہیں، لیکن خصوصیت سے کسی کا حال معلوم نہیں۔ پھر انسان کے اندرونی حالات بھلا کوئی کیسے معلوم کر سکتا ہے؟ مثلاً خیالات، ارادے، نیتیں اور ایمان و نفاق کا حال!

---

[1] لقمٰن 31:34. [2] اگرچہ آج کل الٹرا ساؤنڈ سے ان چیزوں کا علم ہو جاتا ہے مگر اس میں بھی پہلی چیز تو یہ ہے کہ اس کا علم ایک آلے کے ذریعے سے ہوتا ہے از خود نہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ علم ایک مخصوص مدت کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے اور یقینی نہیں ہوتا۔ تیسرے یہ کہ چیلنج (مَافِي الْأَرْحَام) کا ہے، ''رحموں میں کیا کچھ ہے؟'' یعنی الفاظ میں عموم ہے، آیا لڑکا ہے یا لڑکی، خوش بخت ہوگا یا بد بخت، یا اس کی موت و حیات کی تفصیل، یہ سب مفاہیم مذکورہ الفاظ کا تقاضا ہیں، پھر بتایئے کیا کوئی مشین یہ تفصیلات سے آگاہ کرتی ہے یا کر سکے گی؟ نہیں! ہرگز نہیں، لہٰذا چیلنج اپنی جگہ برقرار ہے۔ چوتھے یہ کہ قرآن میں (الْأَرْحَام) جمع کے الفاظ ہیں، رحم مفرد کے ساتھ استعمال نہیں ہوا۔ مشین بیک وقت ظنی طور پر صرف ایک ہی رحم کے نر یا مادہ کی نشاندہی کرتی ہے۔ مختلف یا کئی ارحام کی اطلاع نہیں دے سکتی جبکہ اللہ تعالیٰ کا علم بعض یا کئی ارحام پر محیط نہیں بلکہ مخلوقات میں سے تمام ماداؤں کے ارحام کی کیفیات و حقائق کو شامل ہے۔

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

جب کوئی خود یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا، تو وہ دوسروں کا حال کیسے جان سکتا ہے؟ اور انسان جب اپنے مرنے کی جگہ نہیں جانتا تو پھر بھلا مرنے کا دن یا وقت کیسے جان سکتا ہے؟

الغرض اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی آئندہ کی باتیں اپنے اختیار سے نہیں جانتا، معلوم ہوا کہ غیب دانی کا دعویٰ کرنے والے سب جھوٹے ہیں۔ کشف، کہانت، رمل، نجوم، جفر، فالیں سب جھوٹ، مکر اور شیطانی جال ہیں، مسلمانوں کو ان میں ہرگز نہیں پھنسنا چاہیے۔ البتہ اگر کوئی شخص غیب دانی یا غیب کی بات معلوم کرنے کے اختیار کا دعویٰ نہ کرے اور یہ دعویٰ کرے کہ حق تعالیٰ نے جو بات مجھے بتائی ہے، وہ میرے اختیار میں نہ تھی کہ جب چاہتا، معلوم کر لیتا تو اس میں دونوں امکان ہیں، ہوسکتا ہے کہ وہ سچا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ جھوٹا ہو۔

اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ۝﴾

”اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکار رہا ہے، جو قیامت تک بھی اس کی بات کا جواب نہ دے سکیں گے اور وہ ان کی پکار ہی سے بے خبر ہیں۔“ [1]

یعنی مشرک پرلے درجے کے بے وقوف ہیں کہ اللہ تعالیٰ جیسے قدرت و علم والے کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارتے ہیں، جو نہ تو ان کی پکار کو سنتے ہیں اور نہ کسی بات کی ان میں قدرت و سکت ہے۔ اگر یہ قیامت تک بھی پکارتے رہیں تو وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

معلوم ہوا کہ جو لوگ بزرگوں کو دور سے پکارتے ہیں اور انھیں پکار کر صرف یہی کہتے ہیں کہ یا حضرت! آپ دعا فرما دیں کہ حق تعالیٰ ہماری حاجت پوری کر دے، یہ بھی شرک ہے۔ گو وہ اس وجہ سے اس کو شرک نہ سمجھتے ہوں کہ حاجت براری کی دعا تو اللہ ہی سے کی گئی ہے۔ کیونکہ غائب شخص کو پکارنے کی وجہ سے اس میں شرک آیا کہ ان کے بارے میں یہ اعتقاد رکھا گیا کہ وہ دور سے اور قریب سے سنتے ہیں۔ حالانکہ یہ الٰہی شان ہے اور اس آیت میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں، پکارنے والے کی پکار کو سنتے ہی نہیں، خواہ وہ قیامت تک چیختا رہے۔

نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] الأحقاف 5:46.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ؁﴾

”آپ فرما دیں کہ مجھے اپنے لیے بھلائی برائی کا اختیار نہیں، مگر جو اللہ کو منظور ہو۔ اگر میں غیب جانتا تو کثرت سے بھلائی جمع کر لیتا (اپنی حفاظت کا سامان پہلے سے کر لیتا) اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو صرف ایمان والوں کو ڈرانے والا اور خوش خبری سنانے والا ہوں۔“ [1]

یعنی پیغمبر اسلام ﷺ سرتاج انبیاء ہیں، آپ ﷺ سے بڑے بڑے معجزے ظاہر ہوئے، لوگوں نے آپ ﷺ سے دین کے اسرار و رموز سیکھے، لوگوں کو آپ ﷺ کی راہ چلنے سے بزرگی نصیب ہوئی۔ اللہ پاک نے آپ ﷺ ہی سے فرمایا کہ لوگوں کے سامنے اپنا حال بیان فرما دیں کہ مجھے نہ تو کچھ قدرت حاصل ہے اور نہ ہی غیب دان ہوں۔ میری قدرت کا یہاں سے اندازہ لگاؤ کہ میں اپنی جان تک کے لیے نفع و نقصان کا مالک نہیں، دوسروں کو کیا بھلائی برائی پہنچا سکوں گا۔ اور اگر میں غیب دان ہوتا تو کام سے پہلے اس کا انجام معلوم کر لیا کرتا، اگر اس کام کا انجام برا معلوم ہوتا تو اس میں کبھی ہاتھ نہ ڈالتا۔ غیب دانی اللہ تعالیٰ کی شان ہے اور میں پیغمبر ہوں، پیغمبر کا صرف اتنا کام ہوتا ہے کہ وہ برے کاموں کے انجام سے خبردار کر دے اور نیک کاموں پر خوش خبری سنا دے۔ لیکن یہ بات بھی انہی کو فائدہ پہنچاتی ہے جن کے دلوں میں یقین ہو، اور یقین پیدا کرنا اللہ ہی کا کام ہے۔

انبیاء کا اصل کام: معلوم ہوا کہ انبیاء اور اولیاء میں اصل بڑائی یہی ہے کہ وہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں۔ اور جن اچھے، برے کاموں سے واقف ہیں، ان سے لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں۔ اللہ پاک نے ان کی تبلیغ میں تاثیر رکھی ہے، بہت لوگ ان کی تبلیغ سے سیدھی راہ پر آ جاتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی بڑائی نہیں کہ انھیں تصرف عالم کی قدرت دی گئی ہو کہ جسے چاہیں مار ڈالیں یا زندہ کر دیں، بیٹا بیٹی دے دیں، یا بانجھ کر دیں، آئی بلا ٹال دیں، یا مرادیں بر لائیں، شکست دے دیں یا فتح سے ہمکنار کر دیں، یا تونگر بنا دیں، یا فقیر و قلاش کر دیں، کسی کو بادشاہ بنا دیں یا کسی کے ہاتھ میں کاسۂ گدائی دے دیں، کسی کو امیر یا وزیر بنا دیں یا کسی کو فقیر و حقیر کر دیں، کسی کے دل میں ایمان ڈال دیں یا کسی سے چھین لیں۔ کسی بیمار کو تندرست کر دیں یا تندرست کو بیمار، یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چھوٹا، بڑا یہ کام کرنے سے عاجز ہے اور عجز میں سب برابر ہیں۔

انبیاء غیب دان نہیں: اسی طرح یہ کوئی بڑائی نہیں کہ اللہ غیب کی کنجیاں انھیں دے دے کہ جب چاہیں کسی کے دل کی

[1] الأعراف 7:188.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

بات معلوم کرلیں۔ یا غیب کی جس بات کو چاہیں، معلوم کرلیں کہ فلاں کے ہاں اولاد ہوگی یا نہیں۔ تجارت میں فائدہ ہوگا یا نہیں۔ لڑائی میں فتح ہوگی یا نہیں۔ ان باتوں سے سب چھوٹے بڑے یکساں بے خبر ہیں۔

پھر جس طرح کوئی بات عقل سے یا کسی قرینے سے کہہ دی جاتی ہے، اور وہ اسی طرح ہو جاتی ہے جس طرح کہی گئی تھی، اسی طرح یہ بڑے لوگ بھی جو بات عقل یا قرینہ سے کہہ دیتے ہیں، کبھی تو وہ ٹھیک ہو جاتی ہے اور کبھی غلط ہو جاتی ہے، جبکہ وحی یا الہام کی بات غلط نہیں ہوتی، مگر وہ کسی بندے کے اختیار میں نہیں۔

علم غیب کے متعلق ارشادات نبوی: خالد بن ذکوان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْخُلُ حِينَ بُنِيَ عَلَيَّ، فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي، فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَ يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ، إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ: «وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَافِي غَدٍ» فَقَالَ: «دَعِي هٰذِهِ وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ»

”میری رخصتی کے وقت نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، پھر میرے بستر پر میرے پاس اتنے نزدیک بیٹھے جس طرح تم بیٹھے ہو۔ ہماری کچھ بچیاں دف بجا بجا کر بدر میں جو میرے آباء قتل ہو گئے تھے ان کی خوبیاں بیان کرنے لگیں۔ اچانک ایک بچی نے یہ بھی کہہ دیا: ہم میں (اللہ کے) نبی ﷺ بھی ہیں جو آنے والے کل کی بات جانتے ہیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ بات چھوڑ دے اور جو پہلے کہہ رہی تھی، وہی کہتی رہ۔“ [1]

یعنی ربیع انصاریہ کی شادی کے موقع پر نبی اکرم ﷺ ان کے پاس آ بیٹھے۔ ایک بچی نے ترانے میں یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارا نبی کل کی بات جانتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اسے منع کیا اور فرمایا کہ یہ بات نہ کہہ۔ معلوم ہوا کہ (کوئی) کسی بڑے سے بڑے انسان کے بارے میں (بھی) یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب دان ہے۔ لہٰذا موجودہ شعراء رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں جو زمین و آسمان کے قلابے ملایا کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ایسا بطور مبالغہ کہا گیا ہے، یہ غلط ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اپنی تعریف کا اسی قسم کا شعر ایک بچی کو بھی پڑھنے نہ دیا، چہ جائیکہ عاقل شاعر اس قسم کے اشعار کہے یا سنے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«مَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ ...... يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِي قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ»

[1] صحيح البخاري، النكاح، باب ضرب الدف في النكاح والوليمة، حديث: 5147.

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

”جس نے تمھیں خبر دی کہ محمد ﷺ ان پانچ باتوں کو جانتے تھے، جن کی اللہ پاک نے اس آیت ﴿إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ میں خبر دی ہے، تو اس نے بہت بڑا بہتان باندھا۔“ [1]

یعنی وہ پانچ باتیں سورۂ لقمان کے آخر میں ہیں، جن کا بیان گزر چکا ہے اور غیب کی تمام باتیں انھی پانچ چیزوں میں داخل ہیں۔ لہٰذا جو کوئی یہ کہے کہ آپ غیب کی سب باتیں جانتے تھے، اس نے بڑا بھاری بہتان باندھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔

سیدہ ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَاللّٰهِ! مَا أَدْرِي - وَأَنَا رَسُولُ اللّٰهِ - مَا يُفْعَلُ بِهِ وَلَا بِكُمْ»

”اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں، حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں، کہ اس کے ساتھ کیا پیش آئے گا اور تمھارے ساتھ کیا ہوگا؟“ [2]

یعنی اللہ پاک بندوں سے دنیا میں یا قبر میں یا آخرت میں جو معاملہ کرے گا، اس کا حال کسی کو بھی معلوم نہیں۔ نہ نبی کو، نہ ولی کو۔ نہ اپنا حال معلوم، نہ دوسروں کا حال معلوم اور اگر وحی کے ذریعے سے کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں کا انجام بخیر ہے تو وہ ایک مجمل [3] علم ہے، اس سے زیادہ معلوم کرنا ان کے بس سے باہر ہے۔

---

[1] لقمٰن 31:34، صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 287، 439، ورواہ الترمذي مطولاً، التفسیر، باب تفسیر سورۃ النجم، حدیث: 3278، واللفظ لہ۔ [2] صحیح البخاري، التعبیر، باب العین الجاریۃ في المنام، حدیث: 7018. [3] محدود و مختصر علم۔

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

1. ''اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جنھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، جو کچھ خشکی اور تری میں ہے وہ اسے بھی جانتا ہے'' یہ کس آیت کا ترجمہ ہے اور کس سورۂ مبارکہ میں واقعہ ہے؟
2. سورۂ نمل کی وہ آیت بتائیں جس میں اللہ کے علاوہ ہر کسی کے غیب جاننے کی نفی کی گئی ہے۔
3. سورۂ لقمان کی آیت نمبر 34 کا ترجمہ وتشریح مختصراً بیان کریں۔
4. سورۂ الاعراف کی آیت نمبر 188 میں اللہ نے کیا فرمایا ہے، ترجمہ کریں؟
5. انبیاء کا اصل کام کیا ہے؟
6. ''اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں، حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں، کہ اس کے ساتھ کیا پیش آئے گا اور تمھارے ساتھ کیا ہوگا؟'' یہ الفاظ صحیح البخاری کے ہیں، یہ آپ ﷺ نے کس موقعہ پر ارشاد فرمائے تھے؟
7. ایک آیت مبارکہ بتائیں جس میں شرک فی العلم کی تردید ہو۔
8. علم نجوم کا ماہر، علم رمل کا ماہر اور علم جفر کا ماہر کیا کیا کرتا ہے؟
9. عفراء نامی خاتون کون تھی؟

کثیر الانتخابی خالی جگہ

دیے گئے چار انتخابات میں سے درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

1. واقعۂ افک ہمیں یہ بتاتا ہے کہ علم غیب صرف .... کے پاس ہے۔

(ا) اللہ کے ولیوں (ب) بتوں (ج) انبیائے کرام (د) اللہ تعالیٰ

2. جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں ایسا غیب کا علم جانتا ہوں جس کی وجہ سے ماضی و مستقبل کی باتیں بتا سکتا ہوں وہ شخص .... ہے۔

(ا) سچا (ب) ایماندار

(ج) ولی اللہ (د) جھوٹا

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

3 سورۃ الاحقاف کی آیت نمبر 5 سے معلوم ہوا کہ جو لوگ بزرگوں کو غائبانہ طور پر پکارتے ہیں اور انھیں کہتے ہیں کہ یا حضرت! آپ دعا فرمادیں کہ حق تعالیٰ ہماری حاجت پوری کر دے، یہ بھی............ ہے۔

(ا) سنت　　(ب) بدعت　　(ج) شرک　　(د) منافقت

4 اللہ کے بعد سب سے معزز ہستیاں............ کی ہوتی ہیں لیکن اللہ نے انھیں بھی عالم الغیب والشہادۃ نہیں بنایا۔

(ا) فرشتوں　　(ب) جنّوں

(ج) انبیاء کرام　　(د) ان میں سے کوئی بھی نہیں

5 انبیاء کو وحی کے ذریعے سے حاصل ہونے والا علم بھی............ علم ہے۔

(ا) کلی　　(ب) مفصل

(ج) مجمل　　(د) ان میں سے کوئی بھی نہیں

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

شرک فی التصرف کی تردید

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝﴾

''آپ فرما دیں، کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے۔ اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کسی کو پناہ نہیں مل سکتی۔ اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ! (جواباً) وہ اللہ ہی کو بتائیں گے۔ آپ فرما دیں پھر کہاں سے دیوانے بنے جاتے ہو؟'' [1]

یعنی جس مشرک سے پوچھا جائے کہ ایسی شان کس کی ہے جس کے اختیار و تصرف میں ہر چیز ہے، (وہ) جو چاہے کرے، اس کا ہاتھ پکڑنے والا کوئی نہ ہو اور کوئی اس کی بات ٹال نہ سکے۔ تو وہ کہے گا: اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ تو پھر دوسروں سے مرادیں مانگنا پاگل پن ہوا۔

معلوم ہوا کہ عہد رسالت میں بھی لوگ اس بات کے قائل تھے کہ اللہ کے برابر اور مقابلے کا کوئی نہیں، مگر بتوں کو اپنا وکیل سمجھ کر پوجتے تھے اور ان سے مرادیں مانگتے تھے، اسی وجہ سے مشرک ہوئے۔ آج بھی اگر کوئی اس عالم میں کسی مخلوق کے تصرف کا قائل ہو اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کی عبادت کرے تو مشرک ہو جائے گا، گو اس کو اللہ تعالیٰ کے برابر نہ سمجھتا ہو اور اس کے مقابلے کی طاقت اس میں نہ جانتا ہو۔

نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ ہے: ارشاد الٰہی ہے:

﴿قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ڏ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝﴾

---

[1] المؤمنون 23:88، 89۔

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

"(اے محمد! ﷺ) آپ فرما دیں کہ میں تمھارے لیے نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ آپ (ﷺ) فرما دیں (اگر اللہ پکڑنے پہ آئے تو) مجھے اللہ سے ہرگز کوئی نہیں بچا سکتا اور میں اس کے سوا کہیں بچاؤ نہیں پاتا؟" [1]

یعنی میں تمھارے نفع ونقصان پر اختیار نہیں رکھتا۔ میرے امتی ہونے کی وجہ سے تم لوگ مغرور ہو کر یہ خیال کر کے حد سے نہ بڑھنا کہ ہمارا پایہ مضبوط ہے، ہمارا وکیل زبردست اور ہمارا شفیع بڑا محبوب ہے، ہم جو چاہیں کریں، وہ ہمیں اللہ کے عذاب سے بچا لے گا۔ کیونکہ میں تو خود ڈرتا ہوں اور اللہ کے سوا کہیں پناہ گاہ نہیں دیکھتا، دوسروں کو کیا بچا سکوں گا..... معلوم ہوا کہ جو عوام پیروں پر بھروسہ کر کے اللہ کو بھول جاتے ہیں اور حکم عدولی کرتے ہیں، واقعتاً گمراہ ہیں۔ کیونکہ جب نبی اکرم ﷺ دن رات اللہ سے ڈرتے تھے اور اس کی رحمت کے سوا کہیں اپنا بچاؤ نہیں جانتے تھے تو کسی اور کا کیا کہنا؟

اللہ کے سوا کوئی رازق نہیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝﴾

"اور مشرک اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہیں جو آسمان وزمین سے روزی (پہنچانے) میں کچھ بھی دخل نہیں رکھتے اور نہ رکھ سکتے ہیں۔" [2]

یعنی مشرک ایسے لوگوں کی اللہ کی سی تعظیم کرتے ہیں جو قطعی بے بس ہیں۔ روزی پہنچانے میں ان کا کچھ بھی دخل نہیں۔ آسمان سے بارش برسا سکتے ہیں، نہ زمین سے کچھ اگا سکتے ہیں؛ انھیں کسی طرح کی بھی سکت نہیں۔

عوام میں جو یہ بات مشہور ہے کہ بزرگوں کو عالم میں تصرف کی قدرت تو ہے، مگر تقدیر الٰہی پر شاکر رہتے ہیں، ادب سے دم نہیں مارتے، ورنہ اگر چاہیں تو کائنات کو زیروزبر کر دیں (نامعلوم کہاں سے لی گئی ہے؟ کتاب و سنت کی رو سے...... یہ بات......) قطعی غلط ہے۔ کائنات میں نہ انھیں بالفعل دخل ہے نہ بالقوہ یعنی ان میں اس قسم کے تصرف کی صلاحیت وقدرت ہی (موجود) نہیں۔

صرف اللہ کو پکارو: ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظّٰلِمِينَ ۝﴾

"اور اللہ کو چھوڑ کر اس کو مت پکاریے جو آپ کو نہ نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو یقیناً

[1] الجن 72:21، 22. [2] النحل 16:73.

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

آپ ظالم بن جائیں گے۔"[1]

یعنی عزت و جلال والے اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے ایسے ناکارہ لوگوں کو پکارنا، جو نہ نفع کے مالک ہیں اور نہ نقصان کے، سراسر ظلم ہے۔ کیونکہ سب سے بڑی ہستی کا مقام محض ناکارہ لوگوں کو دیا جا رہا ہے۔

مزید ارشادِ الٰہی ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝﴾

"آپ فرما دیجیے کہ انھیں پکار کر دیکھو تو سہی، جن کو تم نے اللہ کے سوا معبود خیال کر رکھا ہے، وہ تو آسمانوں میں اور زمین میں ذرہ برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔ نہ ان میں ان کی کوئی شرکت ہے اور نہ ان میں کوئی اللہ کا مددگار ہے۔ اور اس کے ہاں کسی کی سفارش کام نہیں آئے گی، مگر جس کے لیے وہ اجازت دے۔ یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں: تمھارے رب نے کیا فرمایا؟ اور جواب دیتے ہیں کہ حق ہی فرمایا ہے، وہی سب سے بلند اور بڑا ہے۔"[2]

اذنِ الٰہی کے بغیر شفاعت نہیں: یعنی آڑے وقت کسی سے مراد مانگنا اور جس سے مراد مانگی ہے، اس کا مراد کو بر لانا کئی طرح ہے۔ (یعنی) جس سے مراد مانگی جائے:

(ا) وہ خود مالک ہو۔ (ب) یا مالک کا ساجھی ہو۔

(ج) یا اس کا مالک پر دباؤ ہو، جیسے بادشاہ دیگر امراء کا کہنا مان لیتا ہے کیونکہ وہ ارکینِ سلطنت ہیں اور ان کے ناراض ہونے سے حکومت کا نظم و نسق بگڑتا ہے۔

(د) یا وہ مالک سے سفارش کرتا ہے تو مالک کو اس کی سفارش ماننی ہی پڑتی ہے، خواہ دل سے مانے یا نہ مانے، مثلاً: شہزادیوں سے یا بیگمات سے بادشاہ کو محبت ہوتی ہے اور ان کی محبت کی وجہ سے ان کی سفارش رد نہیں کی جاتی۔

اب غور کرو کہ مشرک اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن بزرگوں کو پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں، نہ تو وہ کائنات میں مچھر کے ایک پر کے مالک ہیں، نہ ان کا رتی بھر ساجھا ہے، نہ سلطنتِ الٰہی کے رکن ہیں؛ نہ اللہ تعالیٰ کے معین و مددگار

[1] یونس 10:106. [2] سبا 34:22،23.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ ان سے دب کر اللہ تعالیٰ ان کی بات مان لے۔ اور نہ (وہ) اللہ کی اجازت کے بغیر سفارش کے لیے لب ہلا سکتے ہیں کہ خواہ مخواہ اس سے کچھ دلا دیں۔ بلکہ بارگاہ الٰہی میں ان کا یہ حال ہے کہ اس کے حکم کے آگے سب کے ہوش اڑ جاتے ہیں اور (وہ) بدحواس و مرعوب ہو جاتے ہیں۔ احترام و دہشت کی وجہ سے دوسری دفعہ پوچھنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی، بلکہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ رب نے کیا کہا۔ اور تحقیق کے بعد آمَنَّا وَ صَدَّقْنَا (ہم ایمان لائے اور تصدیق کی) ہی کہنا پڑتا ہے، چہ جائیکہ بات پلٹائی جائے یا کوئی وکالت وحمایت کی جرأت کرے۔

شفاعت کے معنی اور اقسام: یہاں ایک بات انتہائی اہم اور اس لائق ہے کہ اسے یاد رکھا جائے اور وہ یہ کہ عوام، انبیاء اور اولیاء کی شفاعت پر نہایت نازاں ہیں اور شفاعت کا غلط معنی سمجھ کر اللہ کو بھول گئے ہیں۔ درحقیقت شفاعت کے معنی سفارش کے ہیں اور دنیا میں سفارش کی کئی صورتیں ہیں، مثلاً:

''شفاعتِ وجاہت'': ''ممکن نہیں (کہ) بادشاہ کی نگاہ میں چور کی چوری ثابت ہو جائے اور کوئی امیر یا وزیر اس کی سفارش کر کے اسے سزا سے بچا لے۔ بادشاہ تو چور کو سزا ہی دینا چاہتا تھا، جیسا کہ آئینِ حکومت ہے، مگر امیر سے دب کر اسے چھوڑ دیتا ہے۔ کیونکہ امیر رکن سلطنت ہے اور اس کی وجہ سے سلطنت میں دن رات ترقی ہو رہی ہے۔ بادشاہ یہ خیال کر کے' کہ اس امیر کو ناراض نہیں کرنا چاہیے، ورنہ حکومت کے نظم و نسق میں گڑ بڑ پیدا ہو جائے گی لہٰذا غصے کو پی جانا ہی مناسب ہے، چور کو معاف فرما دیتا ہے۔ اس قسم کی سفارش کو ''شفاعتِ وجاہت'' کہا جاتا ہے، یعنی امیر کی جاہ وعزت کی وجہ سے اس کی بات مانی گئی۔

اللہ عزوجل کے حضور شفاعتِ وجاہت قطعی طور پر ناممکن ہے۔ جو شخص کسی غیر اللہ کو اس قسم کا شفیع مان لے، وہ قطعی مشرک اور بڑا جاہل ہے۔ اس نے الٰہ کے معنی نہیں سمجھے اور شہنشاہ کی قدر و منزلت نہیں پہچانی۔ اس شہنشاہ (باری تعالیٰ) کی تو یہ شان ہے کہ اگر چاہے تو لفظ 'کن' سے کروڑوں نبی، ولی، جن اور فرشتے، جبریل علیہ السلام اور محمد ﷺ کے برابر ایک آن میں پیدا کر دے اور ایک دم میں عرش سے فرش تک ساری کائنات کو زیر و زبر کر دے اور دوسرا عالم پیدا کر دے۔ اس کے تو محض ارادے سے ہر چیز پیدا ہو جاتی ہے، اسے مادے کی اور سامان کی حاجت ہی نہیں۔ اگر آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے تمام انسان اور جن، جبریل و پیغمبر جیسے ہو جائیں، تو ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی سلطنت میں کچھ بھی رونق نہیں بڑھے گی۔ اور اگر سب شیطان و دجال بن جائیں تو اس کی حکومت کی کچھ بھی رونق نہیں گھٹے گی، وہ ہر حال میں تمام بڑوں کا بڑا اور تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ کوئی اس کا کچھ بگاڑ سکتا ہے نہ سنوار سکتا ہے۔

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

''شفاعتِ محبت''،ممکن نہیں: سفارش کی دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شہزادہ، بیگم یا بادشاہ کا محبوب کھڑا ہو جائے اور چور کو سزا نہ دینے دے۔ بادشاہ اس کی محبت کی وجہ سے اسے ناراض نہ کرنا چاہے اور چور کو معاف فرما دے، اس قسم کی سفارش کو ''شفاعتِ محبت'' کہا جاتا ہے۔ گویا بادشاہ نے اس کی محبت سے مجبور ہو کر، اس خیال سے کہ محبوب کی ناراضی سے خود مجھے تکلیف پہنچے گی، محبوب کی بات مان لی۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ بات بھی ناممکن ہے۔ اگر کوئی کسی نبی یا ولی کو اس قسم کا شفیع سمجھے، وہ بھی پکا مشرک اور نرا جاہل ہے۔ وہ شہنشاہ اپنے بندوں کو چاہے کتنا ہی نوازے۔ کسی کو حبیب، کسی کو خلیل، کسی کو کلیم، کسی کو روح اللہ اور کسی کو وجیہ کا خطاب عطا فرمائے اسی طرح کسی کو رسول کریم، مکین، روح القدس اور روح الامین کے معزز القابات سے نوازے۔ مگر مالک، مالک ہی ہے اور غلام، غلام ہی ہے۔ ہر ایک کا اپنا مقام ہے، جس سے آگے وہ نہیں بڑھ سکتا۔ غلام جس طرح اس کی رحمت سے متاثر ہو کر مسرت سے جھومتا ہے، اسی طرح اس کی ہیبت سے اس کا پتا بھی پانی ہو جاتا ہے۔

''شفاعت بالاذن''، ممکن ہے: سفارش کی تیسری صورت یہ ہے کہ چور کی چوری تو ثابت ہو گئی، مگر وہ پیشہ ور چور نہیں ہے۔ بدقسمتی سے اس سے چوری سرزد ہو گئی، شرم کے مارے پانی پانی ہے، ندامت سے سر جھکا ہوا ہے، دن رات سزا کا خوف اسے کھا رہا ہے۔ آئین کی حرمت کو سر آنکھوں پر رکھتا ہے اور خود کو سیاہ کار، گنہگار اور سزا کا مستحق سمجھ رہا ہے۔ بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر یا وزیر کا رخ نہیں کرتا اور اس کے مقابلے میں کسی کی حمایت کا قائل نہیں، شب و روز بادشاہ ہی کا منہ تک رہا ہے کہ سرکار عالی کے یہاں سے اس خطا کار، گنہگار کے لیے کیا سزا تجویز ہوتی ہے۔ بادشاہ کو اس حالت زار پر ترس آ جاتا ہے، وہ اس سے درگزر کرنا چاہتا ہے، مگر حرمت آئین کا لحاظ بھی رکھنا چاہتا ہے کہ کہیں قانون کا احترام لوگوں کی نگاہ سے گر نہ جائے۔ اب کوئی امیر یا وزیر بادشاہ کا اشارہ پا کر سفارش کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے، بادشاہ اس امیر کی عزت افزائی کے لیے بظاہر اس کی سفارش کا نام کر کے چور کا قصور معاف فرما دیتا ہے۔ امیر نے چور کی اس لیے سفارش نہیں کی کہ وہ اس کا رشتہ دار یا دوست و آشنا ہے، یا اس کی حمایت کا اس نے ذمہ لے لیا تھا، بلکہ محض بادشاہ کی مرضی دیکھ کر سفارش کے لیے کھڑا ہوا ہے۔ کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے، نہ کہ چوروں کا حمایتی۔ کیونکہ چور کا حمایتی بھی چور ہوتا ہے۔ اس قسم کی سفارش کو شفاعت بالاذن (اجازت و مرضی سے سفارش) کہا جاتا ہے۔ دربار الٰہی میں اس قسم کی سفارش ہو گی۔ قرآن پاک میں جس' کسی فرشتے' نبی یا ولی (وغیرہ) کی شفاعت کا بیان ہے، وہ یہی شفاعت ہے۔

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

صراط مستقیم: ہر انسان کا فرض ہے کہ اللہ ہی کو پکارے، اسی سے ہر وقت ڈرتا رہے، اسی سے گناہوں کی معافی مانگتا رہے، اسی کے آگے گناہوں کا معترف رہے، اسی کو اپنا مالک اور حمایتی سمجھے۔ اللہ کے سوا اپنا کوئی ٹھکانا نہ جانے اور کبھی کسی کی حمایت پر اعتماد نہ کرے، کیونکہ ہمارا رب بڑا معاف کرنے والا اور انتہائی مہربان ہے۔ وہ اپنے فضل و کرم سے سب بگڑے کام بنا دے گا، اپنی مہربانی سے سارے گناہ معاف فرما دے گا اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے تمھارا شفیع بنا دے گا۔ جس طرح تم اپنی ہر حاجت اسی کے سپرد کرتے ہو، اپنی یہ حاجت بھی اسی کے سپرد کر دو وہ جسے چاہے تمھارا شفیع بنا کر کھڑا کر دے گا۔ کسی اور کی حمایت پر کبھی بھروسہ نہ کرو، اسی کو اپنی حمایت کے لیے پکارو۔ حقیقی مالک کو کبھی نہ بھولو، اس کے احکام شرعیہ کی قدر کرو اور ان کے آگے رسم و رواج کو ٹھکرا دو۔ احکام شرعیہ کو چھوڑ کر رسم و رواج کی پابندی کرنا بہت بڑا جرم ہے، سارے نبی اور ولی اس سے متنفر ہیں۔ وہ ہرگز ہرگز ایسے لوگوں کے سفارشی نہیں بنتے جو رسم و رواج کو نہ چھوڑیں اور احکام شرعیہ کو پامال کریں، بلکہ الٹا ان کے دشمن ہو جاتے ہیں اور ان سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کی بزرگی اسی بات پر موقوف و منحصر تھی کہ وہ اللہ کی پسند و پاسداری کو سب پر مقدم رکھتے تھے، بیوی بچوں کو، مریدوں اور شاگردوں کو، نوکر چاکر کو اور یار دوستوں کو اللہ کے لیے چھوڑ دیتے تھے اور جب یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کام کرتے تھے، تو وہ ان کے دشمن بن جاتے تھے۔

بھلا غیر اللہ کو پکارنے والوں میں کیا خوبی ہے کہ بڑے بڑے لوگ ان کے حمایتی بن کر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ سے جھگڑیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا، بلکہ وہ تو ان کے دشمن ہیں۔ اللہ ہی کے لیے محبت اور اللہ ہی کے لیے دشمنی ان کی شان ہے۔ اگر کسی کے بارے میں اللہ کی مشیت یہی ہے کہ وہ جہنم کا ایندھن بنا رہے، تو یہ اس کو دو چار اور دھکے دے کر جہنم میں گرانے کو تیار ہیں۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہیں، جدھر اس کی رضا ہوگی ادھر ہی جھکیں گے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَا غُلَامُ! إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، وَإِنِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ»

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

''اے بچے! میں تجھے چند باتیں سکھاتا ہوں: اللہ کو یاد رکھ، اللہ تجھے یاد رکھے گا۔ اللہ کو یاد رکھ، تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب تو سوال کرے تو اللہ ہی سے کر، اور جب مدد مانگے تو اللہ ہی سے مدد مانگ۔ یقین مان کہ اگر امت کے سارے لوگ تجھے کچھ نفع پہنچانے پر اتفاق کر لیں، تو وہی نفع پہنچائیں گے، جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ اور اگر سب مل کر نقصان پہنچانے پر اتفاق کر لیں، تو وہی نقصان پہنچا سکیں گے، جو تجھ پر اللہ نے لکھ رکھا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے اور کتابیں خشک ہو گئیں (اب تقدیر نہیں بدل سکتی)۔''[1]

یعنی اللہ تعالیٰ شہنشاہِ حقیقی ہے۔ زمینی بادشاہوں کی طرح مغرور نہیں کہ کوئی کتنا ہی مغز مارے، مگر اس کی طرف توجہ ہی نہ کرے۔ اسی لیے رعایا بادشاہوں سے براہ راست سوال نہیں کرتی، بلکہ امیروں' وزیروں کا وسیلہ پکڑتی ہے' تاکہ انھی کی خاطر درخواست منظور ہو جائے۔ مگر اللہ کی یہ شان نہیں، وہ تو انتہائی لطف و کرم والا بڑا ہی مہربان ہے۔ اس تک پہنچنے میں کسی کی وکالت کی ضرورت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا خیال آئے، وہ تو فرداً فرداً ہر ایک کا خیال رکھتا ہے۔ سب کو یاد رکھتا ہے، خواہ کوئی سفارش کرے یا نہ کرے۔ وہ پاک اور بلند و برتر ہے' اس کا دربار دنیا کے بادشاہوں جیسا نہیں کہ رعایا کی وہاں تک رسائی نہ ہو سکے' امراء ہی رعایا پر حکم چلائیں اور رعایا کو ان کے احکام ماننے ہی پڑیں۔ بلکہ یہ اللہ کا دربار ہے جو اپنے بندوں سے قریب تر ہے۔ معمولی سے معمولی انسان بھی اس کی طرف دل سے متوجہ ہو، تو وہ اسے اپنے سامنے پائے گا۔ اس کی اپنی غفلت کے سوا کوئی رکاوٹ نہیں۔

اللہ سب سے نزدیک ہے: اگر کوئی اس سے دور ہے تو محض اپنی غفلت کی وجہ سے دور ہے، ورنہ مالک سب سے نزدیک ہے۔ پھر جو شخص کسی نبی یا ولی کو اس لیے پکارتا ہے کہ وہ اسے اللہ کے قریب کر دے، اسے معلوم ہونا چاہیے کہ نبی ولی تو پھر بھی اس سے دور ہیں' جبکہ اللہ تعالیٰ اس سے بہت قریب ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھو کہ ایک غلام بادشاہ کے پاس تنہا ہے۔ بادشاہ اس کی درخواست سننے کے لیے ہمہ تن متوجہ ہے، لیکن وہ کسی امیر کو آواز دے کر پکارتا ہے کہ جناب بادشاہ کے حضور میری عرض داشت پیش فرما دیں۔ تمھارا اس غلام کی بابت کیا خیال ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ غلام یا تو اندھا ہے یا دیوانہ!

فرمایا، ہر شخص اللہ ہی سے مانگے اور آڑے وقت اسی سے مدد چاہے۔ اور یہ بات یقین سے سمجھ لے کہ تقدیر کا لکھا ہرگز نہیں مٹ سکتا۔ اگر ساری دنیا مل کر کسی کو نفع یا نقصان پہنچائے، تو تحریر تقدیر سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔

[1] جامع الترمذي، صفة القيامة، حديث: 2516، وقال: «هذا حديث حسن صحيح».

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ تقدیر کو بدلنے کی کسی میں طاقت نہیں۔ جس کے مقدر میں اولاد نہیں اسے کون اولاد دے۔ اور جس کے مقدر میں عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا، کون ہے جو اس کی مدت حیات میں اضافہ کر دے۔ پھر یہ کہنا کہ اللہ نے اپنے ولیوں کو تقدیر بدل دینے کی طاقت بخشی ہے، غلط ہے۔

بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ کبھی اپنے ہر بندے کی دعا قبول فرماتا ہے اور انبیاء، اولیاء کی اکثر دعائیں قبول فرما لیتا ہے۔ دعا کی توفیق بھی وہی دیتا ہے اور قبول بھی وہی فرماتا ہے۔ دعا کرنا، اس کے بعد مراد بر آنا، دونوں باتیں تقدیر میں لکھی ہوئی ہیں۔ دنیا کا کوئی کام تقدیر سے باہر نہیں، کسی میں کوئی کام کرنے کی طاقت نہیں، خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، نبی ہو یا ولی، ہاں اللہ سے دعا مانگے، بس اسے اتنی ہی طاقت ہے۔ اس کے بعد مالک و مختار کو اختیار ہے، چاہے ازراہ مہربانی قبول فرما لے اور چاہے تو ازراہ حکمت قبول نہ فرمائے۔

صرف اللہ پر بھروسا کرو: سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ مِنْ قَلْبِ ابْنِ آدَمَ، بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةً، فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبُهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا، لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِأَيِّ وَادٍ أَهْلَكَهُ، وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ التَّشَعُّبَ»

”انسانی دل کے لیے ہر میدان میں ایک راہ ہے، پھر جس کا دل تمام راہوں کے پیچھے لگ گیا تو اللہ پاک اس کی پروا نہیں کرے گا کہ اسے کس میدان میں تباہ کرے اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ پاک اسے تمام راہوں سے کافی ہو جائے گا۔“ [1]

یعنی جب انسان کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے، یا اسے کسی چیز کی طلب ہوتی ہے تو اس کے خیالات چاروں طرف دوڑتے ہیں کہ فلاں نبی، امام، پیر، شہید یا پری کو پکارا جائے۔ یا فلاں نجومی، رمال، کاہن یا جھاڑ سے پوچھا جائے۔ یا فلاں مولوی سے فال کھلوائی جائے۔ پھر جو کوئی ہر خیال کے پیچھے دوڑتا ہے، اللہ پاک اس سے اپنی قبولیت والی نگاہ پھیر لیتا ہے۔ اس کو اپنے مخلص بندوں میں شمار نہیں فرماتا، اس کے ہاتھ سے اللہ کی تربیت و ہدایت کی راہ جاتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ان خیالات کے پیچھے دوڑتا ہوا تباہ ہو جاتا ہے۔ کوئی دہریہ بن جاتا ہے، کوئی ملحد، کوئی مشرک اور کوئی سب سے منکر ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص اللہ ہی پر بھروسہ رکھتا ہے، کسی خیال کے پیچھے نہیں دوڑتا، وہ اللہ عزوجل کا مقبول بندہ ہے۔ اس پر ہدایت کی راہیں کھل جاتی ہیں اور اس کے قلب کو ایسا چین و آرام میسر

[1] سنن ابن ماجہ، الزھد، باب التوکل والیقین، حدیث: 4166.

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

آ جاتا ہے کہ مختلف خیالات کے پیچھے دوڑنے والوں کو وہ چین ہرگز نصیب نہیں ہوتا۔ تقدیر کا لکھا تو پورا ہوتا ہی ہے، مگر خیالات کے پیچھے لپکنے والا خواہ مخواہ پیچ و تاب کھاتا رہتا ہے۔ اور توکل والے کو آرام مل جاتا ہے۔

سیدنا ثابت البنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ حَتَّى يَسْأَلَهُ الْمِلْحَ وَحَتَّى يَسْأَلَهُ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ»

”تم میں سے ہر ایک مسلمان کو اپنے رب سے اپنی (ساری) ضرورتیں مانگنی چاہئیں۔ یہاں تک کہ نمک بھی اسی سے مانگے اور جوتے کا تسمہ جب ٹوٹ جائے، وہ بھی اسی سے مانگے۔“ [1]

یعنی اللہ پاک کو دنیوی بادشاہوں کی طرح نہ سمجھو کہ بڑے کام تو خود کرتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے کام نوکروں سے کرواتے ہیں، اسی لیے لوگوں کو چھوٹے چھوٹے کاموں میں نوکروں سے التجا کرنی پڑتی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کارخانہ ایسا نہیں ہے، وہ قادر مطلق تو پلک جھپکنے میں بے شمار چھوٹے بڑے کام ٹھیک فرما دیتا ہے۔ اس کی سلطنت میں کوئی شریک اور ساجھی نہیں، اس لیے چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی براہ راست اس سے مانگو۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی دوسرا چھوٹی چیز دے سکتا ہے نہ بڑی۔

قرابت کام نہیں دے سکتی: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت کریمہ ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ [2] نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَابَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ، يَابَنِي مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ، يَابَنِي عَبْدِ شَمْسٍ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ، يَابَنِي عَبْدِمَنَافٍ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ، يَابَنِي هَاشِمٍ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ، يَابَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ، يَافَاطِمَةُ! أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا»

”اے کعب بن لؤی کی اولاد! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ، اے مرہ بن کعب کی اولاد! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ، اے عبد شمس کی اولاد! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ، اے عبد مناف کی اولاد! اپنی جانوں کو آگ

---

[1] جامع الترمذي، الدعوات، باب: «ليسأل أحدكم ربه» حديث: 3604. [2] الشعرآء 26:214.

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

سے بچاؤ، اے ہاشم کی اولاد! اپنے نفسوں کو آگ سے بچاؤ، اے عبدالمطلب کی اولاد! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ، اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا!) اپنی جان کو آگ سے بچا لے، یقیناً میں اللہ کے عذاب سے تمھارے کچھ کام نہیں آسکوں گا سوائے اس بات کے کہ تمھارے ساتھ رشتہ داری ہے جسے اس کی تری کے ساتھ تر رکھوں گا (اس دنیا میں رشتہ داری کا حق نبھاتا رہوں گا مگر آخرت میں کام نہیں آؤں گا۔)''[1]

یعنی جو لوگ کسی بزرگ کے رشتہ دار ہوتے ہیں، انھیں بزرگوں کی حمایت کا بھروسہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ مغرور ہو کر نڈر ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے اللہ پاک نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اپنے رشتہ داروں کو ہوشیار کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک کو، یہاں تک کہ اپنی لاڈلی صاحبزادی کو بھی صاف صاف بتا دیا کہ حق قرابت اسی چیز میں ممکن ہے جو انسان کے اختیار میں ہے۔ میرے اختیار میں میرا مال ہے، اس کے دینے میں بخل سے کام نہیں لیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے، وہاں کسی کی بھی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا بھی وکیل نہیں بن سکتا۔ ہر شخص قیامت کے لیے اپنی تیاری کر لے اور دوزخ سے بچنے کی آج ہی فکر کر لے۔ معلوم ہوا کہ کسی بزرگ کی رشتے داری اللہ تعالیٰ کے ہاں کام آنے والی نہیں۔ جب تک انسان خود نیک عمل نہ کرے، بیڑا پار ہونا مشکل ہے۔

1. صحیح البخاري، التفسیر، حدیث: 4771، و صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 204، واللفظ له.

التبیان OPEN UNIVERSITY Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

مشقی سوالات وتمرینات

1 کیا نبی ﷺ بھی نفع ونقصان کا اختیار رکھتے تھے؟ اگر نہیں تو کسی ایک آیت مبارکہ سے انکار ثابت کریں۔

2 حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ المعروف داتا گنج بخش بھی دربار پر آئے لوگوں کو رزق دیتے ہیں۔ اگر آپ اس بات سے متفق نہیں تو ایک ایسی آیت مبارکہ کا ترجمہ مع متن لکھیں جس میں اللہ کے علاوہ کسی کے رازق ہونے کی نفی ہو؟

3 کیا یاعبدالقادر شیئاً للہ...... پکارنا درست ہے؟ اگر نہیں تو اس کی تردید میں ایک آیت مبارکہ اور اس کا ترجمہ لکھیں۔

4 کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بادشاہ سے ملنا ہو تو پہلے وزیر سے ملو، افسر سے ملنا ہو تو پہلے چپڑاسی (peon) سے ملو (یعنی وسیلہ پکڑنا بہت ضروری ہے) ولی یا نبی کو درمیان میں لاؤ تب اللہ ملے گا۔ کیا یہ بات درست ہے؟ اگر نہیں تو مختصراً بتائیں کہ کیوں درست نہیں؟

5 اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی ولی یا نبی سے رشتہ داری کام دے سکتی ہے یا نہیں؟ حدیث مبارکہ کی رو سے دلیل دیں۔

6 جس عقیدے سے اللہ کو پکارا جائے اس عقیدے سے اس کی مخلوق کو پکارنا جائز ہے؟

7 شافع اور مشفوع کا کیا مطلب ہے؟

8 مسند احمد کی ایک حدیث میں بیان کی گئی دعا کی مختلف صورتیں ذکر کریں۔

کثیرالانتخابی خالی جگہ

دیے گئے چار انتخابات میں سے درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

1 نبی ﷺ بھی .... کی مرضی کے بغیر کسی کی شفاعت نہ کرسکیں گے۔

(ا) رشتہ داروں (ب) صحابہ کرام (ج) اللہ رب العزت (د) دوستوں

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

2 درحقیقت شفاعت کے معنی .... کے ہیں۔

(ا) نجات (ب) بخشش (ج) اُمت (د) سفارش

3 احکام شرعیہ کو چھوڑ کر .... کی پابندی کرنا بہت بڑا جرم ہے، سارے نبی اور ولی اس سے متنفر ہیں۔

(ا) نماز (ب) زکوۃ

(ج) رسم و رواج (د) ان میں سے کوئی بھی نہیں

4 "اے .... اپنی جان کو آگ سے بچالے، یقیناً میں اللہ کے عذاب سے تمھارے کچھ کام نہیں آسکوں گا"۔

(ا) فرشتے (ب) ابراہیم علیہ السلام

(ج) زینب رضی اللہ عنہا (د) فاطمہ رضی اللہ عنہا

5 محض کسی بزرگ سے نسبت اللہ تعالیٰ کے ہاں .... نہیں۔

(ا) ضائع ہونے والی (ب) فضول

(ج) کام آنے والی (د) ان میں سے کوئی بھی نہیں

التبیان OPEN UNIVERSITY Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

عبادات میں شرک کی حرمت

عبادت کی تعریف: عبادت ان کاموں کو کہا جاتا ہے جو حق تعالیٰ نے اپنی تعظیم کے واسطے مقرر فرما کر بندوں کو سکھائے ہیں۔ یہاں ہمیں یہ بتانا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنی تعظیم کے واسطے کون کون سے کام بتائے ہیں۔ تاکہ غیر اللہ کے لیے وہ کام نہ کیے جائیں اور شرک سے بچا جائے۔

عبادت صرف اللہ ہی کے لیے ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ○ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ○ ﴾

''اور بلاشبہ ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ (انھوں نے کہا کہ اے قوم)! میں تمھیں ایک کھلا ڈرانے والا ہوں، یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، میں تم پر ڈرتا ہوں ایک المناک دن کے عذاب سے۔'' [1]

یعنی مسلمانوں اور کافروں میں حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے سے جھگڑا چلا آ رہا ہے۔ اللہ کے مقبول بندے یہی کہتے آئے ہیں کہ اللہ کی سی تعظیم غیر اللہ کی نہ کرو۔ اور جو کام اس کی تعظیم کے لیے مقرر ہیں، کسی اور کے لیے نہ کرو۔

سجدہ صرف اللہ کے لیے ہے: ارشاد الٰہی ہے:

﴿ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ○ ﴾

''سورج کو اور چاند کو سجدہ نہ کرو اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انھیں پیدا کیا، اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔'' [2]

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسلام میں سجدہ خالق ہی کا حق ہے، لہٰذا کسی مخلوق کو سجدہ نہ کیا جائے، خواہ وہ چاند سورج ہوں یا نبی، ولی، جن یا فرشتے ہوں۔

---

[1] ھود 11:25-26. [2] حٰمٓ السجدۃ 41:37.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی کہے کہ پہلے دینوں میں مخلوق کو بھی سجدہ روا تھا، مثلاً فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا، اس لیے اگر ہم بھی کسی بزرگ کو تعظیمی سجدہ کریں تو کیا حرج ہے؟

یاد رکھو اس سے شرک ثابت ہوتا اور ایمان نکل جاتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں بہنوں سے نکاح کرنا جائز تھا، اسے دلیل سمجھ کر یہ لوگ اگر بہنوں سے نکاح کر لیں تو کیا حرج ہے؟ مگر سخت حرج ہے، کیونکہ بہنیں محرمات ابدیہ میں داخل ہیں، جو کسی صورت سے حلال نہیں۔

بات یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دینا چاہیے۔ اللہ کے فرمان کو بلا چون و چرا دل و جان سے مان لینا چاہیے، خواہ مخواہ کی حجت نہیں پیش کرنی چاہیے کہ پہلے لوگوں کے لیے تو حکم نہ تھا، ہم پر کیوں مقرر کیا گیا۔ ایسی باتوں سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

اس مضمون کو مثال سے سمجھو کہ ایک بادشاہ کے یہاں مدت تک ایک قانون پر عمل ہوتا رہا، پھر قانون بنانے والوں نے اسے منسوخ کر کے اس کی جگہ اور قانون بنا دیا، اب اس نئے قانون پر عمل ضروری ہے۔ اب اگر کوئی یہ کہنے لگے کہ ہم تو پہلے ہی قانون کو مانیں گے، نئے قانون کو نہیں مانتے، وہ باغی ہے اور باغی کی سزا جیل خانہ ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے باغیوں کے لیے جہنم ہے۔

غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ○ وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ○ قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ○﴾

"اور بے شک مسجدیں اللہ ہی کی ہیں، لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔ اور جب اللہ کا بندہ اسے پکارنے کے لیے کھڑا ہوا، تو قریب تھا کہ وہ بھیڑ کی بھیڑ بن کر اس پر جھک پڑیں۔ آپ فرما دیں میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔"[1]

یعنی جب کوئی اللہ کا بندہ اپنے پاک و صاف دل سے اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو یہ نادان سمجھتے ہیں کہ بڑا پہنچا ہوا ہے۔ غوث و قطب ہے، جس کو چاہے دے دے اور جس سے جو چاہے چھین لے۔ اس لیے ٹھٹھ کے ٹھٹھ اس کے پاس اس امید پر جمع ہو جاتے ہیں کہ بگڑی بنا دے گا۔ اب اس بندے کا فرض ہے کہ صحیح صحیح (یہ) بات بتا دے:

[1] الجن 72:18-20.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

”آڑے وقت اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا چاہیے، یہ حق کسی اور کا نہیں ہے۔ اللہ ہی سے نفع ونقصان کی امید رکھنی چاہیے، کیونکہ اس طرح کا معاملہ غیر اللہ سے کرنا شرک ہے، میں شرک اور شرک کرنے والے سے بیزار ہوں۔ اگر کوئی مجھ سے اس قسم کا معاملہ کرنا چاہے تو میں اس سے راضی نہیں، اور دینا لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ وہی دیتا اور وہی لیتا ہے، میرے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ وہی میرا اور تمھارا رب ہے، لہٰذا معبودان باطل کو چھوڑ کر اسی ایک وحدہ لاشریک کو پکارو جو اپنی وحدانیت' معبودیت' ربوبیت اور حاکمیت میں اکیلا ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ (ہاتھ باندھ کر) ادب سے کھڑا ہونا، پکارنا اور نام کا وظیفہ پڑھنا ان کاموں میں سے ہے، جن کو حق تعالیٰ نے اپنی تعظیم کے لیے مخصوص فرما دیا ہے۔ یہ معاملہ غیر اللہ سے کرنا شرک ہے۔

شعائر اللہ کی تعظیم کی جائے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ○ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْۤ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ○ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ○﴾

”آپ لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں، وہ آپ کے پاس پیدل اور دور دراز کی ہر گھاٹی سے پہنچنے والے دبلے اونٹوں پر (سوار ہو کر) چلے آئیں گے تاکہ اپنے فائدوں (کی جگہوں) میں حاضر ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے چوپایوں میں سے جو مویشی انھیں عطا فرمائے ہیں، ان پر (قربانی کے) مقررہ ایام میں اللہ کا نام لیں۔ اس میں سے کھاؤ بھی اور بدحال محتاجوں کو کھلاؤ بھی۔ پھر چاہیے کہ لوگ اپنا میل کچیل صاف کریں، نذروں کو پورا کریں اور قدیم گھر (بیت اللہ) کا طواف کریں۔“ (1)

یعنی حق تعالیٰ نے اپنی تعظیم کے لیے بعض جگہیں مقرر فرمائی ہیں، جیسے کعبہ، عرفات، مزدلفہ، منیٰ، صفا، مروہ، مقام ابراہیم، مسجد حرام، سارا مکہ معظمہ، بلکہ سارا حرم۔ لوگوں کو ان مقامات کی زیارت کا شوق دیا ہے کہ دنیا کے گوشے گوشے سے سمٹ کر، خواہ سوار ہو کر خواہ پیادہ، دور (دراز) سے بیت اللہ کی زیارت کے لیے آئیں۔ سفر کی مشقتیں اٹھا کر ایک خاص بے سلے لباس میں مخصوص ہیئت سے وہاں پہنچیں اور اللہ تعالیٰ کے نام کی قربانیاں کریں۔ اپنی منتیں پوری کریں، بیت اللہ کا طواف کریں اور دلوں میں مالک کی تعظیم کی جو امنگیں کروٹیں لے رہی ہیں، بیت اللہ آ کر انھیں پوری کریں۔ اس کی چوکھٹ کو چومیں، اس کے دروازے کے سامنے بلک بلک کر دعائیں مانگیں۔

(1) الحج 22: 27-29۔

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

پھر کوئی بیت اللہ کے ملتزم پر رو رو کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعائیں مانگ رہا ہے،کوئی وہاں اعتکاف میں بیٹھ کر رات دن ذکر الٰہی کر رہا ہے،کوئی ادب سے خاموش کھڑا اسے دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کر رہا ہے۔

یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی تعظیم واکرام کے لیے کیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے ان کاموں کی وجہ سے خوش ہوتا ہے اور انھیں دونوں جہانوں میں فائدہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس قسم کے کام غیر اللہ کی تعظیم کے لیے حرام وشرک ہیں۔ کسی قبر کی زیارت کے لیے، یا کسی تھان یا چلہ پر دور دراز سے سفر کی مشقتیں اٹھا کر آنا اور میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا، وہاں جا کر جانوروں کی قربانی کرنا، منتیں پوری کرنا، کسی گھر یا قبر کا طواف کرنا، اس کے آس پاس کے جنگل کا ادب کرنا، وہاں شکار نہ کرنا، وہاں کے درختوں کو نہ کاٹنا، گھاس کے تنکے توڑنا، نہ اکھاڑنا اور اسی قسم کے دیگر کام کرنا اور ان سے دو جہانوں کی بھلائیوں کی امید رکھنا، سب شرک ہے۔ ان سے بچنا چاہیے۔ کیونکہ شریعت نے جن مقامات کی تعظیم کرنے کا حکم دیا ہے، ان کے علاوہ اور جگہوں پر ایسا کرنا اور اپنی طرف سے ان کو دین میں داخل سمجھنا بدعت ہے۔ اطاعت و فرمانبرداری کا معاملہ اللہ ہی سے کرنا چاہیے، نہ کہ مخلوق سے۔

غیر اللہ کے نام کی چیز حرام ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾

”آپ فرما دیجیے کہ میں اس وحی میں، جو مجھ پر نازل کی گئی ہے، کوئی چیز جسے کھانے والا کھائے، حرام نہیں پاتا، سوائے اس چیز کے جو مردار ہے یا (ذبح کے وقت رگوں سے) بہنے والا خون ہے یا خنزیر کا گوشت ہے، کیونکہ یہ ناپاک ہے یا گناہ کی چیز ہے کہ اس کے ساتھ غیر اللہ کے لیے آواز بلند کی گئی ہے۔ اور اگر کوئی (بھوک کے ہاتھوں) مجبور ہو جائے، نافرمانی کرے نہ حد سے باہر نکلے تو تمھارا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے۔“ [1]

یعنی جس طرح سور، خون اور مردار حرام ہے، اسی طرح وہ جانور حرام ہے جو گناہ کی صورت میں ہو کہ وہ اللہ کے نام کا نہیں بلکہ کسی اور کے نام کا ہے۔ معلوم ہوا کہ جو جانور کسی مخلوق کے نام پر نامزد یا مقرر کر دیا جائے، وہ حرام و ناپاک ہے۔ مثلاً یہ کہہ دیا جائے کہ یہ سید احمد کبیر کی گائے ہے، یہ شیخ سدو کا بکرا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

اس آیت میں اس بات کا بیان نہیں کہ وہ جانور تب ہی حرام ہو گا جب ذبح کرتے وقت اس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے

[1] الأنعام 6:145.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

بلکہ محض نامزد کرنے سے ہی حرام ہو گیا۔ اگر کوئی جانور مرغی ہو یا بکری، اونٹ ہو یا گائے، کسی مخلوق کے نام کا کر دیا جائے، خواہ ولی کے نام کا ہو یا کسی نبی کے باپ دادا کے نام کا' پیر و شیخ کے نام کا ہو یا پری کے نام کا، وہ قطعی حرام و ناپاک ہے اور نام کا کرنے والا مشرک ہے۔

حکم صرف اللہ کے لیے ہے: اللہ رب العزت سیدنا یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انھوں نے جیل کے ساتھیوں سے فرمایا:

﴿يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ○ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ○﴾

''اے جیل کے ساتھیو! کیا مختلف اور جدا جدا رب بہتر ہیں یا ایک (ہی) اللہ، جو بڑا زبردست ہے؟ تم اسے چھوڑ کر محض ناموں کو پوجتے ہو، جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں، اللہ پاک نے ان ناموں کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ (پوری کائنات میں) حکم صرف اللہ ہی کا (چلتا) ہے، اس نے تمھیں حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو۔ یہی مضبوط دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' [1]

ایک غلام کے لیے کئی آقاؤں کا ہونا تکلیف دہ ہے۔ اگر اس کا ایک ہی آقا ہو، جو سب سے زبردست ہو، تو کیا ہی اچھا ہے! لہٰذا مالک ایک ہی ہے، جو انسان کی ساری مرادیں پوری کرتا اور اس کے بگڑے کام بنا دیتا ہے۔ اس کے سامنے فرضی اور جھوٹے مالکوں کی کوئی حیثیت نہیں، یہ قطعی بے بنیاد خیالات ہیں کہ بارش کرنا کسی کے اختیار میں ہے، غلبہ پیدا کرنا کسی اور کا کام ہے۔ کوئی اولاد دیتا ہے، کوئی تندرستی بخشتا ہے، پھر آپ ہی آپ ان کے نام مقرر کر لیے ہیں کہ فلاں کام کے مختار کا یہ نام ہے اور فلاں کے مختار کا یہ نام ہے اور خود ہی انھیں ان کاموں کے وقت پکارتے ہیں۔ رفتہ رفتہ ایک عرصہ کے بعد اسی طرح رسم پڑ جاتی ہے۔

من گھڑت نام شرک ہیں: حالانکہ اللہ کے سوا کون ہے جو تدبیر کائنات کرتا ہو؟ اور کون ہے جس کا یہ نام پایا جاتا ہو؟ اور اگر کسی کا یہ نام رکھ دیا گیا ہے تو اس کا اللہ تعالیٰ کی پسند اور رضا سے کوئی تعلق نہیں۔ سب کاموں کے مختار کا نام اللہ ہے۔ اور جس کا نام محمد یا علی ہے، اس کو کسی بات کا اختیار نہیں۔ اس قسم کے خیالات باندھنے کا اللہ پاک نے حکم نہیں دیا، اور اگر کسی مخلوق نے حکم دیا ہے تو مخلوق کا حکم ناقابل اعتبار ہے۔ اللہ پاک نے اس قسم کے خیالات قائم

[1] یوسف 12: 39، 40۔

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

کرنے سے روک دیا ہے۔ پھر اللہ کے سوا کون ہے، جس کے حکم اور فرمان کا ان باتوں میں اعتبار کیا جائے؟

خالص اور اصل دین یہی ہے کہ اللہ کے حکم پر چلا جائے اور اس کے آگے ہر حکم ٹھکرا دیا جائے۔ لیکن اکثر لوگ اس راہ سے بھٹک گئے اور اپنے پیروں، اماموں اور بزرگوں کی راہ کو اللہ کی راہ سے مقدم سمجھ بیٹھے۔

خود ساختہ رسمیں شرک ہیں: معلوم ہوا کہ کسی کی راہ و رسم نہ ماننا اور اللہ تعالیٰ ہی کا قانون ماننا ان چیزوں میں سے ہے جن کو اللہ پاک نے اپنی تعظیم کے لیے مقرر فرما دیا ہے۔ اب اگر کوئی یہی معاملہ کسی مخلوق سے کرے گا، تو پکا مشرک ہوگا۔ انسانوں تک احکام الٰہی کا پہنچنا رسولوں ہی کے واسطے سے ممکن ہے۔ اگر کوئی شخص کسی امام یا مجتہد' غوث یا قطب' مولوی یا ملا' پیر یا شیخ' باپ یا دادا' کسی بادشاہ یا وزیر اور پادری یا پنڈت کی بات کو یا ان کی رسموں کو احکام شرعیہ پر مقدم سمجھے اور قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے پیر و مشائخ اور اماموں کے اقوال کو پیش کرے، یا کسی پیغمبر کی بابت یہ عقیدہ رکھے کہ شریعت ان ہی کے احکام ہیں، وہ (وحی الٰہی کے بغیر) اپنی مرضی سے جو جی میں آتا تھا کہہ دیتے تھے اور اس کا ماننا امت پر فرض ہو جاتا تھا۔ ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے۔

چنانچہ عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ حقیقی حاکم صرف اللہ ہے اور نبی محض لوگوں کو اللہ کے احکام بتانے اور سمجھانے والا ہوتا ہے۔ لہٰذا قرآن و حدیث کے موافق بات کو مان لیا جائے اور جو بات قرآن و حدیث کے خلاف ہو، اسے چھوڑ دیا جائے۔

لوگوں کو تعظیماً سامنے کھڑا رکھنا ممنوع ہے: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ»

"جس کو اس بات سے مسرت ہو کہ لوگ اس کے سامنے تصویروں کی مانند کھڑے رہیں، تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔" [1]

یعنی جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ لوگ اس کے سامنے باادب ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے رہیں، نہ ہلیں جلیں، نہ ادھر ادھر دیکھیں اور نہ بولیں چالیں، بلکہ بت بنے کھڑے رہیں، وہ دوزخی ہے۔ کیونکہ وہ الوہیت کا دعویدار ہے کہ جو تعظیم اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے، وہی اپنے لیے چاہتا ہے۔ نماز میں نمازی ہاتھ باندھ کر چپ چاپ ادھر ادھر دیکھے بغیر کھڑے ہوتے ہیں، اور قیام اللہ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی کے سامنے ادب و تعظیم کی غرض سے کھڑا ہونا' ناجائز اور شرک ہے۔

---

[1] جامع الترمذي، الأدب، حديث: 2755، وقال: «هذا حديث حسن».

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

بتوں اور تھانوں کی پوجا شرک ہے: سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتّٰى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ»

''قیامت نہیں آئے گی، جب تک میری امت کے کچھ قبیلے مشرکوں میں نہ جا ملیں اور بت پرستی اختیار نہ کرلیں۔'' (1)

بت دو طرح کے ہوتے ہیں۔ کسی کے نام کی تصویر یا مورتی بنا کر اس کو پوجا جائے، اس کو عربی میں صنم کہا جاتا ہے۔ کسی جگہ، درخت، پتھر، لکڑی، کاغذ کو کسی کے نام کا مقرر کر کے پوجا جائے، اس کو وثن کہا جاتا ہے۔ چنانچہ قبر، چلہ، لحد، چھڑی، تعزیہ، علم، شدہ امام قاسم اور شیخ عبدالقادر کی مہندی، امام کا چبوترہ اور استاد و مشائخ کے بیٹھنے کی جگہیں، یہ سب وثن میں داخل ہیں۔ اسی طرح شہید کے نام کا طاق نشان اور توپ، جس پر بکرا چڑھایا جاتا ہے اور اسی طرح بعض مکانات بیماریوں کے نام سے مشہور ہیں یا بعض مقامات سیتلا، مسانی، بھوانی، کالی، کالکا اور براہی وغیرہ کی طرف منسوب ہیں۔ یہ سب وثن ہیں اور صنم اور وثن دونوں کی پرستش سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ قیامت کے قریب مسلمانوں کا شرک اسی قسم کا ہوگا۔ برخلاف دوسرے مشرکوں کے، جیسے ہندو یا عرب کے مشرک کہ اکثر مورتوں کو مانتے ہیں، یہ دونوں قسم کے لوگ مشرک ہیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں۔

ذبح لغیر اللہ لعنت کا باعث ہے: سیدنا ابوالطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْرَجَ صَحِيفَةً مَكْتُوبٌ فِيهَا: لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ».

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک کتاب نکالی، جس میں یہ حدیث لکھی تھی: ''جس نے جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا، اس پر اللہ کی لعنت ہے۔'' (2)

یعنی جو شخص اللہ کے سوا کسی مخلوق کے نام کا جانور ذبح کرے، وہ ملعون ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک کاپی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی حدیثیں لکھ رکھی تھیں، ان میں یہ حدیث بھی تھی۔ معلوم ہوا کہ جانور اللہ ہی کا نام لے کر ذبح کرنے سے حلال ہوتا ہے۔ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا شرک ہے، اور جانور بھی حرام ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وہ جانور بھی حرام ہوتا ہے، جو غیر اللہ کے لیے نامزد اور مشہور کر دیا جائے، خواہ اس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

(1) جامع الترمذي، الفتن، حديث: 2219، وقال: «هذا حديث حسن صحيح».
(2) صحيح مسلم، الأضاحي، حديث: 1978 (5126).

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

قرب قیامت کی علامتیں: امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے:

«لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى تُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ حِينَ أَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝﴾ أَنَّ ذٰلِكَ تَامٌّ، قَالَ: «إِنَّهُ سَيَكُونُ مِنْ ذٰلِكَ مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيحًا طَيِّبَةً، فَتَوَفّٰى كُلُّ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ، فَيَبْقٰى مَنْ لَا خَيْرَ فِيهِ فَيَرْجِعُونَ إِلٰى دِينِ آبَائِهِمْ»

"دن رات ختم نہ ہوں گے، حتی کہ لات وعزی کو (دوبارہ) پوجا جائے۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ! جب اللہ پاک نے یہ آیت اتاری تھی (اسی نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا، تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرکوں کو برا معلوم ہو) تو میرا گمان غالب یہی تھا کہ آخر تک دین یوں ہی (غالب) رہے گا۔ فرمایا: جب تک اللہ پاک کو منظور ہوگا، دین اسی حالت پر رہے گا۔ پھر اللہ پاک ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا، وہ ہر اس شخص کو فوت کر دے گی جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ پھر برے لوگ ہی رہ جائیں گے اور وہ اپنے باپ دادا کے دین (شرک) کی طرف لوٹ جائیں گے۔" [1]

یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سورہ براءت (توبہ) والی اس آیت سے یہ سمجھا کہ اسلام کا غلبہ قیامت تک رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ غلبہ اس وقت تک رہے گا، جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا۔ پھر اللہ پاک ایک پاکیزہ ہوا چلائے گا جس سے سب نیک لوگ، جن کے دلوں میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا، ختم ہو جائیں گے اور بے دین باقی رہ جائیں گے۔ نہ ان کے دلوں میں رسول کی عظمت ہوگی، نہ دین کا شوق ہوگا۔ اپنے باپ دادا کی رسموں پر لپکیں گے جو جاہل اور مشرک گزرے تھے۔ پھر جو مشرکوں کی راہ اختیار کرے گا، لامحالہ مشرک ہو جائے گا۔

معلوم ہوا کہ آخری زمانے میں پرانا شرک بھی پھیل جائے گا۔ آج مسلمانوں میں پرانا اور نیا ہر قسم کا شرک موجود ہے۔ آپ کی پیشین گوئی صادق آ رہی ہے، مثلاً: مسلمان نبی، ولی، امام، شہید وغیرہ کے ساتھ شرکیہ معاملات کر رہے ہیں۔ اسی طرح قدیم شرک بھی پھیل رہا ہے، کافروں کے بتوں کو مانتے ہیں اور ان کی رسموں پر چل رہے ہیں، مثلاً: پنڈت سے تقدیر کا حال پوچھنا، بری فال لینا، کسی گھڑی کو منحوس ماننا، سیتلا اور مسانی کو پوجنا، ہنومان، نونا چماری اور

[1] التوبة 9:33، صحيح مسلم، الفتن، حديث: 2907 (7299).

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

کلوا پیر کو پکارنا۔ ہولی، دیوالی، نوروز اور مہر جان کے تہواروں کو منانا، قمر در عقرب اور تحت الشعاع کو ماننا۔ یہ ساری رسمیں ہندوؤں اور مشرکوں کی ہیں، جو مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں شرک کا دروازہ اس طرح کھلے گا کہ وہ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر باپ دادا کی رسموں کے تابع ہو جائیں گے۔

تھان پوجا بدترین لوگوں کا کام ہے: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ لَا أَدْرِي: أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ، فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ، ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ، لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ، فَلَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتَّى تَقْبِضَهُ، قَالَ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ فِي خِفَّةِ الطَّيْرِ وَأَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُونَ مَعْرُوفًا وَلَا يُنْكِرُونَ مُنْكَرًا، فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ: أَلَا تَسْتَجِيبُونَ؟ فَيَقُولُونَ: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، وَهُمْ فِي ذٰلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ، حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ»

''میری امت میں دجال ظاہر ہوگا، اور چالیس (دن، مہینے یا سال تک) ٹھہرے گا، پھر اللہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شکل میں حضرت عیسیٰ کو مبعوث فرمائے گا۔ آپ اس کو تلاش کر کے مار ڈالیں گے۔ پھر سات سال تک لوگ ایسی (عمدہ اور آرام کی زندگی گزاریں گے کہ) دو آدمیوں کے درمیان کوئی عداوت و دشمنی نہیں ہوگی۔ پھر اللہ پاک شام کی جانب سے ٹھنڈی ہوا بھیجے گا، روئے زمین پر جس کے دل میں رائی بھر بھی خیر یا ایمان ہوگا، اس کو وہ فوت کر دے گی۔ یہاں تک کہ اگر تم میں سے کوئی شخص کسی پہاڑ کے اندر گھس جائے گا تو وہ ہوا اس کے پیچھے گھس کر اسے مار ڈالے گی۔'' سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے یہ بات بھی رسول اللہ ﷺ سے سنی: ''پھر پرندوں کی طرح بے عقل اور درندوں کی طرح پھاڑ کھانے والے برے لوگ رہ جائیں گے۔ نہ اچھی بات کو اچھا سمجھیں گے اور نہ بری بات کو برا۔ تب انسانی روپ میں ان کے پاس شیطان آ کر کہے گا، تم میری کیوں نہیں مانتے؟ یہ پوچھیں گے: آپ کا کیا ارشاد ہے۔ پس وہ انھیں بت پرستی کا حکم دے گا (کہ تھانوں کو پوجو) وہ انھی کاموں میں مگن ہوں گے انھیں رزق فراوانی سے مل رہا ہوگا اور

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

زندگی آرام سے گزر رہی ہوگی پھر صور پھونکا جائے گا۔''[1]

یعنی آخری زمانے میں ایمان دار ختم ہو جائیں گے اور بے ایمان اور بے وقوف رہ جائیں گے، جو دوسروں کا مال ہڑپ کر جائیں اور ذرا نہ شرمائیں گے۔ ان سے بھلائی برائی کی تمیز جاتی رہے گی۔ پھر شیطان بزرگ کی شکل میں آ کر انھیں سمجھائے گا کہ دیکھو بے دینی بڑی بری بات ہے، دیندار بنو۔ آخر اس کے کہنے سننے سے دین کا شوق پیدا ہوگا، مگر قرآن وحدیث پر نہیں چلیں گے۔ بلکہ اپنی عقل سے دینی باتیں تراشیں گے اور شرک میں گرفتار ہو جائیں گے۔ مگر اس حالت میں (مہلت وآزمائش کے طور پر) ان کی روزی میں اور فراخی ہوگی اور زندگی بڑے چین اور آرام سے گزر رہی ہوگی۔ وہ سمجھیں گے کہ ہماری راہ درست ہے، اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے، جبھی تو ہماری حالت سنور گئی ہے۔ آخر کار شرک میں اور ڈوبیں گے کہ جوں جوں رسموں کو مانتے ہیں ہماری مرادیں پوری ہوتی (چلی جاتی) ہیں۔

اس لیے مسلمان کو اللہ سے ڈرنا چاہیے اور سمجھ لینا چاہیے کہ وہ کبھی ڈھیل دے کر پکڑ لیتا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان شرک میں مبتلا ہوتا ہے اور غیر اللہ سے مرادیں مانگتا ہے، اللہ پاک اس پر حجت تمام کرنے کے لیے اس کی مرادیں برلاتا ہے۔ لیکن وہ یہ خیال کر بیٹھتا ہے کہ میں سچی راہ پر ہوں غیر اللہ کا ماننا صحیح ہے، ورنہ مرادیں پوری نہ ہوتیں۔ لہٰذا مسلمان بھائیو! مرادوں کے ملنے نہ ملنے پر بھروسہ مت کرو، اور محض اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا سچا دین (توحید) نہ چھوڑو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کتنا ہی ڈھیٹ بن جائے، کتنے ہی گناہوں میں ڈوب جائے، سرتاپا بے حیا بن جائے، پرایا مال ڈکار جانے میں عار نہ سمجھے، برائی اور بھلائی میں تمیز نہ کرے۔ مگر پھر بھی شرک کرنے سے اور غیر اللہ کو ماننے سے بہتر ہے، کیونکہ شیطان بعض دفعہ یہ گناہ چھڑا کر شرک کی باتیں سکھاتا ہے۔

بتوں کا طواف: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ أَلَيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ، حَوْلَ ذِي الْخَلَصَةِ»

''قیامت نہیں آئے گی، جب تک ذوالخلصہ (بت) کے اردگرد قبیلہ دوس کی عورتوں کے سرین نہیں ہلیں گے (جب تک وہ اس کا طواف نہیں کریں گی۔)''[2]

---

[1] صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2940 (7381).

[2] صحیح البخاري، الفتن، حدیث: 7116، و صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2906، واللفظ له.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

عرب (یمن) میں ایک قبیلہ تھا، جس کو دوس کہا جاتا تھا۔ جاہلیت میں "تبالہ" کے مقام پر ان کا ایک بت تھا جس کی وہ پوجا کرتے تھے۔ اس بت کا نام ذوالخلصہ تھا۔ عہد رسالت میں اس کو توڑ دیا گیا تھا، آپ نے پیشین گوئی کی کہ قیامت کے قریب لوگ اس بت کو پھر ماننے لگیں گے اور اسی قبیلہ دوس کی عورتیں دوبارہ اس کا طواف کریں گی۔ جس سے ان کے سرین ہلتے ہوئے نظر آئیں گے۔ معلوم ہوا کہ بیت اللہ کے علاوہ کسی اور گھر کا طواف کرنا شرک اور کافرانہ رسم ہے۔

www.KitaboSunnat.com

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

مشقی سوالات وتمرینات

1. عبادت کی تعریف کریں۔
2. ''عبادت صرف اللہ ہی کے لیے ہے'' ایک آیت مبارکہ بطور حوالہ پیش کریں۔
3. ''حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا، کیا اس دلیل کو سامنے رکھ کر بزرگانِ دین اور اولیائے کرام کو سجدہ کیا جا سکتا ہے؟
4. غیر اللہ کے نام پر تقسیم کی جانے والی چیز حرام ہے۔ قرآن سے دلیل پیش کریں۔
5. کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم گیارھویں شریف کی کھیر پر اللہ کا نام لیتے ہیں اور جو جانور دربار پر ذبح کرتے ہیں ان پر بھی اللہ کے نام کی تکبیر ہی پڑھتے ہیں تو پھر یہ سب کچھ کیسے حرام ہوا؟ اس بات کو واضح کریں۔
6. لوگوں کو تعظیماً سامنے کھڑا رکھنا ممنوع ہے اگر اس بارے میں آپ کو کوئی حدیث معلوم ہے تو بطور حوالہ پیش کریں۔
7. کونسا قبیلہ ذوالخلصہ (بت) کی پوجا کرتا تھا؟
8. ملتزم کسے کہتے ہیں؟

کثیر الانتخابی خالی جگہ

دیے گئے چار انتخابات میں سے درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

1. دعا عبادت کی روح ہے۔ دعا کے بغیر.......... کا کوئی تصور نہیں۔

(ا) محبت (ب) شفاعت (ج) رحمت (د) عبادت

2. .... کو بے حرمتی سے بچایا جائے۔

(ا) قبروں (ب) مزاروں

(ج) قبر پر لگے درختوں (د) قبر پر بنی عمارت

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

3 سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ .... کے بیٹے تھے۔

(ا) یزید (ب) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ

(ج) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (د) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

4 وہ جھنڈا جو شہدائے کربلا کی یاد میں تعزیوں کے ساتھ نکالتے ہیں، اسے .... کہا جاتا ہے۔

(ا) ذوالجناح (ب) شدہ

(ج) چہلم (د) ان میں سے کوئی بھی نہیں

5 ذبح لغیر اللہ .... کا باعث ہے۔

(ا) رحمت (ب) مغفرت (ج) شفاعت (د) لعنت

6 ہنومان .... کا مشہور دیوتا ہے۔

(ا) مشرکین مکہ (ب) کفار مدینہ

(ج) بنگالیوں (د) ہندوؤں

7 بیت اللہ کے علاوہ کسی اور گھر کا طواف کرنا .... ہے۔

(ا) جائز (ب) ٹھیک (ج) رحمت (د) شرک

8 تبالہ کے مقام پر ایک بت تھا جس کی پوجا کی جاتی تھی عہد رسالت میں اسے توڑ دیا گیا اس کا نام .... تھا۔

(ا) ہُبل (ب) لات (ج) منات (د) ذوالخلصہ

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

رسم و رواج میں شرک کی حرمت

اس باب میں ان آیات و احادیث کا بیان ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح انسان دنیاوی کاموں میں طرح طرح سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم بجا لاتا ہے، ایسا معاملہ غیر اللہ سے نہ کیا جائے۔

شیطان کی وسوسہ اندازی: ارشار باری تعالیٰ ہے:

﴿إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَإِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيدًا ○ لَّعَنَهُ اللَّهُ ۘ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ○ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّن دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا ○ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ○ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ○﴾

''یہ مشرک اللہ کو چھوڑ کر عورتوں کو پکارتے ہیں، اور وہ (دراصل) سرکش شیطان ہی کو پکارتے ہیں، جس پر اللہ نے پھٹکار ڈال دی ہے۔ اس (شیطان) نے کہہ رکھا ہے ''میں تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ الگ کروں گا۔ میں انھیں ضرور گمراہ کروں گا، میں انھیں ضرور آرزوئیں دلاؤں گا اور انھیں ضرور (اپنے) حکم دوں گا چنانچہ وہ جانوروں کے کان کاٹ ڈالیں گے۔ اور میں انھیں حکم دوں گا تو وہ اللہ کی بنائی شکل کو بدل ڈالیں گے۔'' (اللہ نے فرمایا) جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے، وہ زبردست گھاٹے میں پڑ گیا۔ شیطان ان سے وعدہ کرتا ہے اور امیدیں بندھاتا ہے اور شیطان ان سے (جھوٹا) وعدہ کر کے محض دھوکہ کر رہا ہے۔ انھی لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے، جہاں سے وہ رہائی نہ پا سکیں گے۔'' [1]

یعنی جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں، وہ اپنے خیال میں عورتوں کے پجاری ہیں۔ کوئی تو حضرت بی بی کو، کوئی بی بی آسیہ کو، کوئی بی بی اتاؤلی کو، کوئی لال پری کو، کوئی سیاہ پری کو، کوئی سیتلا کو، کوئی مسانی کو اور کوئی کالی کو پوجتا ہے۔ یہ محض

[1] النسآء 4:117-120۔

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

خیالات ہیں، ورنہ ان کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ نہ کوئی عورت، نہ کوئی مرد، محض خام خیالی اور شیطانی وسوسہ ہے جس کو انھوں نے معبود بنالیا ہے۔ اور یہ جو بولتا ہے اور کبھی کوئی تماشا بھی دکھا دیتا ہے، شیطان ہے۔

دراصل ان مشرکوں کی تمام عبادتیں شیطان کے لیے ہو رہی ہیں۔ یہ اپنے خیال میں نذر و نیاز عورتوں کو دیتے ہیں، مگر درحقیقت شیطان لے لیتا ہے۔ انھیں ان باتوں سے نہ دینی فائدہ ہے اور نہ دنیاوی، کیونکہ شیطان راندۂ درگاہ ہے۔ اس سے دینی فائدہ تو ہونے سے رہا، کیونکہ انسان کا دشمن بھلا کیسے اس کا بھلا چاہے گا۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے کہہ چکا ہے کہ میں تیرے بہت سے بندوں کو اپنا بندہ بنا لوں گا۔ ان کی عقلیں ایسی ماروں گا کہ اپنے خیالات ہی کو ماننے لگیں گے۔ میرے نام کے جانور مقرر کریں گے جن پر میری نیاز کا نشان ہوگا۔ مثلاً: اس کا کان چیر ڈالیں گے یا کاٹ ڈالیں گے۔ یا اس کے گلے میں کمر بند ڈال دیں گے، ماتھے پر مہندی لگا دیں گے۔ منہ پر سہرا باندھ دیں گے، منہ کے اندر پیسہ رکھ دیں گے۔ بہر حال وہ علامت جو یہ بتائے کہ یہ جانور فلاں کی نیاز کا ہے، اسی میں داخل ہے۔

شیطان یہ بھی کہہ آیا ہے کہ میرے اثر سے لوگ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی شکل کو بگاڑ ڈالیں گے۔ کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھ لے گا، کوئی کسی کے نام پر ناک یا کان چھدوا لے گا، کوئی ڈاڑھی منڈوائے گا، کوئی چار ابرو صاف کر کے فقیری کا اظہار کرے گا، یہ سب شیطانی باتیں ہیں اور اسلام کے خلاف ہیں۔

پھر جس نے اللہ جیسے کریم کو چھوڑ کر شیطان جیسے دشمن کی راہ اختیار کی، اس نے صریح دھوکہ کھایا۔ کیونکہ اول تو شیطان دشمن ہے، دوسرے اس میں وسوسہ ڈالنے کے سوا اور کوئی قدرت بھی نہیں۔ جھوٹے سچے وعدوں سے انسان کو وقتی طور پر بہلا دیتا ہے کہ فلاں (بات) مانو گے تو یہ ہوگا۔ اور فلاں مانو گے تو یہ ہوگا۔

کبھی لمبی لمبی آرزوئیں دلاتا ہے کہ اگر اتنے پیسے ہوں تو ایسا باغ تیار ہو جائے گا، خوبصورت محل بن جائے گا۔ چونکہ یہ امیدیں پوری نہیں ہوتیں، اس لیے انسان گھبرا کر اللہ تعالیٰ کو بھول کر غیروں کی طرف دوڑنے لگتا ہے۔ اور ہوتا وہی ہے جو مقدر میں ہے، کسی کے ماننے یا نہ ماننے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ تو محض ایک شیطانی وسوسہ اور اس کا مکر و فریب ہے۔ ان باتوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ انسان شرک میں گرفتار ہو کر جہنمی بن جاتا ہے اور شیطانی جال میں اس بری طرح سے پھنس جاتا ہے کہ لاکھ ہاتھ پاؤں مارے، مگر رہائی نصیب نہیں ہوتی۔

اولاد کے سلسلے میں شرک کی رسمیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ
حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ○
فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○﴾

’’اس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی پیدا کی، تاکہ وہ اس سے چین پائے۔ پھر جب اس نے اس سے ہم بستری کر لی تو اس کو ہلکا سا حمل رہ گیا۔ وہ اسے لے کر چلتی پھرتی رہی، پھر جب بھاری ہوگئی تو دونوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ اگر تو ہمیں نیک اولاد دے گا تو ہم تیرے شکر گزار ہوں گے۔ پھر جب اس نے ان کو نیک بچہ دیا تو دونوں اس بچے میں اللہ کے شریک بنانے لگے۔ اللہ ان کے شرک سے بلند و برتر ہے۔‘‘ ①

یعنی شروع میں بھی اللہ ہی نے انسان کو بنایا، اسے بیوی دی اور دونوں میں محبت پیدا کی۔ پھر جب اولاد کی امید ہوئی تو دونوں اللہ سے دعائیں مانگنے لگے کہ اگر صحیح سالم اور تندرست بچہ پیدا ہو جائے تو ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بہت ہی احسان مانیں گے۔ پھر جب حسب خواہش بچہ پیدا ہو گیا تو غیر اللہ کو ماننے لگے، اور ان کی نذر و نیاز کرنے لگے۔ کوئی بچے کو کسی کی قبر پر لے گیا، کوئی تھان پر! کسی نے کسی کے نام کی چوٹی رکھ لی، کسی نے بدھی پہنا دی اور کسی نے بیڑی ڈال دی، کسی نے کسی کا فقیر بنا دیا اور نام بھی رکھے تو شرکیہ، جیسے: نبی بخش، علی بخش، پیر بخش، سیتلا بخش، گنگا بخش، جمنا داس وغیرہ۔ اللہ تو ان نادانوں سے بے پرواہ ہے، مگر ان کا ایمان جاتا رہتا ہے۔

کھیتی باڑی میں شرک کی رسمیں: ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآىِٕنَا ۚ
فَمَا كَانَ لِشُرَكَآىِٕهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآىِٕهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○﴾

’’اور مشرک ان چیزوں میں سے جو اللہ نے پیدا کی ہیں، یعنی کھیتی اور جانوروں میں سے اللہ کے لیے ایک حصہ مقرر کر چکے ہیں۔ اور اپنے خیال میں کہتے ہیں کہ یہ (حصہ) تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا، پھر جو ان کے شریکوں کا ہے، وہ اللہ کو نہیں ملتا، اور جو اللہ کا ہے وہ ان کے شرکاء کو مل جاتا ہے۔ یہ جو فیصلہ کر رہے ہیں، برا ہے۔‘‘ ②

یعنی تمام غلے اور جانور اللہ ہی نے پیدا کیے ہیں۔ پھر مشرک جس طرح ان میں سے اللہ تعالیٰ کی نیاز نکالتے ہیں،

① الأعراف 7:189، 190. ② الأنعام 6:136.

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح غیر اللہ کی نیاز بھی نکالتے ہیں، جب کہ غیر اللہ کی نیاز میں جو ادب واحترام بجالاتے ہیں، وہ اللہ کی نیاز میں نہیں بجالاتے۔

چوپایوں میں شرک کی رسمیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالُوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَن نَّشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ ۚ سَيَجْزِيهِم بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝﴾

"اور وہ اپنے خیال سے کہتے ہیں کہ یہ جانور اور کھیتی اچھوتی ہے، اسے کوئی نہ کھائے، سوائے اسکے جسے ہم چاہیں۔ اور (اسی طرح) بعض جانوروں کی سواری منع ہے تو کچھ جانوروں پر اللہ کا نام نہیں لیتے۔ یہ سب اللہ پر بہتان ہے، وہ انکے بہتان کی جلدی سزا دے گا۔" [1]

یعنی لوگ محض اپنے خیال سے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں چیز اچھوتی ہے، اس کو فلاں شخص کھا سکتا ہے (کوئی اور نہیں۔) بعض جانوروں پر بوجھ نہیں لادتے اور سواری بھی نہیں کرنے دیتے کہ یہ فلاں کی نیاز کا جانور ہے، اس کا ادب کرنا چاہیے۔ جبکہ بعض جانوروں کو غیر اللہ کے نام پر نامزد اور مشہور کر دیتے ہیں کہ ان کاموں سے اللہ خوش ہوگا اور مرادیں برلائے گا......مگر ان کے یہ خیالات وافعال جھوٹے اور اللہ پر بہتان ہیں، جن کی وہ ضرور سزا دے گا۔

مزید فرمایا:

﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ مِن بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ ۙ وَلَٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۖ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝﴾

"اللہ نے نہ بحیرہ کو، نہ سائبہ کو، نہ وصیلہ کو اور نہ حام کو جائز قرار دیا۔ لیکن کافر جھوٹی باتیں اللہ کے ذمہ لگاتے ہیں، اور اکثر ناسمجھ ہیں۔" [2]

ایام جاہلیت میں جو جانور کسی کے نام کا نامزد کر دیا جاتا تو اس کا کان چیر دیا جاتا تھا اور اس کو بحیرہ کہتے تھے۔ سانڈ کو سائبہ کہا جاتا تھا۔

جس جانور کے بارے میں یہ منت مانی جاتی کہ اگر اس کا بچہ نر پیدا ہوا تو اس کو نیاز میں دے دیا جائے گا۔ پھر اس کے نر اور مادہ دونوں بچے پیدا ہوتے تو نر کو بھی نیاز میں نہ دیتے، ان دونوں بچوں کو وصیلہ کہا جاتا تھا۔

---

[1] الأنعام 6:138. [2] المائدة 5:103.

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

جس جانور سے دس بچے پیدا ہو جاتے تھے، اس پر سوار ہونا اور بوجھ لادنا چھوڑ دیتے تھے، اس کو حامی کہا جاتا تھا۔ [1]

فرمایا: یہ باتیں شرعی نہیں ہیں، رسمی ہیں۔

معلوم ہوا کہ کسی جانور کو کسی کے نام کا ٹھہرا دینا' اس پر علامت لگا دینا اور یہ مقرر کرنا کہ فلاں کی نیاز کے لیے گائے، فلاں کے لیے بکری اور فلاں کے لیے مرغی ہی ہوتی ہے وغیرہ یہ سب جاہلانہ رسمیں ہیں اور شریعت مطہرہ کے خلاف ہیں۔

حلال وحرام میں اللہ پر افترا: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ○﴾

''اور جھوٹ کو جو تمہاری زبانیں بیان کرتی ہیں، مت کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے، تا کہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو۔ یقین مانو جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح کو نہیں پہنچیں گے۔'' [2]

یعنی اپنی طرف سے حلال وحرام مقرر نہ کرو، یہ اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے۔ اور اس طرح کہنا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ مثلاً (وہم کی بنیاد پر) یہ خیال کرنا کہ اگر فلاں کام اس طرح کیا جائے گا تو ٹھیک ہو جائے گا، ورنہ اس میں گڑ بڑ ہو جائے گی، غلط ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ کر انسان کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔

معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ کہ محرم میں پان نہ کھایا جائے، لال کپڑے نہ پہنے جائیں...... حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھائیں۔ ان کی نیاز میں فلاں فلاں ترکاریوں کا ہونا ضروری ہے۔ مسی بھی ہو، حنا بھی ہو۔ اس کو لونڈی، دوسرا نکاح کرنے والی بیوہ یا مطلقہ' نیچ قوم اور بدکار نہ کھائے...... شاہ عبدالحق صاحب کا تحفہ حلوہ ہی ہے، اس کو احتیاط سے بناؤ اور حقہ پینے والے کو نہ کھلاؤ...... شاہ مدار کی نیاز مالیدہ ہی ہے...... بوعلی قلندر کی نیاز سویاں اور اصحاب کہف کی گوشت روٹی ہے...... شادی کے موقع پر فلاں فلاں اور موت وغمی کے موقع پر فلاں فلاں رسموں کا انجام دینا ضروری ہے......

---

[1] جانوروں کی مذکورہ اقسام کی ایک وضاحت تو مؤلف نے کی ہے۔ اس کے علاوہ بھی ایک وضاحت ہے، چنانچہ ایام جاہلیت میں وہ اونٹنی جس کا دودھ بتوں کے لیے خاص کر دیا جاتا، لوگوں میں سے کوئی بھی اس کا دودھ نہ دوہتا، اسے بحیرہ کہتے تھے اور وہ جانور جو بتوں کے نام پر آزاد چھوڑ دیا جاتا اور سواری وبار برداری کے لیے استعمال نہ کیا جاتا، اسے سائبہ کہا جاتا۔ وہ اونٹنی جس کے یکے بعد دیگرے دو مادہ بچے پیدا ہوتے، ان دونوں کے درمیان نر بچہ پیدا نہ ہوتا، اسے وصیلہ کہا جاتا اور اسے بتوں کے نام پر آزاد چھوڑ دیا جاتا۔ وہ نر اونٹ جس کے نطفے سے دس بچے پیدا ہوتے تو اسے بھی بتوں کے لیے آزاد چھوڑ دیا جاتا اور اس سے سواری اور بار برداری کا کام نہ لیا جاتا، اسے حامی کہا جاتا تھا۔

[2] النحل 16:116.

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

شوہر کی موت کے بعد نہ شادی کرو، نہ شادی میں بیٹھو، نہ اچار ڈالو...... فلاں آدمی نیلا کپڑا اور فلاں سرخ کپڑا نہ پہنے...... یہ سب باتیں شرک ہیں۔ [1] مشرک اللہ کی شان میں اپنا دخل دیتے ہیں اور اپنی الگ شریعت گھڑ رہے ہیں۔

ستاروں میں تاثیر ماننا شرک ہے: سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حدیبیہ میں، رات کی بارش کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

«هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟» قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ، فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ»

''جانتے ہو تمہارے رب نے کیا کہا۔'' صحابہ نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ فرمایا کہ ''اس نے کہا: میرے بندوں نے صبح کی، کچھ تو میرے ساتھ ایمان لانے والے تھے اور کچھ کافر تھے۔ جس نے کہا: اللہ کے فضل سے اور اسکی رحمت سے بارش ہوئی، وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کے ساتھ کفر کیا۔ اور جس نے کہا فلاں فلاں نوء [2] کی وجہ سے بارش ہوئی، اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لایا۔'' [3]

یعنی جو شخص کائنات میں مخلوق (ستارے) کی تاثیر سمجھتا ہے، اللہ اسے اپنے منکروں میں شمار فرماتا ہے کہ وہ ستارہ پرست ہے۔ اور جو یہ کہتا ہے کہ سارا کارخانہ اللہ کے حکم سے چل رہا ہے، وہ اسکا مقبول بندہ ہے، ستارہ پرست نہیں۔

معلوم ہوا کہ نیک و بد ساعتوں کے ماننے، اچھی بری تاریخوں کے یا دن کے پوچھنے اور نجومی کی بات پر یقین کرنے سے شرک کا در کھلتا ہے۔ کیونکہ ان سب کا تعلق نجوم سے ہے، اور نجوم کا ماننا ستارہ پرستوں کا کام ہے۔

نجومی، ساحر اور کاہن ہیں: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنِ اقْتَبَسَ بَابًا مِّنْ عِلْمِ النُّجُومِ لِغَيْرِ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ، الْمُنَجِّمُ كَاهِنٌ، وَالْكَاهِنُ سَاحِرٌ وَالسَّاحِرُ كَافِرٌ»

''جس نے علم نجوم کا کوئی مسئلہ سیکھا، بغیر ایسی صورت کے جو اللہ نے بیان کی ہے، تو اس نے جادو کا ایک

[1] مذکورہ کاموں میں سے کچھ ایسے ہیں جو خود شرک نہیں مگر شرک کا سبب بنتے ہیں۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے سبب کو مسبب کی جگہ پر رکھ کر انھیں بھی شرک قرار دے دیا ہے۔ [2] نوء: ستارہ۔ [3] صحيح البخاري، الأذان، حديث: 846، و صحيح مسلم، الإيمان، حديث: 71، واللفظ له.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

حصہ سیکھا۔ نجومی کاہن ہے اور کاہن جادوگر ہے۔ اور جادوگر کافر ہے۔'' [1]

یعنی قرآن پاک میں تاروں کا بیان ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت معلوم ہوتی ہے، ان سے آسمان کی خوب صورتی ہے اور ان سے شیطان کو مار مار کر بھگا دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ بیان نہیں ہوا کہ انھیں کارخانہ قدرت میں دخل ہے۔ دنیا کی بھلائی برائی' انھی کے اثرات ہیں۔ اب اگر کوئی تاروں کے ثابت شدہ فوائد چھوڑ کر یہ کہے کہ انھی کی تاثیریں اس عالم میں کارفرما ہیں اور غیب کا دعوی کرے تو اس نے کفر وشرک کیا۔

جس طرح جاہلیت میں کاہن جنوں سے پوچھ پوچھ کر غیب کی باتیں بیان کیا کرتے تھے، اسی طرح نجومی ستاروں سے معلوم کر کے بتاتے ہیں...... گویا کاہن، نجومی، رمال، جفار سب کی ایک ہی راہ ہے۔ کاہن جادوگروں کی طرح جنوں سے دوستی گانٹھتا ہے اور جنوں سے دوستی ان کو مانے بغیر پیدا نہیں ہوتی۔ جب ان کو پکارا جائے اور بھوگ (چڑھاوا) دیا جائے تو دوستی پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ کفر وشرک کی باتیں ہیں۔ اللہ پاک مسلمانوں کو شرک سے محفوظ رکھے۔ آمین!

نجوم اور رمل پر اعتقاد کا گناہ: ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ أَتٰى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً»

''جو شخص خبریں بتانے والے کے پاس آیا اور اس سے کچھ پوچھا تو اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوگی۔'' [2]

یعنی جو شخص غیب کی باتیں بتانے کا دعویدار ہے، اگر اس سے کسی نے جا کر کچھ پوچھ لیا تو اس کی چالیس دن تک عبادت قبول نہیں ہوتی کیونکہ اس نے شرک کیا اور شرک عبادتوں کا نور مٹا دیتا ہے۔ نجومی، رمال، جفار، فال کھولنے والے، نامہ نکالنے والے اور کشف والے سب عراف میں داخل ہیں۔

شگون اور فال کفر کی رسمیں ہیں: سیدنا قطن اپنے والد قبیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْعِيَافَةُ وَالطِّيَرَةُ وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ»

''جانوروں' پرندوں' کنکریوں یا لکیروں سے شگون لینا کفر میں سے ہے۔'' [3]

---

[1] رواه رزين كما في مشكاة المصابيح، الطب والرقى، باب الكهانة، حديث: 4604، ورواه أبو داود مختصرًا، حديث: 3905. [2] صحيح مسلم، السلام، باب تحريم الكهانة و إتيان الكهان، حديث: 2230. [3] سنن أبي داود، الكهانة و التطير، حديث: 3901.

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ، الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، الطِّيَرَةُ شِرْكٌ»

''پرندوں سے شگون لینا شرک ہے، پرندوں سے شگون لینا شرک ہے، پرندوں سے شگون لینا شرک ہے۔'' [1]

عرب میں شگون لینے کا بہت رواج تھا اور ان کا شگون پر بڑا اعتقاد تھا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار فرمایا کہ یہ شرک ہے، تاکہ لوگ باز آ جائیں۔

سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا هَامَةَ وَلَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ، وَإِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ»

''نہ الو ہے، نہ کسی کا کسی کو مرض لگتا ہے اور نہ کسی چیز میں نحوست ہے۔ اور اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو عورت، گھر اور گھوڑے میں ہوتی۔'' [2]

عرب کا عقیدہ تھا کہ جس مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے، اس کی کھوپڑی سے الو نکل کر فریاد کرتا پھرتا ہے۔ اس کو ہامہ کہا جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے۔ معلوم ہوا کہ تناسخ بھی قطعی بے بنیاد ہے۔

عرب میں بعض بیماریوں جیسے کھجلی اور کوڑھ وغیرہ کے متعلق یہ خیال تھا کہ یہ ایک دوسرے کو لگ جاتی ہیں۔ فرمایا، یہ بات بھی غلط ہے۔ معلوم ہوا کہ لوگوں میں جو یہ بات مشہور ہے کہ چیچک والے سے پرہیز کرتے ہیں اور بچوں کو اس کے پاس نہیں جانے دیتے، یہ کفر کی رسم ہے اس کو نہیں ماننا چاہیے۔

لوگوں میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ فلاں کام فلاں کو نامبارک ہے، راس نہیں آیا، یہ بھی غلط ہے۔ فرمایا کہ اگر اس بات کا کچھ اثر ہے تو تین ہی چیزوں میں ہے' گھر، گھوڑا اور عورت یہ چیزیں کبھی کبھی نامبارک ثابت ہوتی ہیں، مگر ان کی نامبارکی معلوم کرنے کی کوئی مخصوص نشانی یا راہ نہیں بتائی گئی۔ لہٰذا یہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ شیر دہاں، گھر، ستارہ، پیشانی، گھوڑا اور کل جبھی (سیاہ زبان والی) عورت نحس ہوتی ہے، یہ سب نشانیاں باطل ہیں۔

اگر نیا مکان یا گھوڑا خریدا جائے یا عورت سے شادی کی جائے، تو اللہ ہی سے اس کی بھلائی مانگیں اور اس کی برائی سے اسی کی پناہ مانگیں۔ لیکن اور چیزوں میں یہ خیال نہ کریں کہ فلاں کام راس آیا اور فلاں نہیں آیا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] سنن أبي داود، الكهانة والتطير، حديث: 3910. [2] سنن أبي داود، الكهانة والتطير، حديث: 3921.

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

«لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ»

''نہ چھوت چھات ہے، نہ صفر ہے اور نہ الو ہے۔'' [1]

عرب والے جوع الکلب [2] کے مریض کے متعلق یہ خیال کیا کرتے تھے کہ اس کے پیٹ میں کوئی بلا گھسی ہوئی ہے، جو غذا چٹ کر جاتی ہے، اسی لیے اس غریب کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اس بھوت کا نام 'صفر' مشہور تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ محض واہمہ ہے، بھوت وغیرہ کچھ نہیں۔ معلوم ہوا کہ بیماریاں بلا کے اثرات سے نہیں ہوتیں۔ جیسا کہ بعض لوگ بعض بیماریوں کو بلا کا اثر خیال کرتے ہیں، جیسے سیتلا، مسانی، براہی وغیرہ، مگر یہ بات غلط ہے۔

نیز جاہلیت میں لوگ ماہ صفر کو نحس خیال کرتے تھے اور اس میں کوئی کام نہیں کرتے تھے، یہ بھی غلط ہے۔ علاوہ ازیں صفر کے تیرہ دنوں کو نحس سمجھنا اور عقیدہ رکھنا کہ ان میں بلائیں اترتی ہیں...... اسی وجہ سے ان کا نام بھی ''تیرہ تیزی'' رکھا گیا کہ ان کی تیزی سے کام بگڑ جاتے ہیں، غلط ہے۔ اسی طرح کسی چیز کو یا تاریخ کو یا دن کو یا ساعت کو نحس سمجھنا، سب شرک کی باتیں ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِ مَجْذُومٍ فَوَضَعَهَا مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ وَقَالَ: كُلْ [بِسْمِ اللّٰهِ] ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ»

''رسول اللہ ﷺ نے کوڑھی کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ پیالہ میں رکھ کر فرمایا: (بسم اللہ پڑھو اور) ''اللہ پر اعتماد اور بھروسہ کر کے کھاؤ۔'' [3]

یعنی ہمارا اعتماد و توکل اللہ پر ہے۔ وہ جسے چاہے بیمار کر دے اور جسے چاہے تندرست کر دے۔ ہم کسی کے ساتھ کھانے سے پرہیز نہیں کرتے اور بیماری کے از خود لگ جانے کو نہیں مانتے۔

اللہ تعالیٰ کو سفارشی نہ بناؤ: سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے کہ ایک اعرابی (دیہی آدمی) رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا:

«يَارَسُولَ اللّٰهِ! جُهِدَتِ الْأَنْفُسُ وَضَاعَتِ الْعِيَالُ وَنُهِكَتِ الْأَمْوَالُ وَهَلَكَتِ الْأَنْعَامُ

---

[1] صحيح البخاري، الطب، حديث: 5717. [2] جوع الکلب: یہ ایسی بیماری کا نام ہے جس کا مریض بسیار خوری کے باوجود یہی محسوس کرتا ہے کہ وہ بھوکا ہے۔ [3] سنن أبي داود، الكهانة والتطير، باب في الطيرة، حديث: 3925، واللفظ له و الزيادة من جامع الترمذي، الأطعمة، باب رقم: 19، حديث: 1817، وسنن ابن ماجه، الطب، باب الجذام، حديث: 3542.

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

فَاسْتَسْقِ اللّٰهَ لَنَا، فَإِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللّٰهِ وَنَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ. قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: «وَيْحَكَ أَتَدْرِي مَا تَقُولُ؟» وَسَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَمَازَالَ يُسَبِّحُ حَتّٰى عُرِفَ ذٰلِكَ فِي وُجُوهِ أَصْحَابِهِ، ثُمَّ قَالَ: «وَيْحَكَ إِنَّهُ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلَى أَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهِ، شَأْنُ اللّٰهِ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ، وَيْحَكَ أَتَدْرِي مَا اللّٰهُ؟ إِنَّ عَرْشَهُ عَلَى سَمَاوَاتِهِ لَهٰكَذَا، وَقَالَ بِأَصَابِعِهِ مِثْلَ الْقُبَّةِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ لَيَئِطُّ بِهِ أَطِيطَ الرَّحْلِ بِالرَّاكِبِ»

''یارسول اللہ ﷺ! لوگ مشقت میں پڑ گئے، بچے بھوک سے ضائع ہوگئے' مال کم پڑ گئے، جانور ہلاک ہو گئے۔ آپ ﷺ ہمارے لیے اللہ سے بارش کی دعا مانگیں، ہم اللہ کے پاس آپ ﷺ کو شفیع بنانا چاہتے ہیں اور آپ ﷺ کے پاس اللہ تعالیٰ کو'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نادان! جانتا بھی ہے کہ کیا کہہ رہا ہے؟'' رسول اللہ ﷺ نے مسلسل سبحان اللہ پڑھا حتی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے چہروں پر اس کا اثر محسوس ہونے لگا۔ پھر فرمایا: ''نادان! اللہ پاک کسی سے سفارش نہیں کرتا، اس کی شان اس سے بلند و برتر ہے۔ نادان! کیا تو جانتا ہے، اللہ کیا ہے؟ اس کا عرش اس کے آسمانوں پر اس طرح ہے اور انگلیوں سے گنبد کی طرح علامت بناتے ہوئے ارشاد فرمایا: اس کی وجہ سے وہ اس طرح چرچرا رہا ہے، جس طرح اونٹ کی کاٹھی سوار کے بوجھ سے چرچراتی ہے۔'' [1]

یعنی ایک دفعہ عرب میں قحط پڑ گیا، بارش بند ہوگئی۔ ایک دیہاتی نے آپ ﷺ کے پاس آ کر لوگوں کی حالت زار بیان کی اور آپ سے دعا کا کہا۔ اور یہ بھی کہا کہ ہم آپ کی سفارش اللہ کے پاس چاہتے ہیں اور اللہ کی سفارش آپ کے پاس چاہتے ہیں۔ یہ بات سن کر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رعب اور خوف سے کانپنے لگے اور آپ کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے کلمات آ گئے، حاضرین مجلس کے چہروں پر بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت کے احساس سے تغیر کے آثار پیدا ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے اس دیہاتی کو سمجھایا کہ اختیار تو مالک ہی کا ہے، اگر مالک سفارش کی وجہ سے کام کر دے تو اس کی مہربانی ہے لیکن جب یہ کہا جائے کہ ہم اللہ کو پیغمبر کے پاس سفارشی بنا کر لاتے ہیں تو گویا مالک و مختار پیغمبر کو بنا دیا گیا، حالانکہ یہ شان اللہ تعالیٰ کی ہے۔ آئندہ اس قسم کا کلمہ زبان سے نہ نکالنا۔ اللہ تعالیٰ کی شان بہت ہی بڑی ہے، تمام انبیاء اور اولیاء اس کے سامنے ایک ذرہ سے بھی کمتر ہیں۔ تمام آسمان اور زمین کو اس کا عرش ایک گنبد

[1] سنن أبي دواد، السنة، باب في الجهمية، حديث: 4726.

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

کی طرح گھیرے ہوئے ہے۔ عرش باوجودیکہ اتنا بڑا ہے، مگر پھر بھی اس شہنشاہ مطلق کی عظمت کو نہیں سنبھال سکتا اور چر چرا رہا ہے۔ مخلوق کے تصور میں اس کی عظمت نہیں آ سکتی اور کوئی اس کی عظمت کو اپنے خیالات سے ادا بھی نہیں کر سکتا۔ اس کے کام میں دخل دینا اور اس کی عظیم سلطنت میں ہاتھ ڈالنا تو در کنار، وہ شہنشاہ' کسی فوج' لشکر' وزیر یا مشیر کے بغیر ایک آن میں کروڑہا کام کر دیتا ہے۔ بھلا وہ کسی کے پاس آ کر سفارش کیوں کرے۔ اور کون اس کے سامنے مختار بنے؟

سبحان اللہ! تمام انسانوں میں سب سے افضل انسان، محبوب الٰہی، احمد مجتبیٰ، رسول اللہ ﷺ کی تو یہ حالت کہ ایک دیہاتی کے منہ سے ایک نامعقول بات نکل گئی تو دہشت کے مارے آپ ﷺ کے ہوش اڑ گئے، اور آپ عرش تا فرش اللہ کی جو عظمت بھری ہوئی ہے اس کا بیان کرنے لگے، پھر ان لوگوں کو کیا کہا جائے جو اللہ تعالیٰ سے بھائی بندی (رشتہ داری) یا دوستی کا سا رشتہ سمجھ رہے ہیں اور بڑھ بڑھ کر باتیں بناتے رہتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے: میں نے رب کو ایک کوڑی میں خرید لیا۔ کوئی کہتا ہے، میں رب سے دو برس بڑا ہوں۔ کوئی کہتا ہے: میرا رب میرے پیر کی صورت کے علاوہ اور صورت میں ظاہر ہو تو میں اسے کبھی نہ دیکھوں اور کسی نے یہ شعر کہا ہے:

؎ دل از مہر محمد ﷺ ریش دارم
رقابت با خدائے خویش دارم

''میرا دل محمد ﷺ کی محبت سے زخمی ہے، میں اپنے رب سے رقابت رکھتا ہوں۔''

اور کسی نے کہا:

ع ...... با خدا دیوانہ باش و با محمد ﷺ ہوشیار!

''یعنی رب کے ساتھ دیوانہ اور محمد ﷺ کے ساتھ ہوشیار رہ۔'' کوئی حقیقت محمدیہ کو حقیقت الوہیت سے افضل بتاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی پناہ! اللہ تعالیٰ کی پناہ! ان مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے۔ قرآن پاک کے ہوتے ہوئے ان کی عقلوں پر پتھر کیوں پڑ گئے۔ یہ گمراہیاں! اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا. آمین!

کسی نے کیا خوب کہا ہے؎

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم گشت از فضل رب

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

”ہم اللہ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں۔ بے ادب رب کے فضل سے محروم رہ جاتا ہے۔“

يَا عَبْدَ الْقَادِرِ! شَيْئًا لِلّٰهِ: لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے، جس میں یہ کلمہ پڑھا جاتا ہے ’یا شیخ عبدالقادر جیلانی شَيْئًا لِلّٰهِ۔“ یعنی ”اے شیخ! اللہ کے واسطے ہماری مراد پوری کرو۔“ یہ شرک ہے، اور کھلا شرک ہے اللہ پاک مسلمانوں کو اس سے بچائے۔ آمین!

تو اے مسلمانو! ایسا لفظ منہ سے نہ نکالو جس سے شرک ٹپکتا ہو یا بے ادبی کا پہلو نکلتا ہو۔ حق تعالیٰ کی بہت بڑی شان ہے۔ وہ با کمال و بے زوال شہنشاہ ہے، ایک نکتہ میں پکڑ لینا اور ایک بات میں بخش دینا اسی کا کام ہے۔

یہ کہنا سراسر بے ادبی ہے کہ ”بظاہر بے ادبی کا لفظ استعمال ہوا ہے لیکن اس سے کوئی دور کے معنی مراد ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پہیلیوں سے بالاتر ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے کسی بزرگ سے ٹھٹھا کرنے لگے تو اسے کتنا برا سمجھا جائے گا۔ ہنسی مذاق کی باتیں تو بے تکلف دوستوں سے ہوتی ہیں، باپ اور بادشاہ سے نہیں!

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیارے نام: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَاءِ كُمْ إِلَى اللّٰهِ، عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ»

”تمھارے ناموں میں اللہ کے ہاں بہت ہی پیارے نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔“ [1]

اللہ کا بندہ یا رحمٰن کا بندہ کتنا پیارا نام ہے۔ انھی ناموں میں عبدالقدوس، عبدالجلیل، عبدالخالق، الٰہی بخش، اللہ دیا اور اللہ داد وغیرہ داخل ہیں، جن میں اللہ کی نسبت ظاہر ہوتی ہے۔

اللہ کے نام کے ساتھ کنیت نہ رکھو: سیدنا شریح اپنے باپ ہانی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب میں اپنی قوم کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے انھیں سنا کہ وہ مجھے ”ابوالحکم“ کہہ کر آواز دیتے ہیں آپ ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ وَإِلَيْهِ الْحُكْمُ، فَلِمَ تُكْنٰى أَبَا الْحَكَمِ؟»

”اللہ ہی حکم ہے اور اسی کا حکم (چلتا) ہے۔ تمہاری کنیت ابوالحکم کیوں رکھی گئی ہے؟“ [2]

یعنی ہر فیصلہ چکا دینا اور جھگڑا مٹا دینا اللہ ہی کی شان ہے، جس کا ظہور آخرت میں ہو گا کہ وہاں اگلے پچھلے سارے جھگڑے طے ہو جائیں گے۔ ایسی طاقت کسی مخلوق میں نہیں ہے۔

---

[1] صحيح مسلم، الآداب، حديث: 2132. [2] سنن أبي داود، الأدب، باب في تغيير الاسم القبيح، حديث: 4955.

التبیان OPEN UNIVERSITY Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ ہی کی شان کے لائق ہے، اسے کسی غیر کے لیے استعمال نہ کیا جائے، مثلاً: شہنشاہ اللہ تعالیٰ ہی کو کہا جائے۔ کہ وہی شاہوں کا شاہ اور سارے جہاں کا رب ہے، جو چاہے کر ڈالے۔ یہ جملہ صرف اللہ تعالیٰ کی شان میں بولا جاسکتا ہے۔ اسی طرح معبود، بڑا دانا، بے پروا وغیرہ الفاظ اللہ ہی کی شان کے لائق ہیں۔

صرف ماشاء اللہ کہو: سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُولُوا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ، وَقُولُوا مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ»

"یوں نہ کہو جو اللہ اور فلاں شخص چاہے (وہی ہوگا)۔ بلکہ کہو: جو اللہ چاہے پھر اس کے بعد جو فلاں چاہے (وہ ہوگا)۔" ایک اور روایت کے مطابق آپ نے فرمایا: "یوں نہ کہو جو اللہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) چاہے۔ بلکہ یوں کہو: جو اکیلا اللہ چاہے۔"[1]

یعنی شانِ الوہیت میں کسی مخلوق کا دخل نہیں، خواہ کتنا ہی بڑا اور کیسا ہی مقرب کیوں نہ ہو، مثلاً یہ نہ کہا جائے کہ اللہ اور رسول چاہے گا تو کام ہو جائے گا، کیونکہ دنیا کا سارا کاروبار اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

یا اگر کوئی شخص پوچھے کہ فلاں کے دل میں کیا ہے؟ یا فلاں کی شادی کب ہوگی؟ یا فلاں درخت پر کتنے پتے ہیں؟ یا آسمان میں کتنے ستارے ہیں؟ تو اس کے جواب میں یوں نہ کہے کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانیں۔ کیونکہ غیب کی بات کی اللہ ہی کو خبر ہے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہیں۔

البتہ اگر دینی باتوں میں یوں کہہ دیا جائے، تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دین کی ہر بات بتادی ہے اور لوگوں کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے۔

غیر اللہ کی قسم شرک ہے: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمار ہے تھے:

«مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ»

"جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی، اس نے کفر یا شرک کیا۔"[2]

سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] سنن أبي داود، الأدب، باب: 76، حديث: 4980، و إسناده صحيح وروى بإسناد منقطع: «لَا تَقُولُوا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَقُولُوا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ»، و شرح السنة للبغوي، رقم: 8891. [2] جامع الترمذي، النذور والأيمان، حديث: 1535، وقال: هذا حديث حسن.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

«لَا تَحْلِفُوا بِالطَّوَاغِي وَلَا بِآبَائِكُمْ»

''بتوں کی قسمیں نہ کھاؤ، اور نہ باپوں ہی کی قسمیں کھاؤ۔'' (1)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ»

''خبردار! اللہ پاک تم کو باپ دادا کی قسمیں کھانے سے منع فرماتا ہے۔ جو شخص قسم کھائے تو اللہ کی کھائے، ورنہ خاموش رہے۔'' (2)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ»

''جس نے (سبقت لسانی کے طور پر) لات وعزیٰ کی قسم کھائی، اسے ''لا الہ الا اللہ'' کہنا چاہیے۔'' (3)

یعنی زمانہ جاہلیت میں بتوں کی قسمیں کھائی جاتی تھیں۔ قبولِ اسلام کے بعد اگر کسی مسلمان کے منہ سے حسب عادت غیر شعوری طور پر بتوں کی قسم نکل جائے تو فوراً ''لا الہ الا اللہ'' پڑھ کر توحید کا اقرار کرلے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی چیز کی قسم نہ کھائی جائے۔ اگر غیر شعوری طور پر غیر اللہ کی قسم زبان سے نکل جائے تو فوراً توبہ کی جائے۔ مشرک جن کی قسمیں کھاتے ہیں، ان کی قسم کھانے سے ایمان میں خلل آتا ہے۔

نذروں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ: سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عہد رسالت میں یہ نذر مانی کہ وہ ''بوانہ'' مقام پر اونٹ ذبح کرے گا۔ پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر انھیں خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دریافت) فرمایا:

«هَلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِّنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟» قَالُوا: لَا. قَالَ: «هَلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِّنْ أَعْيَادِهِمْ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَوْفِ بِنَذْرِكَ فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ»

''جاہلیت کے تھانوں میں سے کوئی تھان تو وہاں نہیں تھا جس کی پوجا کی جاتی ہو؟'' صحابی نے کہا: نہیں۔

---

(1) صحيح مسلم، الأيمان، حديث: 1648. (2) صحيح البخاري، الأيمان والنذور، حديث: 6646، و صحيح مسلم، الأيمان، حديث: 1646. (3) صحيح البخاري، الأيمان والنذور، حديث: 6650، وصحيح مسلم، الأيمان، حديث: 1647

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440
OPEN UNIVERSITY

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ''وہاں کوئی تہوار تو نہیں منایا جاتا تھا؟'' بولے نہیں۔ فرمایا: ''اپنی نذر کو پورا کر لے کیوں کہ اس نذر کو پورا کرنا منع ہے جس میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو۔'' (1)

معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی اور کی منت ماننا گناہ ہے، ایسی منت کو پورا نہیں کرنا چاہیے۔ کیوں کہ یہ بات خود گناہ ہے، پھر اسے پورا کرنا گناہ پر گناہ ہوگا۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جگہ غیر اللہ کے نام پر جانور چڑھائے جاتے ہوں، یا غیر اللہ کی پوجا پاٹ ہوتی ہو، یا جمع ہو کر شرک کیا جاتا ہو، وہاں اللہ کے نام کا بھی جانور نہ لے جایا جائے۔ بلکہ وہاں شرکت بھی نہیں کرنی چاہیے، خواہ اچھی نیت ہو یا بری، کیونکہ ان میں شرکت بجائے خود بری بات ہے۔

اللہ کو سجدہ اور پیغمبر علیہ السلام کی تعظیم: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ نے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں جبکہ ہم زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اُعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَأَكْرِمُوا أَخَاكُمْ»

''اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو۔'' (2)

یعنی تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ جو بہت بزرگ ہو، وہ بڑا بھائی ہے، اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کرو۔ باقی سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، عبادت اسی کی کرنی چاہیے۔ معلوم ہوا کہ جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں، خواہ انبیاء علیہم السلام ہوں یا اولیاء کرام رحمہم اللہ وہ سب کے سب اللہ کے بے بس بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں۔ مگر حق تعالیٰ نے انھیں بڑائی بخشی تو ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہوئے۔ ہمیں ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے، کیونکہ ہم چھوٹے ہیں۔ لہٰذا ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرو اور انھیں اللہ نہ بناؤ۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض بزرگوں کی تعظیم درخت اور جانور بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض درگاہوں پر شیر، بعض پر ہاتھی اور بعض پر بھیڑیئے حاضر ہوتے ہیں، لیکن انسانوں کو ان کی ریس نہیں کرنی چاہیے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعظیم کر سکتا ہے، اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ مثلاً قبروں پر مجاور بن کر رہنا شرع شریف میں نہیں ہے، اس لیے ہرگز ہرگز مجاور نہ بنا جائے، گو اس قبر پر دن رات شیر بیٹھا رہتا ہو۔ کیونکہ آدمی کو جانور کی نقل کرنا مناسب نہیں۔

(1) سنن أبي داود، الأيمان والنذور، حديث: 3313. (2) مسند أحمد: 76/6.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

سیدنا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حیرہ شہر میں گیا، میں نے وہاں کے لوگوں کو اپنے راجہ مرزبان کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے دل میں کہا، بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کیے جانے کے زیادہ حق دار ہیں۔ چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا: میں نے حیرہ میں لوگوں کو راجہ مرزبان کو سجدہ کرتے دیکھا ہے، آپ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کریں۔ آپ نے فرمایا:

«أَرَأَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِي أَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوا»

''بھلا بتا تو سہی کہ اگر تو میری قبر پر گزرے تو کیا اس پر سجدہ کرے گا؟'' میں نے کہا: نہیں، فرمایا: ''یہ کام بھی نہ کرو۔''(1)

یعنی ایک نہ ایک دن میں بھی فوت ہو کر آغوش لحد میں جا سوؤں گا۔ میں سجدہ کے لائق نہیں ہوں، سجدہ کے لائق تو وہی پاک ذات ہے، جو لازوال ہے۔

معلوم ہوا کہ سجدہ نہ زندہ کو روا ہے اور نہ مردہ کو۔ اور نہ کسی قبر کو روا ہے اور نہ کسی تھان کو۔ کیونکہ زندہ ایک دن مرنے والا ہے اور مرا ہوا بھی کبھی زندہ تھا اور بشر تھا۔ پھر مر کر الٰہ نہیں ہوا، بندہ ہی ہے۔

کسی کو اپنا بندہ اور بندی کہنا جائز نہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: عَبْدِي وَأَمَتِي، كُلُّكُمْ عَبِيدُاللهِ وَكُلُّ نِسَاءِ كُمْ إِمَاءُ اللهِ، [وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهِ مَوْلَايَ]، [فَإِنَّ مَوْلَاكُمُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ]»

''تم میں سے کوئی (کسی کو) میرا بندہ اور میری بندی نہ کہے۔ تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری ساری عورتیں اللہ کی بندیاں ہیں۔ اور کوئی غلام بھی اپنے سید کو اپنا مالک نہ کہے، کیونکہ تم سب کا مالک اللہ عزوجل ہے۔''(2)

معلوم ہوا کہ غلاموں کو بھی آپس میں ایسی گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیے کہ میں فلاں کا بندہ ہوں اور فلاں میرا مالک ہے۔ پھر خواہ مخواہ بندہ بننا...... عبدالنبی، بندۂ علی، بندۂ حضور، پرستار خاص، امرد پرست، زن پرست، پیر پرست خود کو کہلوانا اور ہر کسی کو خداوند خدائے گان اور داتا کہہ دینا کس قدر بے جا ہے اور کتنی بڑی گستاخی ہے۔ ذرا ذرا سی بات میں کہنا کہ تم ہماری جان اور مال کے مالک ہو۔ ہم تمھارے بس میں ہیں جو چاہو۔ یہ سب باتیں محض جھوٹ اور شرک پر مبنی ہیں۔

تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت اسوۂ حسنہ: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(1) سنن أبي داود، النكاح، باب في حق الزوج على المرأة، حديث: 2140.

(2) صحيح مسلم، الألفاظ من الأدب، حديث: 2249.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

«لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا: عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُولُهُ»

''مجھے حد سے مت بڑھانا، جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حد سے بڑھا دیا۔ میں تو محض اس کا بندہ ہی ہوں، تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کہو۔'' [1]

یعنی حق تعالیٰ نے مجھے جن خوبیوں اور کمالات سے نوازا ہے، وہ سب بندہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دینے میں آ جاتے ہیں۔ کیونکہ بشر کے لیے رسالت سے بڑھ کر اور کیا مرتبہ ہوگا؟ سارے مراتب اس سے نیچے ہیں۔ مگر بشر رسول بن کر بھی بشر ہی رہتا ہے۔ بندہ ہونا ہی اس کے لیے باعثِ فخر ہے۔ نبی بن کر بشر میں الوہی شان نہیں آ جاتی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں نہیں مل جاتا۔ بشر کو بشریت ہی کے مقام پر رکھو، عیسائیوں کی طرح نہ بنو کہ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بشریت سے نکال کر جامۂ الوہیت پہنا دیا۔ جس سے یہ لوگ کافر اور مشرک بن گئے اور ان پر اللہ تعالیٰ کا قہر و عتاب نازل ہوا۔ اسی لیے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے فرمایا کہ عیسائیوں کی سی چال نہ چلنا اور میری تعریف میں حد سے نہ بڑھ جانا کہ اللہ نہ کرے بارگاہِ الٰہی سے دھتکار دیے جاؤ۔

ہزار افسوس کہ اس امت کے بے ادبوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا نہیں مانا اور عیسائیوں کی سی چال چلنا شروع کر دی۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کے روپ میں ظاہر ہوا تھا، وہ ایک طرح سے انسان ہیں اور ایک طرح سے رب ہیں۔ اس امت کے بعض گستاخوں نے بھی سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بعینہٖ ایسا ہی کہا ہے:

''بالجملہ ہم او بود کہ می آمد و می رفت۔ ہر قرن کہ دیدی تا عاقبت آن شکل عرب وار برآمد دارائی جہان شد۔''

یعنی پیغمبروں کے روپ میں ہر زمانے میں رب ہی آتا جاتا رہا، اخیر میں وہ عرب جیسی شکل میں آ کر جہاں کا بادشاہ بن گیا۔ کسی نے کہا:

تا مجمع امکان و وجوبت نوشتند
مورد متعین نشد اطلاق اعم را
تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل
سلمای حدوث تو و لیلای قدم را

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حادث بھی ہیں اور قدیم بھی، ممکن بھی ہیں اور واجب بھی! لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ ایسے شرکیہ کلمے

[1] صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، حديث: 3445.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

بولے جاتے ہیں جو نہ آسمان سے اٹھ سکیں اور نہ زمین سے۔ اللہ پاک مسلمانوں کو سمجھ دے۔ آمین!

بلکہ بعض کذابوں نے ایک حدیث تراش کر خود پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف منسوب کر دی کہ آپ نے فرمایا: انا احمد بلا میم ''میں احمد ہوں میم کے بغیر''، یعنی میں احد ہوں۔

اسی طرح لوگوں نے ایک لمبی چوڑی عربی عبارت کا نام ''خطبۃ الافتخار'' رکھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر دیا۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم! (اے رب! تو ہر طرح کے شرک سے پاک ہے، تجھ پر بڑا بھاری بہتان لگایا گیا ہے) یارب! حق کا بول بالا اور جھوٹوں کا منہ کالا ہو۔ آمین!

تو جیسے عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دونوں جہان کا اختیار ہے، اگر کوئی ان کو مان کر ان سے التجا کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ضرورت نہیں۔ گناہ اس کے ایمان میں خلل نہیں ڈالتا، اس کے حق میں حرام و حلال کا امتیاز اٹھ جاتا ہے۔ وہ اللہ کا سانڈ بن جاتا ہے۔ جو چاہے کرے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخرت میں اس کی سفارش کر کے اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھڑا لیں گے۔ جاہل مسلمان بعینہ یہی عقیدہ پیغمبر اسلام علیہ السلام کے بارے میں رکھتے ہیں، بلکہ اماموں اور اولیاء کے حق میں بھی ان کا یہی عقیدہ ہے۔ بلکہ ہر پیر اور شیخ کے حق میں بھی ان کا یہی عقیدہ ہے۔ اللہ ہدایت دے۔ سیدنا ابو مطرف (عبد اللہ بن شخیر) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قبیلہ بنو عامر کے وفد کے ہمراہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہم نے کہا:

أَنْتَ سَيِّدُنَا، فَقَالَ: «السَّيِّدُ اللّٰهُ» قُلْنَا: وَأَفْضَلُنَا فَضْلًا وَ أَعْظَمُنَا طَوْلًا: فَقَالَ: «قُولُوا بِقَوْلِكُمْ أَوْ بَعْضِ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ»

''آپ ﷺ ہمارے سید ہیں۔ فرمایا: ''سید اللہ ہے۔'' ہم نے کہا، آپ ﷺ ہم میں افضل اور سخاوت کے لحاظ سے بڑے ہیں فرمایا: ''ہاں یہ ساری یا بعض بات کہہ سکتے ہو۔ کہیں شیطان تم کو گستاخ نہ بنا دے۔'' [1]

یعنی کسی بزرگ کی شان میں زبان سنبھال کر بات کرنی چاہیے۔ اس کی انسانوں والی ہی تعریف کرو بلکہ اس میں بھی کمی کرو۔ منہ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو، کہیں شان الوہیت میں بے ادبی نہ ہو جائے۔

لفظ 'سید' کے دو معنی: سید کے دو معنی ہیں:

① خود مختار، مالکِ کل، جو کسی کا محکوم نہ ہو۔ آپ جو چاہے کرے، یہ شان رب تعالیٰ ہی کی ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سید نہیں۔

---

[1] سنن أبي داود، الأدب، باب في كراهية التمادح، حديث: 4806، واللفظ له، و مسند أحمد: 4/25.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

② پہلے حاکم کا حکم اس کے پاس آئے اور پھر اس کی زبانی دوسروں کو پہنچے جیسے چودھری، زمیندار، اس معنی کے لحاظ سے ہر نبی اپنی امت کا سردار ہے۔ ہر امام اپنے ہم عصر لوگوں کا، ہر مجتہد اپنے ماننے والوں کا، ہر بزرگ اپنے عقیدت مندوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا سید ہے کہ یہ بڑے بڑے حضرات پہلے حکم پر خود عامل ہوتے ہیں، پھر اپنے چھوٹوں کو سکھاتے پڑھاتے ہیں۔ اس لحاظ سے ہمارے محبوب نبی ﷺ تمام جہان کے سید و سردار ہیں۔ اللہ تعالی کی نگاہ میں آپ ﷺ کا مرتبہ سب سے بڑا ہے۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ احکام شرعیہ کے پابند تھے، اور اللہ تعالی کا دین سیکھنے میں لوگ آپ ﷺ ہی کے محتاج ہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے آپ ﷺ کو سارے جہان کا سردار کہا جاسکتا ہے، بلکہ کہنا چاہیے۔ اور پہلے معنی کے لحاظ سے ایک چیونٹی کا سردار بھی آپ کو نہ مانا جائے، کیونکہ آپ ﷺ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرف کرنے کے مختار نہیں۔

تصویر کے متعلق ارشادات نبوی: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْهُ، فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهَةَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ وَ إِلَى رَسُولِهِ ﷺ، مَاذَا أَذْنَبْتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ؟» قُلْتُ: اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعَذَّبُونَ، فَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ»، وَقَالَ: إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ».

”انھوں نے ایک غالیچہ خریدا، جس میں تصویریں تھیں۔ جب اس کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو آپ دروازے ہی پر کھڑے رہے، اندر نہیں آئے۔ فرماتی ہیں: میں نے آپ ﷺ کے چہرے سے کراہت پہچان لی۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! میری توبہ ہے، میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ فرمایا: ”یہ غالیچہ کیسا ہے؟“ میں نے کہا: یہ میں نے آپ ﷺ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ ﷺ اس پر بیٹھیں اور تکیہ بنائیں۔ فرمایا: ”ان تصویر والوں پر قیامت کے دن یہ عذاب ہوگا کہ ان سے کہا جائے گا، اپنی بنائی ہوئی تصویروں کو زندہ کرو۔“ آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ”جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں، اس میں فرشتے نہیں آتے۔“[1]

چونکہ اکثر مشرک مورتیاں پوجتے ہیں، اس لیے فرشتوں اور نبیوں کو تصویروں سے گھن آتی ہے، اس لیے فرشتے

[1] صحيح البخاري، البيوع، حديث: 2105.

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

نہیں آتے۔ تصویر بنانے والوں پر عذاب ہوگا کہ بت پرستی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ تصویر خواہ پیغمبر کی ہو یا امام کی، ولی کی ہو یا قطب کی، پیر کی ہو یا مرید کی، اسے بنانا' اور رکھنا حرام ہے۔ جو لوگ اپنے بزرگوں کی تصویروں کی تعظیم کرتے' انھیں بطور تبرک اپنے پاس رکھتے یا دیواروں پر لٹکاتے ہیں، وہ سراسر گمراہ اور مشرک ہیں۔ پیغمبر اور فرشتے ان سے گھن کرتے ہیں۔

لہٰذا مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ہر قسم کی تصویر کو گندہ سمجھ کر اپنے گھر سے دور کر دے، تاکہ رحمت کے فرشتے بھی اس گھر میں آ جائیں اور گھر میں برکت ہو۔

پانچ سخت ترین گناہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

«إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَتَلَ نَبِيًّا أَوْ قَتَلَهُ نَبِيٌّ أَوْ قَتَلَ أَحَدَ وَالِدَيْهِ، وَالْمُصَوِّرُونَ وَعَالِمٌ لَمْ يَنْتَفِعْ بِعِلْمِهِ»

''قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا، جس نے نبی کو یا جس کو نبی نے قتل کیا۔ یا جس نے اپنے باپ یا ماں کو قتل کیا، اور تصویریں بنانے والوں کو اور اس عالم کو بھی، جو اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھائے۔''[1]

یعنی تصویر بنانے والا بھی ان بڑے بڑے گناہوں میں داخل ہے جو گناہ کسی پیغمبر کے قاتل کو ہوگا، وہی تصویریں بنانے والوں کو ہوگا۔ والعیاذ باللہ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

«قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ شَعِيرَةً»

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ سو بھلا وہ ایک ذرہ یا ایک دانہ یا ایک جو تو پیدا کر کے دکھائیں۔''[2]

یعنی مصور در پردہ الوہیت کا دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی طرح چیزیں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ یہ بڑا

[1] شعب الإيمان: 6/197، حديث: 7888.
[2] صحيح البخاري، التوحيد، حديث: 7559، و صحيح مسلم، اللباس، حديث: 2111.

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

گستاخ اور کذاب ہے۔ ایک دانہ تک بنانے کی قدرت نہیں (لیکن) نقل اتارتا ہے۔ نقال ملعون پر اللہ کی لعنت ہے۔

اپنے متعلق نبی اکرم ﷺ کا ارشاد: سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنِّي لَا أُرِيدُ أَنْ تَرْفَعُونِي فَوْقَ مَنْزِلَتِي الَّتِي أَنْزَلَنِيهَا اللّٰهُ تَعَالَى، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»

”میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے میرے اس مرتبے سے آگے بڑھاؤ جس پر اللہ پاک نے مجھے رکھا ہے۔ میں محمد (ﷺ) ہوں، عبداللہ کا بیٹا ہوں، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ﷺ ہوں۔“ [1]

اسے امام رزین نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی مختلف روایات مسند احمد اور طبرانی وغیرہ میں موجود ہیں۔ مثلاً سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

«يَاسَيِّدَنَا وَابْنَ سَيِّدِنَا، وَيَاخَيْرَنَا، وَابْنَ خَيْرِنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا بِقَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَرَسُولُ اللّٰهِ، مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُونِي فَوْقَ مَا رَفَعَنِي اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ»

”اے ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے! اے ہم سے بہتر اور ہم سے بہتر کے بیٹے“! تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم ایسا کہہ سکتے ہو۔ لیکن خبردار رہنا، ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں اپنے جال میں پھانس لے (مبالغہ آرائی میں لے ڈوبے۔) میں محمد بن عبداللہ، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں (ﷺ) اور اللہ کی قسم! مجھے یہ بات (قطعاً) پسند نہیں ہے کہ تم (میری تعریف میں مبالغہ آرائی کرتے ہوئے) مجھے اس مرتبہ سے بلند کردو جو اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔“ [2]

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَرْفَعُونِي فَوْقَ حَقِّي، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى اتَّخَذَنِي عَبْدًا قَبْلَ أَنْ يَتَّخِذَنِي رَسُولًا»

”مجھے میرے حق (مرتبہ) سے زیادہ بلند نہ کرو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا رسول بنانے سے پہلے مجھے اپنا بندہ بنایا ہے۔“ [3]

---

[1] رواہ رزین. [2] مسند أحمد: 241/3. [3] مجمع الزوائد: 578/9، وإسنادہ حسن.

التبیان OPEN UNIVERSITY
Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک ''مقام عبدیت'' ''مقام رسالت'' سے زیادہ بلند درجہ رکھتا ہے۔

مبالغہ کرنے والوں کو لوگوں کے دین سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا، خواہ ان کا دین رہے یا نہ رہے (ہمیں کیا؟) لیکن پیغمبر اسلام علیہ الصلاۃ والسلام اپنی امت پر بڑے شفیق و مہربان تھے۔ آپ ﷺ کو رات دن یہی فکر دامن گیر تھا کہ امت کا دین سنور جائے۔ چنانچہ جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ میرے امتی مجھ سے بڑی محبت کرتے ہیں اور میرے بہت احسان مند ہیں، اور یہ بھی معلوم تھا کہ محبّ محبوب کے خوش کرنے کو آسمان اور زمین کے قلابے ملایا کرتا ہے، (تو سوچا) ایسا نہ ہو کہ یہ تعریف میں حد سے بڑھ جائیں، جس سے اللہ تعالیٰ کی شان میں بے ادبی ہو جائے، جس سے ان کا دین غارت ہو جائے اور میری ناراضی بھی واجب ہو جائے۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے مبالغہ پسند نہیں۔ میرا نام محمد (ﷺ) ہے، میں خالق یا رزاق نہیں۔ میں عام لوگوں کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور بندہ ہونے ہی میں میرا اشرف ہے۔ البتہ عوام سے میں اس لحاظ سے جدا ہوں کہ میں اللہ کے احکام کو جانتا ہوں، لوگ نہیں جانتے۔ لہٰذا انھیں مجھ سے اللہ کا دین سیکھنا چاہیے۔

اے ہمارے آقا و مولیٰ! رحمۃ للعالمین ﷺ پر رحمت و سلامتی کی بارش فرما! جس طرح آپ ﷺ نے ہم جیسے جاہلوں کو دین سکھانے کے لیے سرتوڑ کوششیں کیں، ان کی قدردانی کرنے والا تو ہی ہے۔ اے بلند و برتر مالک! ہم تیرے عاجز و بے بس بندے ہیں، ہمارے اختیار میں کچھ نہیں۔ جس طرح تو نے ہمیں اپنے فضل و کرم سے شرک و توحید کا مطلب خوب سمجھایا، لا الہ الا اللہ کے تقاضوں سے خوب خبردار کیا اور مشرکوں سے نکال کر موحد و پاک صاف بنایا، اسی طرح اپنے فضل و کرم سے ہمیں بدعت و سنت کے معنی اچھی طرح سمجھا، کلمہ ''محمد رسول اللہ'' کے تقاضوں سے آگاہ فرما! اور بدعتیوں اور ملحدوں سے نکال کر ہمیں قرآن و حدیث کے تابعدار پاک سنی بنا۔ آمین ثم آمین!

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

مشقی سوالات وتمرینات

1. وصیلہ کس جانور کو کہتے ہیں؟
2. ستاروں میں تاثیر ماننا کیسا ہے؟
3. اُم المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی رو سے کس بندے کی چالیس دن کی نماز (عبادت) قبول نہیں؟
4. پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کون تھے؟ اور کیا ان کے بارے میں "یا عبدالقادر شیئاً لِلّٰہ" کہنا درست ہے؟
5. اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیارے نام کونسے ہیں اور یہ حدیث کس کتاب میں ہے؟
6. "غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے" ایک حدیث شریف کا حوالہ دیں۔
7. "اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو" اس حدیث کا عربی متن لکھیں اور حوالہ دیں۔
8. کیا عبدالرسول، عبدالنبی کہنا درست ہے؟ اگر نہیں تو حدیث مبارکہ اور اس کا ترجمہ بطور حوالہ پیش کریں۔
9. تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اگر حد سے بڑھا جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ اس بات کا حدیث کی رو سے رد کریں۔
10. سید کے کون سے دو معنی ہیں؟ وضاحت کریں۔
11. تصویر کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا؟

کثیر الانتخابی خالی جگہ

دیے گئے چار انتخابات میں سے درست کے گرد دائرہ لگائیں۔

1. شیطان میں.......... ڈالنے کے سوا اور کوئی قدرت نہیں ہے۔

(ا) رحم (ب) شفقت (ج) محبت (د) وسوسہ

2. کسی نے کسی کے نام کی چوٹی رکھی لی، کسی نے بچے کا نام نبی بخش، علی بخش اور پیر بخش وغیرہ رکھ لیا، یہ سارے کام.......... مسلمان کرتے ہیں۔

(ا) کمزور عقیدہ (ب) صحیح العقیدہ (ج) جاہل (د) بے وقوف

Online Dars.e.Nezami
OPEN UNIVERSITY Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

11 غیر اللہ کی نذر و نیاز .... ہے۔

(ا) شرک (ب) بدعت (ج) شرکت اور بدعت (د) حرام

12 کسی کو اپنا بندہ یا بندی کہنا .... نہیں۔

(ا) حرام (ب) منع

(ج) جائز (د) ان میں سے کوئی بھی نہیں

13 جو لوگ اپنے بزرگوں کی تصویروں کی تعظیم کرتے، انھیں بطور تبرک اپنے پاس رکھتے یا دیواروں پر لٹکاتے ہیں، وہ سراسر .... ہیں۔

(ا) نیک لوگ (ب) ٹھیک (ج) عقل مند (د) گمراہ اور مشرک

14 سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث، جو شعب الایمان میں ہے، کے مطابق .... پانچ سخت ترین گناہوں میں سے ایک ہے۔

(ا) جھوٹ بولنا (ب) چوری کرنا (ج) گانا سننا (د) تصویر بنانا

15 ہمارا عقیدہ ہے کہ کائنات میں اللہ کے بعد سب سے پیاری اور عزیز ہستی کا نام .... ہے۔

(ا) حضرت آدم علیہ السلام (ب) حضرت ابراہیم علیہ السلام

(ج) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (د) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

www.KitaboSunnat.com

التبیان OPEN UNIVERSITY Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

11 غیر اللہ کی نذر و نیاز .... ہے۔

(ا) شرک (ب) بدعت (ج) شرکت اور بدعت (د) حرام

12 کسی کو اپنا بندہ یا بندی کہنا .... نہیں۔

(ا) حرام (ب) منع

(ج) جائز (د) ان میں سے کوئی بھی نہیں

13 جو لوگ اپنے بزرگوں کی تصویروں کی تعظیم کرتے، انھیں بطور تبرک اپنے پاس رکھتے یا دیواروں پر لٹکاتے ہیں، وہ سراسر .... ہیں۔

(ا) نیک لوگ (ب) ٹھیک (ج) عقل مند (د) گمراہ اور مشرک

14 سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث، جو شعب الایمان میں ہے، کے مطابق .... پانچ سخت ترین گناہوں میں سے ایک ہے۔

(ا) جھوٹ بولنا (ب) چوری کرنا (ج) گانا سننا (د) تصویر بنانا

15 ہمارا عقیدہ ہے کہ کائنات میں اللہ کے بعد سب سے پیاری اور عزیز ہستی کا نام .... ہے۔

(ا) حضرت آدم علیہ السلام (ب) حضرت ابراہیم علیہ السلام

(ج) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (د) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

www.KitaboSunnat.com

OPEN UNIVERSITY Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440

www.KitaboSunnat.com

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440
OPEN UNIVERSITY

تقویۃ الایمان (درسی)

مشقی سوالات و تمرینات سے مزین جدید ایڈیشن

''تقویۃ الایمان'' کا موضوع توحید ہے، جو دین کی بنیاد ہے، اس موضوع پر بے شمار کتابیں اور رسالے لکھے جا چکے ہیں مگر شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا انداز بحث اور طرز استدلال سب سے نرالا ہے اور سراسر مصلحانہ ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کے مندرجات پاک و ہند میں بسنے والے مسلمانوں کے عقائد و نظریات اور رسوم و رواج سے متعلق ہیں۔

مؤلف رحمہ اللہ آیات و احادیث کے ذریعے نہایت سادہ اور سلیس انداز میں عقائد کی اصلاح فرما دیتے ہیں اور ان کے مخالف جتنی بھی غیر شرعی رسمیں معاشرے میں مروج تھیں، ان کی اصل حقیقت آشکارا کر دیتے ہیں۔

اگرچہ یہ کتاب نہایت اہم موضوع پر ہے لیکن شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے طریق استدلال ایسا اختیار کیا ہے کہ معمولی پڑھا لکھا آدمی اور متبحر عالم دین بھی اس سے یکساں مستفید ہو سکتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

کتاب کی اسی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اس کا درسی ایڈیشن تیار کیا گیا ہے تا کہ اسے مدارس کے نصاب میں شامل کیا جا سکے اور اس سے استفادہ آسان ہو۔

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور • کراچی
اسلام آباد • لندن • هیوستن • نیویارک

ISBN 969574360-9
9 789695 743607

Online Dars.e.Nezami
Contact : +92 310 6604440